دریافت و تدوین: نجیبہ عارف *

”سیرِ ملکِ اودھ“ از یوسف خاں کمبل پوش

ذیل میں یوسف خاں کمبل پوش کے غیر مطبوعہ سفرنامے کا مکمل متن، مع تدوینی حواشی اور فرہنگ، پیش کیا جا رہا ہے۔اس سفرنامے کا قلمی نسخہ، جو دستیاب معلومات کے مطابق وحید نسخہ کہا جا سکتا ہے، بوڈلیئن لائبریری میں انڈین انسٹی ٹیوٹ، اوکسفرڈ کے ذخیرے میں موجود ہے۔انڈین انسٹی ٹیوٹ کو یہ مخطوطہ رابرٹ کیتھ پرنگل (۱۸۰۲ء۔۱۸۹۷ء) نے ۷فروری ۱۸۷۹ء کو پیش کیا تھا۔پرنگل کمبل پوش کے محسنوں میں سے ایک تھے جن کا ذکر انھوں نے اپنے پہلے سفرنامے میں بھی بار بار کیا ہے۔(تفصیل کے لیے دیکھیے، حاشیہ۳۴)۔ یہ مجلد نسخہ ۱۵۶اوراق پر مشتمل ہے جس کے کاغذ انتہائی بوسیدہ اور پیلے ہو چکے ہیں۔پہلے اور آخری صفحے کے علاوہ ہر صفحے پر ۹ سطریں ہیں۔یہ مسودہ خطِ نستعلیق میں، موٹے قط کے قلم سے لکھا گیا ہے۔ایک دو مقامات پر باریک قط کا قلم بھی استعمال کیا گیا ہے۔تحریر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مسودہ مختلف اوقات میں لکھا گیا ہے۔کہیں کہیں حاشیے میں متنی تبدیلی یا اصلاح بھی موجود ہے جس کی تفصیل تدوینی حواشی میں درج کر دی گئی ہے۔راقم الحروف نے ۲۰۱۳ء میں اس کی عکسی نقل حاصل کی تھی۔(اس مخطوطے کا مفصل تعارف و تجزیہ اورینٹل کالج میگزین، جلد ۸۹، شمارہ۳، ص۶۱ تا ۸۶ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)۔ذیل میں اس سفرنامے کا متن جدید املا میں پیش کیا جا رہا ہے۔متن کی تدوین میں درج ذیل نکات پیشِ نظر رکھے گئے ہیں:

مصنف نے اس تحریر کو خود کوئی عنوان نہیں دیا تھا۔راقم نے متن ہی سے اس کا عنوان ”سیرِ ملکِ

اودھ'' اخذ کیا ہے۔

متن کو اقتباسات میں تقسیم کیا گیا ہے نیز موضوع کے مطابق مختلف حصوں کے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

رموزِ اوقاف کا استعمال کیا گیا ہے۔

متن کی ترتیب و تدوین قیاسی ہے۔

نقطوں کی غیر موجودگی کے باعث ایک جیسی شکلوں والے تمام حروف کو لغت میں تلاش کر کے لفظی صورت اور معنوی سیاق و سباق کے مطابق ممکنہ الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

جہاں متن کا مطلب خبط ہوتا محسوس ہوا ہے وہاں خطوطِ وحدانی میں [کذا] لکھ دیا گیا ہے۔

جہاں کسی لفظ کی پہچان نہیں ہو سکی وہاں خطوطِ وحدانی میں [؟] کی علامت ڈال دی گئی ہے۔

متن میں کئی جملے اردو کی نحوی ساخت کی پیروی نہیں کرتے۔ ایسے جملوں میں کوئی تبدیلی یا اصلاح روا نہیں رکھی گئی اور انھیں جوں کا توں پیش کر دیا گیا ہے۔

مصنف یا اس کے عہد کی املا کا نمونہ پیش کرنے کے لیے جہاں کوئی لفظ پہلی مرتبہ غلط/قدیم املا میں لکھا گیا ہے، وہاں اس کا املا برقرار رکھا گیا ہے لیکن اس کے فوراً بعد خطوطِ وحدانی [ ] میں اس کا درست/جدید املا درج کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پورے متن میں درست/جدید املا ہی کو اختیار کیا گیا ہے۔

یائے معروف اور مجہول کے فرق کو روا رکھا گیا ہے۔

ملا کر لکھے گئے الفاظ کو علاحدہ علاحدہ تحریر کیا گیا ہے۔

اعراب بالحروف سے اجتناب کیا گیا ہے۔

ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظ میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

نون اور نونِ غنہ میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

''س'' اور ''ش'' میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

''ٹ'' اور ''ژ'' کے لیے رائج املائی صورت اختیار کی گئی ہے۔

جن الفاظ کے مطالب فرہنگ میں درج ہیں ان کے پہلی بار استعمال ہونے پر انھیں خط کشیدہ کیا گیا ہے۔

فرہنگ میں شامل الفاظ کے صرف وہ مطالب درج کیے گئے ہیں جو ممکنہ طور پر متنی سیاق وسباق کے مطابق ہوں۔ مخففات کی وضاحت فرہنگ سے پہلے کر دی گئی ہے۔

اس نسخے کے اندر کمبل پوش کی ایک رنگین روغنی تصویر بھی موجود ہے جو اس سے پہلے کہیں شائع نہیں ہوئی۔ اس تصویر کا عکس بھی یہاں شائع کیا جا رہا ہے تاہم اس سفرنامے کا مکمل متن مفصل مقدمے، حواشی، تعلیقات اور اشاریے سمیت، کتابی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

* اس متن کی کمپوزنگ کے مشکل کام میں میری عزیز اور ذہین شاگرد ماہ جبین نے معاونت کی جس کے لیے میں ان کی شکرگزار ہوں۔

یا فتاح حقیقی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

گوہر حمد و سپاس بقیاس ثنا قدرت کاملہ اس خالق اکبر کی، کہ جس نے اس مشتِ خاک انسان کو بخطاب کہ مناسب آدم، شرف امتیاز دے کر، مسجود ملائک کیا اور مراۃ شاہد جمال با کمال اپنے کا کر کے، ساتھ صنعت خلق الانسان علی صورته[1] کے، اس قطرۂ ناپاک کو مشرف اور مخلّع فرمایا۔ سبحان اللہ ساتھ اس ہستی موہوم کے، اس ضعیف انسان کو طاقتِ شناوری دریاے وحدت کی عطا کی کہ ملائک مقربین کو اس سے انگشت حیرت بدہان، اور خود بینی سے ایسا کیا کہ باوجودیکہ کمال معرفت کے کلمہ ما عرفناک[2] برزبان:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
اوس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا[3]

اور درود نامحدود و ہدیہ بارگاہ اس سرورِ عالم کی، کہ قاب قوسین ادنا [کذا] خلعتین کا اُس کا ہے اور بمقتضاے لولاک لما خلقت الافلاک[4] ازعرش تا فرش کمترین پاے گاہ اس کا:

جنت سراے بار تو
رضواں امانت دار تو
اے ارغُل رخسارِ تو
فردوسِ اعلیٰ راصفا

اے تاج بخشِ سروراں
ہم خاتمِ پیغمبراں!
ہستی تو اے صاحبِ قرآں!
دردین و دنیا بادشاہ

تخت فلک، تا جت قمر
مہرت الم[علم] جولا[جھولا؟]قمر
فتحت قریں، یارت ظفر
تیغت قدر، دستت قضا[5]

مابعد حمد و نعت کے، امیدوار ہوں رحمت ایزدی خطاپوش و نیوش، یوسف خاں کمل پوش کہ اس عاجز نے اکثر سیر ملکوں میں اوقات اپنے بسر کیے اور طرح طرح رنگِ زمانہ بچشم دیکھے۔ چنانچہ موافق فرمانے دوستوں کے ایک کتاب بھی بعبارتِ اردو قلم بندکی اور بسبب عنایاتِ بے غایات اور پرورشِ حالِ غریبانہ اوپر حال بندہ کے، جناب کپتان صاحب عالی رتبت، والا مرتبت، فیاض زمان کپتان ہالن صاحب بہادر نے بیچ مدرسہ دہلی[٦] میں چھپوائی۔ تحریر و تقریر، ثنا و صفتِ صاحبان انگریزوں میں غیر ممکن۔ کہاں تک بیان کرے جو کہ مرتبہ غربت اور مہربانی حال دوستوں اور جملہ مخلوقات پر صاحبان انگریز بہادر رکھتے [ہیں]۔ آفرین، صد آفرین! حق و ناحق خوب پہچانتے ہیں اور ہر وقت راہ نیک پر کمربستہ رہتے ہیں۔ آفرین! ہزار آفرین! چنانچہ اس زمانۂ ناہنجار میں چندے سیرِ ملک اودھ[٧] بھی دیکھنے میں آئی کہ بیان کرنا اس کا طبیعت نے چاہا کہ دوستوں اور محبوں، حاضر اور غائب پر پوشیدہ نہ رہے۔

کہ یہ عاجز بعد انقضائے سفرِ علاقہ سیلون اور سلطان پور اور بیسواڑہ، قریب سات برس کے، مع سب افواج سوار و پیادگان ہمراہی جاں نثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر[٨] کے وارد لکھنؤ ہوا۔ بعد چندے اتفاق سکونت لکھنؤ کے، سولھویں تاریخ، شعبان ۱۲۶۳ ہجری کی[٩] کونچ [کوچ] جانب علاقہ بانگڑ کے مقرر پایا۔ چنانچہ جاں نثار خاں کپتان میگنس بہادر، مع ہمراہیان اپنے کے، ۲۵ پچیسویں شعبان کو داخل منڈیاؤن [Mandiaon] میں ہوئے اور حسین علی خاں ناظم علاقہ بانگڑ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ جناب کپتان صاحب بہادر اور اس ناچیز سے ملاقات ہوئی۔ لشکر ہمارا قریب منڈیاؤن کے بن [کذا] باغ میں مقام پذیر ہوا۔ رسالہ اور توپ خانہ، مع گھوکر اور پٹی، دس ضرب توپ اور اس کا گنج، زین اور پچاس راس گھوڑے سواری، گولہ اندازان، اور رسالہ سلیمانی مکمل اور پچاس منزل چھکڑہ چوبروے اور دو زنجیر فیل و ہزرہا [ہزارہا] مہار اونٹ اور ایک پالن [پلٹن] ہزار جوان مکمل، بطیاری [تیاری] اسباب انگریزی، کہ جناب واجد علی شاہ بادشاہ غازی نے نام پلٹن کا باقاعدہ سرفراز فرمایا تھا اور جملہ اسبابِ متفرقات تیار مستعد تھا۔ لاکن [لیکن] جب تک کہ اتفاق رہنے علاقہ بانگڑ کا ہوا، عجیب و غریب حالات دیکھنے میں آئیں [آئے] کہ اگر بیان اس کا کیا جائے دفتر ے باید، تو بھی عشر عشیر ممکن نہیں کہ بیان ہو سکے۔ چنانچہ چند حقیقت لائق سننے کے، یہ فدوی بیان کرتا ہے کہ دوستوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ خیال ملک اودھ کس طور پر گذرتا ہے۔

علاقہ بانگر کے قصے:

ایک دن کا ذکر ہے؛ ایک عورت، کہ خاوند اس کا دولت ور[۱۰] تھا اور مقدور بہت رکھتا تھا۔ باغ اور تالاب اور اِندارے و مکانات وغیرہ خوب تعمیر کروائے اور اس قدر دولت چھوڑ کر مرا۔ چنانچہ وہ عورت ایک دختر رکھتی تھی۔ ارادہ تھا کہ اس زر کو لڑکی کی شادی میں صرف کروں اور فرض اس کے سے ادا ہوں۔ اور ایک بھتیجا حقیقی اس کا، ہر روز خیال رکھتا تھا کہ کسی طور سے یہ جمع ہاتھ لگے۔ آخرش ایک روز اس کی اپنی بیٹی کو باہم کیا۔ دونوں دیوار پھاند کر مکان میں آئے اور وہ غریب میدہ، پوری کے واستے [واسطے]، چھانتی تھی کہ دونو نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اشرفیاں اور روپے کُٹھری میں سے لے کر چل دیے۔ بعد چند عرصے کے مائی گھر میں آئی۔ اس نے دیکھا کہ میدہ، چھلنی ایک طرف اور لاش اس کی ایک طرف پڑی ہے۔ مائی نے واویلا شروع کیا کہ اس عرصے میں خبر سب پہ ہویدا ہوئی۔ مشہور کر دیا کہ ہیضہ کر کے مر گئی۔

اور ایک عورت رانڈ کہ خاوند اس کا بھی مر گیا تھا اور چار پانچ سے روپے اس کے پاس تھے اور دو بھائی حقیقی اس کے، ہر روز کہا کرتے تھے کہ یہ مال ہم کو حوالہ کر۔ اس نے کہا، میں رانڈ ہوں اور تم بھائی ہو میرے۔ خبر گیران رنڈاپے کے رہو نہ کہ مجھ سے طلب زر رکھتے ہو۔ اس روپے میں اوقات اپنی گزارتی ہوں، جب کہ یہ تم کو دوں، اپنی زندگی کہاں سے بسر کروں گی۔ آخرش وقت شب کے دونو بھائی اس کے گھر میں پھاند کر آئے اور تلوار مارنا شروع کیا۔ ہر چند واویلا اور دہائی مچائی، کون سنتا ہے آواز۔ اس کی تلوار کند بہت تھی۔ کام نہ کیا۔ آخرش ایک بھائی چھاتی پر سوار ہوا اور ایک بھائی نے تلوار سے گلا کاٹا تو بھی نہ کٹا۔ لاچار ہو کر نوک تلوار کی بیچ گردن کے آر پار کر کے ہلا دیا کہ وہ بے چاری تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ وہ دونوں بھائی جمع لے کر روانہ ہوئے۔ چین سے سیر و تماشا کرتے پھرتے تھے۔ کسی نے [نہ] پوچھا کہ کس نے مارا۔

اور حال سنو تم، لائق سننے کے ہے کہ بچشم اگرچہ نہیں دیکھا لیکن معتبر شخص کی زبانی[۱۱] سننے میں آیا کہ ایک لڑکی، بقوم راجپوت، کہ شادی اس کی ہو چکی تھی، فقط گونا باقی تھا کہ وہ اپنی جنگی میں رہتی تھی اور عالم جوانی میں تھی۔ اور اس کے ہمسایہ میں ایک مکان برہمن کا تھا اور اس برہمن کا ایک[۱۲] جوان[۱۳] بیٹا تھا کہ اتفاقاً عالم جوانی میں اس لڑکی برہمن[۱۴] کی آنکھ اس برہمن کے لڑکے پر پڑی۔ دونوں جوشِ محبت میں گرویدہ ہو کر مشغول عیش و عشرت ہوئے۔ ایک روز وہ لڑکا برہمن کا، اس لڑکی کو مع زیور و اسباب لے کر فرار ہوا۔ ناگہاں وقت شام کے مجھ

آباد میں دونوں پہنچے۔ اتفاقاً ہرکارہ اور چپراسی سراغ اس کا کرنے لگے۔ دونوں گھابڑے [گھابرے] ہوئے۔ لاچار برہمن کے پوت نے اس کو دم دیا کہ سب زیور واسباب اتار دے۔ میری یہاں قرابت ہے، رکھوا دوں اور ہم تم یہاں سے بھاگ چلیں۔ وہ بیچاری کیا جانتی[15] تھی۔ اس نے سب زیور اپنا اتار کر حوالے کیا۔ وہ نطفہ حرام کا، سب اسباب لے کر راہی ہوا اور یہ تمام رات راہ دیکھتی حیران وپریشان بیٹھی تھی کہ چپراسی اور ہرکارہ موجود ہوئے اور پوچھنے لگے۔ آخرش سب روداد اس نے مفصل بیان کیا کہ مجھ کو کہیں کا نہ رکھا۔ وہ دوبھدا [دبدھا] میں دونوں کی، نہ مایا ملی نہ رام۔ اس مابین میں باپ اور بھائی اس طفل دختر جواں کے، کہ اہل مقدور تھے، لڑکی کے ڈھونڈنے کو چلے، باین ارادہ کہ دونو کو مار ڈالیں۔ اور یہاں کا حال سُنا چاہیے کہ دختر کی سسرال کے لوگ لڑکی کو ڈولی پر سوار کر کے مکان پر لے گئے اور بعد اس کے برہمن کے مکان میں آئے کہ باپ اور ماں اور چھوٹے چھوٹے بھائی اور بہن برہمن کے، سب کو گرفتار کیا کہ تم ہی [نے] ورغلا کے ہماری بہو کو بھگا دیا ہے۔ تم کو خوب سزا دیں گے۔ بے چارے برہمنان اور ماں باپ برہمن سب دست بستہ قدموں پر گرتے تھے اور واویلا مچاتے تھے کہ ہمارا کچھ قصور نہیں، ہم بے گناہ ہیں، ہم کو کیوں ہلاک کرتے ہو۔ آخرش ان راجپوتوں نے سبھوں کو ایک اندھے کنویں میں ڈال کر اوپر سے پٹوا لیا اور کچھ قصور ثابت نہ کیا۔

چہارم روداد یہ ہے کہ ایک گشائیں [گسائیں] عمر بیس برس اور جورو اس کی تیرہ برس کی اور ایک چیلا بھی اس کا جوان، مکان میں رہا کرتے تھے کہ ایک روز اس گسائیں کو شبہ ہوا کہ جورو میری اور چیلا باہم اختلاط رکھتے ہیں[16]۔ اس شبہ سے جورو کو اپنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار ڈالا اور ایک ہاتھ چیلے کا بھی کاٹ ڈالا۔ ماں گسائیں کی بچانے کو اٹھی، اس کے بھی ہاتھ قلم کر ڈالے کہ ٹھہر ٹھہر کر مر گئی۔ چنانچہ ہندوستان میں مشہور ہے کہ عورت بے مرو[ت] ہوتی ہے۔ کیوں کر میں کہوں، جس طرح سے قوم مرد بے مروت ہوتی ہے، ہرگز عورت بے مروت نہیں۔ چنانچہ بچشم دیکھا ہزار ہا ہے اور اظہر من الشمس ہے کہ عورت قوم ہندو کی، وقت مرنے اپنے خاوند کے، ستی ہو کر جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال قوم مسلمان کا ہے کہ ایک روز کی بیاہی دلھن، صورت خاوند سے آگاہ نہیں، اور وہ مر گیا، تمام عمر اپنی عالم رنڈاپے میں چرخا کات کر بسر کر دی۔ اور قوم مرد خصوصاً ہندوستان میں کہ مال واسباب اور حصہ زمین وباغ وتالاب پر حقیقی بھائی اور حقیقی بہن اور ماں باپ کو سر کاٹ کر جہنم واصل کرتے ہیں اور اس [کا] مال واسباب لے کر چین وراحت سے بسر کرتے ہیں۔ حال بانگڑ کے دو امر لکھے گئے۔

اگر نصف حالات لکھے جائیں تو عشر عشیر بھی غیر ممکن ہے۔چند جلد کتاب چاہئیں ۔جملہ خلاصہ، ملک شاہ اودھ کے نظر میں گزرے اور سب جاگہ [جگہ] اندھیر، بے انتظامی دیکھی لیکن علاقہ بانگڑ عجب دیس دیکھا اور جمع سرکار والا بھی جس قدر عامل نے وصول کی، غنیمت جان کر شکرانہ ادا کیا۔

دریبولا [؟] حسب الارشاد سلطان عالم بادشاہ واجد علی شاہ غازی، کہ بتاریخ اون تیسویں [انتیسویں] ماہ شوال ۱۲۶۳ ہجری روز یک شنبہ مطابق دسویں ماہ اختوبر [اکتوبر] ۱۸۴۷ء، کوچ سب افواج قاہرہ [نے] کیا۔طرف بیت الاعادہ لکھنؤ کے تقرر پایا کہ ان دنوں میں تیاری آمد لاٹ صاحب بہادر اور جلوس استقبال وغیرہ درپیش تھا اور سب افواج سلطانی، سواران و پیادگان اور توپ خانے اور رسالہ انگریزی اور ہندوستانی، ہمراہ بادشاہ موصوف کے، سمت کانپور، بنا بر پیشوائی لاٹ بہادر کے، روانہ ہوا چاہتے ہیں، اس باعث جانثار خان کپتان میکنس بہادر مع جمگیں افواج قاہرہ روانہ بیت السلطنت لکھنؤ ہوئے ۔رب الموت ایسے مقام پر اتفاق ہمارے آنے کا پھر نہ کرے، چرا کہ مقام علاقہ بانگڑ عجیب مکان ہے کہ بجز جنگل اور چور و ٹھگ کے آدمی نظر میں نہ گزرا۔

جب علاقہ منڈیاؤں سے کوچ فوج کا ہوا، قریب سات کوس کے ایک موضع گوبان ہے، وہاں مقام پذیر ہوئے۔ وہ جگہ بھی گویا بے شک گوبان ہے کہ ہر چہار سمت جنگل ویران اور بیچ جنگل کے وہ موضع مسل [مثل] بردہ کے چند گھر قوم بانگڑوں کے اجاڑ و پریشان اور قلت نایابی پانی کی اس قدر کہ تمام مردمان و جانوران بغیر آب حیران و پراگندہ تھے ۔چنانچہ یہ عاجز بھی قریب موضع مذکور کے ایک درخت برگد کا کہ تا ہم لائق کے لسکونت اور سایہ دار تھا، وہاں اتفاق فروکش کا ہوا کہ اس عرصے میں ایک دوست باوفا اور مہربان قلبی بندہ کے، شیخ محمد وزیر صاحب ساکن قصبہ کوپامو، رئیس قدیم اور زمین دار تھے اور فرمان تحریر سلطانی زمانہ سابقہ[18] ان کے پاس موجود، پاس میرے وارد ہوئے ۔اور بندے کے حال پر نہایت مہربانی اور اشفاق قلبی مبذول فرماتے تھے ۔ان کی ملاقات اور گفتگو شیریں، محبانہ میں وہ روز بخوبی بسر ہوا۔اور وقت شب کے تواضع محمد وزیر صاحب کی حسب تعظیم محبانہ ادا کی ۔تا دوپہر شب نشست رہی۔

موضع گوا میں ڈاکوؤں اور ٹھگوں کا راج:

ازآنجا کہ تیسویں ماہ شوال ۱۲۶۳ ہجری روز دوشنبہ مطابق یازدہم ماہ اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی موضع

گوبان سے کوچ کر کے ایک موضع نگوا[19] وہاں سے قریب چھ کوس کے، مقابل رکھنا ہے، مقام کیا۔ چنانچہ حسین علی خان صاحب، ناظم علاقہ بانگڑ، در دولت بیت السلطنت سے خلعت فاخرہ پا کر منڈیاؤں کو جاتے تھے۔ کپتان صاحب بہادر اور ناظم مذکورہ دونوں صاحبان سے اثنائے راہ قریب بنی گنج کے ملاقات ہوئی اور حرف اشفاقانہ بزبان عرصہ قریب تک رہے۔ لیکن جو کچھ کہ حال بے انصرامی اور بدعت و غصب ملک اودھ کا اس عاصی نے بالائے کتاب ملتمس کیا تھا، اسی طرح سب جگہ کا حال تصور کرنا چاہیے کہ اثنائے راہ میں ایک گاؤں ملا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھیت میں سؤر کو لاٹھیوں سے پیٹ رہا ہے کہ وہ قریب ہلاکت پہنچا۔ اور وارث اس کا خاموش کھڑا ہوا کنارے کھیت کے، دیکھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ شخص بے درد سؤر کو کس واسطے مارے ڈالتا ہے۔ سؤر کے مالک نے کہا مجھ سے کہ آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں، حال یہاں کا عجیب ہے۔ کہ یہ سؤر میرا فقط اس کے کھیت میں آیا تھا، اور قصور اس سے کچھ واقع نہیں ہوا۔ بسبب آنے کھیت کے مارے ڈالتا ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ سؤر کا گوشت تم کو ملے گا یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اسی کھیت میں پڑا ہوا گوشت سڑ جائے گا ہم کو نہیں ملے گا۔ اور شاید کبھی اس زمین دار کا جانور ہمارے کھیت میں وارد ہو اور تمام زراعت کو پامال کرے، ہمارا مقدور نہیں کہ مار سکیں اور جو شاید ماریں اس کو تو ہم خود مارے جائیں۔ یہ حال دیکھ کر اور سن کر مجھ کو نہایت تحیر اور خوف واقع ہوا کہ منصفی اس کو کہتے ہیں۔ اور از حد سلطنت شاہ اودھ آباد ہو گئی کہ جہاں کوئی وارث اور خداوند نظر میں نہ گذرا [گزرا] اور بچشم دیکھتا ہوں کہ اس ملک میں غریب کا خیال کسی کو نہیں اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں اور حرام زادہ و پاجی کا ہر ایک کو دوست اور حامی پایا۔

آخرش اس روز موضع نگوا میں مقام افواج ہوا۔ اور وہ گاؤں بموضع گوبان سے تاہم آرام و اسباب مہیا رکھتا تھا۔ بعد ازاں تاریخ دوازدہم ماہ اکتوبر، ۱۸۴۷ عیسوی مطابق غرۂ ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز سہ شنبہ نگوا سے کوچ کر کے، ایک قصبہ سنڈیلہ میور رہے، وہاں اتفاق مقام کا ہوا۔ وقت شب کوچ کرنے نگوا سے، راہ میں جھیل و تال وغیرہ از حد وقت رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک جھیل قریب سنڈیلہ ہے، کہ اس میں چھکڑہ اور توپیں اور جانوران وغیرہ، تا شام بہزار حیرانی، مکان تک پہنچے اور یہ عاجز بھی کنارہ پیچے [پیچھے؟] قصبہ مذکور میں پہنچا۔ اور حال اس جا کا عجیب و غریب دیکھنے میں[20] آیا ہے کہ ایک صاحب بزرگ و سفید ریش کہ نہایت مرد اشراف۔ انھوں نے سب حال وہاں کا بیان کیا؛ کہ جب سے مرلی دھر نامی ایک شخص یہاں کی نظامت لے کر آیا تب سے

نہایت اندھیر و نا منصفی و نا اتفاقی درپیش ہے۔ کہ اس نے تمام رعایا اور علاقہ یہاں کا تباہ و ویران کر دیا اور جہاں تک رعایا پر ظلم و ستم ہو سکا، درگذر نہ کی۔ چنانچہ دس بارہ بھرمار[۲۱]، کہ ہندوستان میں بھرمار کہتے ہیں، کہ وہ کار بندوق کا کرتے ہیں اور ہوتے ہیں بطور مجیبوں کے۔ سو بھٹی شراب کی وہاں قریب تھی۔ قدرے شراب لے کر ارادہ کیا کہ لین قریب باغ میں ہے، وہاں چلیں۔ جس وقت کہ وہ سب جوان بھٹی کی طرف سے باغ کو چلے، قریب سات ڈاکوؤں نے سبھوں کے تن کے کپڑے اتروا کر، اور سب ہتھیار لے کر، لین کو روانہ کیا۔ اس بات کو عرصہ دو تین روز کا گزرا تھا کہ لشکر ہمارا بھی وہاں پہنچا۔ اور وہ بزرگ حال اپنا بھی بیان کرنے لگے کہ میں پانچ روپے درماہہ کا شاہ اودھ کا [کی]، سرکار میں مدت تک نوکر رہا کہ اس نوکری میں بہت سا پیسہ اور برتن اور پارچہ وغیرہ و تیاری حویلی اور قریب سو روپے کے میرے پاس تھے۔ جب ضعف بہت ہوا اور روزگار نہ ہو سکا، لاچار گوشۂ تنہائی اختیار کر کے یہاں پر بیٹھ رہا۔ اور اسی سے گذران شبینہ کی کرتا تھا۔ اور ایک باغ لگایا ہوا ہے سب طور سے معبود نے خوش خورم [خرم رکھا]۔ سو حال اس کا یہ ہے کہ ایک روز، وقت شب کے، چند کسان میرے مکان میں وارد ہوئے اور چھاتی پر مری چڑھ کر گلا دبایا اور کہا سب مال و اسباب جہاں ہو جلد بتلا دے! نہیں تو مار ڈالیں گے۔ آخرش جب دیکھا میں نے کہ انھوں نے مارا مجھ کو، اور کسی طرح سے جیتا نہ چھوڑیں گے، سب اسباب و نقد و برتن ڈھونڈ کر باندھا اور وہ سو روپے بھی لیے۔ سب گھر خالی کر کے راہی ہوئے۔ کسی نے نہ پوچھا کہ کیا ہوا اور کس نے لوٹا۔ اب بندہ بحالت تباہ و پریشان، نوبت فاقہ کشی کی میں، بسر کرتا ہوں۔ سرکار اودھ میں اس طرح کا اندھیر و غضب ہوتا ہے کہ دنیا میں نہ ہوگا اور کوئی پرسان کسی کا نہیں کہ رعایا بادشاہ کی ہے یا رعایا ڈاکوؤں کی اور ٹھگوں کی ہے۔

بعد ازاں، وقت شام، مولوی قادر بخش خیر آبادی کے بھائی، بندہ کی ملاقات کو تشریف لائے۔ اگر چہ دستور میرا قدیم یہ ہے کہ ہر ایک کی ملاقات کی نفرت رکھتا ہوں اور دور بھاگتا ہوں لیکن جس وقت مولوی قادر بخش صاحب علاقہ سیلون کے چکلہ دار تھے، اس وقت اس بے چارے سے ملاقات محبانہ بہت رہتی اور نہایت مہربانی میرے حال پر مبذول فرماتے تھے، بسبب اس خیال دوستی صادق کے، طالب ملاقات کا ہوا۔ جس وقت وہ تشریف لائے اور میری ان کی گفتگو دوستانہ ہونے لگی، میں نے ان سے پوچھا کہ عجب حال زمانے کا ہے کہ مولوی قادر بخش صاحب نے چکلہ داری چار مہینے کی، علاقہ سیلون میں کی اور قید دو برس بلکہ زیادہ کی

اٹھائی، جس پر تمنائے چکلہ داری میں سر دیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ آواز ڈنکی کی عارضہ دی کار رکھتا ہے کہ جس کے کان میں آواز ڈنکی گئی، وہ با اشتیاق باہر شب دل سے نہیں بھولتا ہے۔ حیران ہوں میں کہ عجب حال طمع دنیوی ہے کہ ہزار ہا نوع تکلیف اٹھاتے ہیں اور اس کی چاشنی سے باز نہیں رہتے۔

بعد ازاں، وقت صبح کے، کوچ رحیم آباد، کہ لکھنؤ کے راستے میں ہے، مقرر ہوا تھا اور ہم کو نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ اب لکھنؤ کو چلتے تھے، ہن محبوب سے ملاقات ہوگی۔ اس عرصے میں کپتان صاحب بہادر کا خاص بردار آ پہنچا کہ کوچ لکھنؤ فی الحال موقوف۔ میاں گنج کے راستے چلنا ہوگا۔ ارمان ہمارے دل کے دل ہی میں رہے۔ عبث [سبب؟] اس کا یہ ہے کہ قریب میاں گنج کے ایک گاؤں تھا وہاں دوڑ گئے اور مردمان پٹالن انگریزی سے سامنا پڑ گیا۔ چنانچہ گنوار بہت تھے اور لوگ کمپنی کے تہوری دھایا [دھاوا] کیے ہوئے اندر چلے گئے۔ بہت سے گنواروں سے مردمان کمپنی کے قدم اٹھ گئے اور گنوار غالب رہے۔ یہ خبر شاہ اودھ کو پہنچی۔ بادشاہ نے حکم راجا غالب جنگ کو دیا کہ اس کا بندوبست کرے۔ آخرش غالب جنگ نے کپتان صاحب بہادر کو لکھا کہ میاں گنج کی راہ آوے۔ بندوبست گاؤں کا کر کے، یہ کوچ سمت لکھنؤ کریں۔ اس باعث سے اب ہم سب لوگ افواج ہمراہی کپتان صاحب ممدوح، راستہ رحیم آباد کا چھوڑ کر، میاں گنج کے راستے جاتے ہیں۔

ہزار خرابی اور پریشانی کہ تمام جنگل اور جا بجا جھیل و جھاڑ [جھاڑ] خصوصاً چھکڑے اور توپیں، کہ جمیع فیل فوج کے بہلاکت پہنچے۔ آخرش بتاریخ سیزدہم اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی مطابق دوم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہار شنبہ موضع اور اس میں داخل ہوئے۔ چنانچہ ایک ندی بھی اترنا پڑی۔ اتنی خرابی تھی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ عاصی ایک [دن] بطور تفریح طبع ایک گاؤں میں گیا تو دیکھا میں نے کہ ویران و تباہ پڑا ہوا ہے کہ کڑیاں تک یار لوگ اکھاڑ کر لے گئے۔ کہ چند مکان اسی طور سے ویران و اجڑے پڑے ہیں۔ ایک فقیر ضعیف اس ویرانی میں بردے میں رہتا تھا۔ میں نے اسے پوچھا کہ یہ مکانات اس علاقے کے کس واسطے ویران و پراگندہ پڑے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ پوچھتے ہو، فقط یہی نہیں اجڑے ہیں، تمام علاقہ کہ لاکھ روپے کا تھا، تباہ اور پریشان کر ڈالا اور سب ملک کا یہ نقشہ ہے۔ کہاں تک انسان روئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا غضب ہے کہ ہزار ہا فوج اور ہزار ہا فیل اور ہزار ہا گاؤ بھینس، اور لا انتہا جانوران گھوسیوں کے اور صد ہا گاڑی بہل گسیوں [گسائیوں] کی، اور بے شمار آدمی بے جہت، نہ نوکر چاکر کسی کے، کہ اس کے ادھر سے اُدھر، اُدھر سے

اِدھر، واہیات، مارے مارے لوٹتے پھرتے ہیں اور نام یہ ہے کہ فوج بندوبست کے لیے ملک میں ہے۔ اس پھر کے ہیں، اگر مینھ برسا تو ہزار ہا چھتر رعایا کے گھروں سے اتار لائے کہ وہ بچارے آفت مارے، غضب رسیدہ، بیٹھے ہوئے بھیگ رہے ہیں اور مردمان افواج سب با آرام سایہ میں چین کرتے ہیں اور چکلہ دار خود بچشم دیکھتا ہے۔ اور آپ حکم دیتا ہے۔ اور اگر کوچ ہوا تو بے شمار رعایا غریب، بیگاری پکڑی کہ سب کاروبار کھیتی کا ان کی ابتر ہوا ہے اور جو کچھ کہ تمام فوج روز مزدوری کر کے لاتی تھی، رات عورتوں اور بچوں کے کھانے میں آتا تھا۔ وہ سب بیگار میں گرفتار ہیں کہ ہزار من کا بوجھ ان کے سر پر رکھ دیا۔ اگر نہیں جائیں تو مارے جائیں۔ دس کوس تک لے گئے۔ ایک خرمہرہ، نہ ایک دانہ ان کو دیا۔ بھوکے پیاسے پھر وہاں سے چلے۔ جب بیس کوس طے کر کے گھر میں آئے، دیکھا کہ جہیز[۲۲] ندارد۔ بھوکے پیاسے، آل و اطفال سب بے سایہ بیٹھے پھنک رہے ہیں۔ اور زیادہ پراگندگی ان کو ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے بچے معصوم، مارے بھوک کے روتے ہیں۔ جب مزدوری کریں جب کھانے میں آوے۔

اور یہاں کا حال سنیں کہ جب لشکر سلطانی؛ لوگ ہندوستانی اس کو لشکر سلطانی کہتے ہیں، دوسرے مقام پر مقام پذیر ہوا، ہزار ہا، بے شمار چھکڑے و ہزار ہا اونٹ، اور ازحد جانوران گھوسیاں گاؤں گاؤں پہنچے۔ ان کو حکم شاہ اودھ کا یہ ہے کہ گھر گھر سے چارہ و بھوسہ وغیرہ لیویں مفت میں، اور جو سپاہی ساتھ جاتا ہے اس کو خوراک اور گاڑی بان کو خوراک دے دیویں۔ جو چارہ دیتا ہے، اس میں اگر تکرار کریں، شاید چارہ نہ دیں، تو دوڑ جاویں، گاؤں لوٹ لیں۔ اور بعد اس کے سپاہی لوگ گاؤں گاؤں پہنچے۔ چارپائی اور لکڑیاں و پیال اور برتن مٹی کے، کومہار [کمہار] کے گھروں سے سبھوں نے لینا شروع کیا۔ اور انھیں کے سروں پر لاد کہ لے چلو۔ چنانچہ دیکھنے میں آیا کہ لڑکا دو روز کا جنا ہوا، مادر اس کی گودی میں لیے ہوئے پڑی ہے، کہ سپاہی نے بنا بر چارپائی، اس بچے کو پھینک دیا کہ چیں چیں کرتا رہا اور چارپائی لے گئے۔ گھوسی اور بیلدار ہزار ہا جانوروں کو ہمراہ لیے، چارہ اور کھیت و درخت وغیرہ چہار طرف کاٹ رہے ہیں، اور بے شمار مفت خور لوگ، نہ نوکر نہ چاکر کسی کے، تو قع پر کمر بستہ رہتے ہیں کہ کبھی جنگ ہووے اور توپ چلے تو خوب لوٹیں۔ غرض یہ کہ بے لڑائی بھی، کسی کے کان کی بالی، کسی کے ناک کی نتھ، کسی کے ہاتھ کا کڑا، موقع پایا اور مار لیا و [اور] اگر بے مرد کا گھر دیکھا، ان کی بہو بیٹی کے ساتھ حرام کیا۔ وہ بے چاری دہائی اور واویلا کر رہی ہیں، کوئی نہیں سنتا ہے۔ مال یاروں کا ہے۔ اور روقت کوچ

ہونے، افواج قاہرہ سلطانی نے [کے] ہزار ہا کھیت اور موضع بموضع پامال ہوتے چلے جاتے ہیں کہ اس میں پھر ایک دانہ پیدا نہیں ہوسکتا۔

کہاں تک یارو! حال یہاں کا بیان کروں اور لکھوں۔ اگر لکھنے پر اوتار [آثار] ہوں تو صد ہا دفتر اور صد ہا جلد کتاب لکھی جائیں تو بھی ممکن ہے کہ عشر عشیر نہ لکھا جائے۔ عاقلان لوگ خود اپنی خرد اور دانائی سے سمجھیں کہ عاصی جا بجا، ملک انگریزوں کا یعنی کلکتا اور ولایت، لندن اور مچھلی بندر، گورکپور، نیپال، اکبر آباد، جہان آباد، ڈھاکہ، مندراج، بنارس، شاہ جہان آباد، اور ملک پرتکیران اور ملک ابلان [؟] اور ملک فرانسیس اور ملک اسپانیز [سپین] اور ملک عربوں کا اور کوہ طور، زیارت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک دکن اور تمام ملک نظام الملک، اورنگ آباد، نجم پور، الچ پور، ناگپور، حیدرآباد اور چند ملک و مکانات اور شہر بشہر پھرتا رہا کہ سیاہی [سیاحی] عالم جہاں تک ممکن تھی، بخوبی سیر و تماشا دیکھتا اور سیر کرتا ہوا ملک لکھنؤ میں داخل ہوا۔

لیکن یہ ملک عجب دیکھنے میں آیا کہ عقل میری بھی دنگ ہے۔ اس جا پر کہ بادشاہ اپنی راہ، اہالیانِ سرکار اپنی راہ، کارندگان اپنی راہ، چکلہ داران اپنی راہ، رعایا اپنی راہ، زمینداران اپنی راہ، سپاہیان اپنی راہ، چنانچہ اللہ نے مجھ کو بھی اسی فوج کے ہمراہ کیا ہے، بچشم دیکھتا پھرتا ہوں۔ بقول ایک سوار خود اس سپہ کے، کہ زمانہ سابق میں حسب حال اپنے بادشاہ کو عرضی گزرانی تھی کہ:

نواب نامدار، سلامت،

طرفہ گشت دوران و عجب گردش آسمان کہ بادشاہ وقت نادان، وزیر در تدبیر حیران، بخشی الملک قلطبان، امیران بے سروسامان، ظہریان حیران، رعایا پریشان، پس باز آن چگونہ بارد، بچہ سان قرار ماند، اگر ماند شبے ماند، شبے دیگری نمے ماند۔ در نوکری جناب والا، یکی رنجوری راہ، دویم گرانی غلہ و کاہ، سویم کم قراری بندہ درگاہ، چہارم فقر و فاقہ ماہ بماہ، پنجم عرضی دست خط گاہ بگاہ، از حال ما خدا آگاہ، بحیر تم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود۔ دہ ماہ را طلب شد، یک ماہ را خیر۔ این ہم امید ہست کہ آید برون روز چیزی دیگر نماند کہ خود منقوط کنم۔ شمشیر رفت گر دین ماندہ یکے سپر ایسم زخور فاقہ دم خر گشتہ است۔ لعنت ہزار بار در این نوکری کہ ہست۔ تا کے جفا کشم کہ بر برابرت زر گیرم[۲۳] قدح بدست بگردیم در بدر۔ واجب بود و بعرض رسانید۔[۲۴]

اور آج کے روز کتا میرا امرا؛ نہایت پیارا، قوم ولایتی، کہ ہزار روپے اگر کوئی دیتا تو ہرگز جدا نہ کرتا۔

کہ سابق میں ایک پاگل کمینے نے اس کو کاٹا، اب نہایت تکلیف میں تڑپ تڑپ کر فوت ہوا۔ ایسا رنج والم اس عاصی پر صادر ہوا کہ بیان کرنا عبث ہے۔ اور پام کمپنی کا واچ تھا کہ کوئی چیز ہو، دریا سے قعر سے گھوس [گھس] کر نکال لاتا تھا۔ اور شکار ہر قسم میں یکتا تھا۔

اور بتاریخ چہاردہم، ماہ اکتوبر سنہ اللہ عیسوی، مطابق سویم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز پنج شنبہ، موضع اوراس سے کوچ کر کے سمت میاں گنج کے مقام تقرر پایا۔ چنانچہ وقت کوچ کے جا بجا جھابر اور جھیل اور کیچڑ برسات کی، اس طور پر دقت دیتی تھی کہ تمام مردمان افواج اور جانوران اور چھکڑے اور توپ خانہ، سب حیران اور سرگردان، دق رہے تا آنکہ حیدر آباد، ایک گاؤں، کہ بہت بسا ہوا اور مکانات، عمارات، اشرافان و رئیسان، بہت تھے، وہاں راہ پر ملے اور میاں گنج سمت راست کو تھا کہ وہ گنج؛ میاں الماس علی خان، خواجہ سرائے نواب آصف الدولہ بہادر؛ جنت آرام گاہ کی سرکار میں ممتاز تھے اور بڑا مقدور و اختیار رکھتے تھے، انھوں نے تعمیر کروایا ہے۔ چند اندارے یعنی چاہ کلاں پختہ اور بارہ دریاں بعمارت وسیع اور کئی باغات بڑے بڑے اور ان باغوں میں بنگلہ اور بارہ دریاں پختہ، خوب صورت تیار اور چہار سمت شہر پناہ پختہ مع باون برج، رندے کٹے ہوئے، نہایت باوسعت اور پختہ، دو منزل سرائے اور دونوں آباد، ہر طرح آرام مسافران، ہمہ چیز مہیا و موجود۔ اور اکثر ان باغوں میں فوج انگریزی بھی فروکش ہوتی ہے۔ وہ باغات لائق اترنے فوج کے ہیں۔

جب وہاں پہنچے، کپتان صاحب بہادر نے حکم دیا کہ حسن گنج کو چلیں، وہاں مقام ہوگا۔ اسی سبب سے سب فوج رواروی حسن گنج میں داخل ہوئی۔ اور وہاں مقام ہوا۔ یہ گنج بھی بہتر اور آباد۔ اور ہمہ نعمت جنس و مٹھائی و ترکاری و پارچہ سب قسم کا مہیا تھا۔ اس روز دس کوس کی منزل سب کو پڑی۔ وقت پہنچنے قریب حسن گنج کے، بیشتر لوگوں نے کہا کہ ایک صاحب تشریف لاتے ہیں۔ یہ سن کر ہم کو اور کپتان صاحب ممدوح، دونوں کو اصرار ہوا کہ دیکھیں کون صاحب آتے ہیں۔ اس عرصے میں ایک صاحب کہ ٹٹو پر سوار، کہ ٹٹو سے آپ وزن دویم رکھتے تھے، مع وردی باناتی، اور کرچ جال لگائے ہوئے، اور پیچھے خواصی میں ایک کہار، نہایت فربہ چھاتہ لگائے بیٹھا تھا۔ اگرچہ اتنی دھوپ نہ تھی اور ٹٹو بیچارا دبا ہوا مرا جاتا تھا اور کمر ٹٹو کی ٹوٹی جاتی تھی۔ کپتان صاحب بہادر سے ملاقات کی۔ دریافت ہوا کہ سارجن [سارجنٹ] میجر ڈپن [؟] کپتان بنوری صاحب بہادر کی پلٹن کے ہیں۔ ہنستے ہنستے سب لوگ لوٹ پوٹ گئے کہ یا اللہ یہ کون جانور فربہ ہے، مع دو شخص واسباب و

ہتھیار ٹٹو پر بیٹھے ہیں اور ٹٹو بیچارا دبا مرا جاتا ہے۔ تا عمر ے یہ نیا تماشا دیکھنے میں آیا کہ کبھی نہ دیکھا تھا۔

بعدہٗ سب مردمان افواج قاہرہ داخل حسن گنج ہوئے۔ چنانچہ وہی وقت آئے تھے کہ ایک چوب دار، مرسولہ راجا غالب جنگ بہادر آیا اور کہا کہ ہرگز ارادہ لکھنؤ کا نہ کریں بدون فتح لڑائی کے۔ اور ہم کو اول احکام شاہی صادر ہو چکا تھا کہ تم شریک جنگ نہ ہوا۔ لکھنؤ کو روانہ ہو۔ سو عقل میری یہاں حیران ہے کہ اہالیانِ سرکار رنگون مزاج کتاب عقل کے ہیں کہ ایک وقت اور کچھ، دوسرے وقت اور۔ ٹھکانہ بات کا نہیں۔ عجب رنگ سرکار اودھ کا ہے۔ چنانچہ بتاریخ پانزدہم اکتوبر سنہ اللہ عیسوی مطابق چہارم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، روز جمعہ حسن گنج سے کوچ فوج کا ہوا۔ کہ مطابق ایک کوس حسن گنج سے، اثنائے راہ میں موہان ایک قصبہ ہے، وہاں عجائب ایک پل دریائے سئی کا دیکھنے میں آیا کہ بعمارت پختہ اور میدان وسیع، جس وقت کہ تیار ہوا ہوگا، بخوبی روپیہ صرف میں آیا ہوگا اور دور تک اس کی بہت دور تک بنا بر بندش پانی کے تعمیر کی ہے کہ ہزار ہا مسافروں کو اس کے باعث آرام حاصل ہوتے ہیں۔

ایک راجا نول رائے، زمانہ سابق میں سرکار شاہ اودھ میں کسی عہدے پر سرفراز تھے۔ انھوں نے اسی طور پر صد ہا مکانات اور عمارت واسطے ناموری کے تیار کروائیں لیکن یہ پل پختہ با عمارت زیر قبضہ موہان لائق سیر کے ہے۔ کہ موسم برسات میں فردوس بریں شرماتا ہوگا۔ افسوس کہ اب قدرے بقدرے جابجا شکست ہونے لگا۔ اگر دریبولا [؟] مرمت اس کی ہوئی تو یقین ہے کہ روپیا صرف تھوڑا ہو۔ آئندہ زیادہ مرمت طلب ہو گا۔ افسوس ہے کہ کوئی راہ نیک میں بادشاہ کو اطلاع نہیں کرتا اور اپنے مطلب نفس کو گھبرا رہے ہیں۔ زمانہ سابق کے لوگ ایسے نیک اور صاحب دیانت تھے کہ جنھوں نے ایسے ایسے کاروبار اور عمارت عالیشان و راہ نیک پر مستعدی کر کے کوئی نیک نامی اس زمانے سے لے گئے۔ بعدازاں آگے بڑھے تو تھوڑی دور پر ایک نالے کا چھوٹا پل۔ وہ بھی قابل سیر کے، بہتر اور مضبوط تھا۔ اور قریب اس کے ایک پاؤ کوس تالاب پختہ، بنوایا ہوا راجا بالکشن، دیوان سرکار شاہ اود[ھ] کا، اگرچہ عرض و طول میں چھوٹا، لیکن خوب صورت اور باوضع بنا تھا۔ دو کانیں حلوائی اور چبن والوں اور نان پزوں کی جابجا اور حقہ پلانے والے واسطے آرام مسافروں کے بیٹھے ہوئے، تا کہ راہ والوں کو تکلیف کسی چیز کی نہ ہو۔

ہم سب لوگ افواج خاقانی اسی طرح دیکھتے اور سیر کرتے فتح گنج میں داخل ہوئے۔ یہ گنج بھی بہتر

تعمیر ہے و[اور] تین شوالے اور گردونواح اس کے باغات۔ چنانچہ ایک تالاب بھی پختہ، کہ الحال شکست ہے، زمانۂ گزشتہ میں مہاجن نے تعمیر کروایا تھا۔ جس وقت کہ تیار ہوا ہوگا، نہایت خوب صورت اور وسیع اور گرد اس کے بارہ دریاں اور غسل خانہ زنانہ اور مردانہ بعمارت پختہ تیار تھے۔ اگر مرمت چلی جاتی، ہاتھ سے نہ جاتا۔ فی الحال نہایت شکست اور اجاڑ ہے لیکن پانی شفاف اور آرام غسل وغیرہ مسافروں کو اب بھی بخوبی حاصل ہے۔ میاں گنج اور حسن گنج سے اورتا بہ لکھنؤ تو بیں بعمارات اور مکانات اور پل و تالاب اور چوکیاں دکان داران کی چلی گئیں۔ رسالہ و توپ خانہ و پلٹن، ہمراہی کپتان صاحب بہادر، متصل فتح گنج کے، کہ ایک باغ نہایت وسعت رکھتا تھا، مقام پذیر ہوا۔ اور بسبب آمد جناب لاٹ صاحب بہادر، تیاری سڑکوں کی لکھنؤ سے تا بہ کان پور، معرفت راجا غالب جنگ بہادر کی، کہ وہ خود مع خیمہ و قنات فروکش تھے، درستی ہو رہی تھی۔ اور بے شمار بیلداران اور مزدوران زمین وراستے برابر کر رہے تھے۔ یہ عاجز بھی حسب طبع ناقص اپنی کے، عین لب سڑک ڈیرہ ایستاد کروائے اترا تھا اور ہر سمت کی سیر و تماشا دیکھتا تھا، کہ وقت صباح کو کوچ لکھنؤ کا مقرر رہا۔

بتاریخ شانزدہم ماہ اکتوبر سنہ اللہ عیسوی، مطابق پنجم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ء روز ہفتہ فتح گنج سے کوچ کر کے عیش باغ لشکر داخل ہوا۔ چنانچہ زبانی مردمان سے سنا کہ زمانۂ آصف الدولہ بہادر، نہایت بہتر اور با عمارت باغ بنا تھا۔ بارہ دریاں اور بنگلہ و مکانات شاہی وغیرہ پختہ تعمیر ہیں اور موتی جھیل بھی نہایت وسعت رکھتی تھی۔ لیکن اب ان روزوں [یعنی دنوں] میں وہ بات حاصل نہیں ہے۔ سب عمارت اور بنگلہ اور بارہ دریاں اور جھیل وہی ہیں لیکن رونق افروزی آصف الدولہ بہادر جنت آرام گاہ سی نہیں ہے۔ اور ایک کربلا بھی عاشق علی داروغہ سرکار شاہ اودھ کی انھوں نے بنوائی تھی۔ چنانچہ اب بھی اس باغ میں تھی۔ روز جمعہ کو با خوبصورتی میلہ ہوتا ہے اور رئیسان لکھنؤ اور طوائفان نامی وغیرہ سب واسطے سیر کے آتے ہیں اور روز میلہ کا بے شک قابل سیر کے ہوتا ہے۔

اور بتاریخ ہجدہم اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی روز دوشنبہ مطابق ہشتم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، جلوس دسہرہ کا دردولت شاہی، عین لب دریائے گومتی پر، حکم ہے کہ سب رسالہ اور توپ خانہ اور پلٹن انگریزی وغیرہ کنارہ گومتی میدان، کوٹھی دلآرام میں تمام جلوس بادشاہی، پلٹنیں اور رسالہ اور توپخانہ ہندوستانی اور انگریزی اور تماش بین اور سب شہر کا میلہ، دکان داران اور بھکیڑ نے [؟] صاحب حسن و جمال کہ اپنی اپنی بناوٹ میں یکتا ہیں اور

بے شمار آدمی باشندگان شہر ممدوح۔ اور برابر برابر پلٹنیں اور رسالے اور توپ خانے جمے ہوئے، اور انتظاری برآمد ہونے شاہ والا کی کہ جس وقت سوار ہوں ایک بار توپوں پر بتی پڑ جائے اور سلامی فیر ہونے لگیں۔ لیکن اس روز جہاں پناہ سلامت رونق افروز نہ ہوئے کہ وقت شام کا پہنچا اور ابر شدید نہایت اٹھا اور جملہ سپاہ، سواران و پیادگان، وردیاں جلوسی، زردوزی، باناتی اور کام داری پہنے کھڑے تھے۔ اتنے میں بارش باران از حد ہوئی کہ سب مردم سپاہ آفت ناگہانی میں گرفتار ہوئے کہ جتنا جلوس تھا سب مٹی ہوا اور سب وردیاں خراب ہوئیں۔ لاچار حیران و پریشان ہو کر اپنی اپنی لین کو راہی ہوئے اور ہزار ہا تماش بین خاک چھان چھان کر اپنے اپنے مکانوں کو راہی ہوئے اور سب میلہ دکان داران بھی نقصان اپنے مال کا کر کے، جو مٹھائی روپے کی دو سیر تھی، وہ مٹھائی بقیمت دس سیر بیچ ڈالی اور روتے ہوئے گھروں کو گئے اور کسی نے بطور انعام یک حبہ بھی نہ دیا اور نہ پرسش کی کیا ہوا۔ اور ہم لوگ بھی اپنے مقام پر عیش باغ میں داخل ہوئے۔

ڈاکوؤں کی سرکوبی کی مہم:

فی الحال لشکر ہمارا، ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، عیش باغ میں مقام رکھتا ہے۔ اب روز کا یہ حال کہاں تک یہ عاصی لکھے اور بیان کرے۔ جو کہ لائق تحریر ہوگا، قلم بند کروں گا۔ چنانچہ شب سیزدہم ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق بست و پنجم ماہ اکتوبر، سنہ اللہ عیسوی، احکام بادشاہی صادر ہوا کہ افواج ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، ایک موضع کو، کہ اس جگہ سب ڈاکو لوگ متمرد اور سرکش بستے ہیں، دوڑ جا کر ان سبھوں کے سر لاویں۔ چنانچہ یہ عاجز اس وقت کھانا کھاتا تھا کہ کپتان صاحب موصوف نے فوج کو طلب کیا کہ چھے کمپنی اور چہار ضرب توپ اور دو رسالہ تیار ہو کر حاضر ہوویں۔ یہ حکم سن کر ہم سب لوگ، حسب سررشتہ دوڑ چلے۔

کہ لکھنؤ سے بارہ کوس پر ایک موضع سلطان پور تھا کہ درمیان اس کے ایک گڈھی نہایت قلب اور ہر چہار طرف جنگل اور ریتھر بندی[۲۵] ریت کا اور نالہ کھوئی برابر، دور تک اس میں کہ کسی طور موقع گولی اور گولہ کا نہ تھا، اور ٹھکانا، جانے سوار اور توپ کا کسی طرف، ممکن نہیں اور اس گڈھی میں قریب ستر ڈاکوں کے ایک سے پچیس جوانوں سے، کہ نہایت بہادر اور صاحب شمشیر، موجود، کہ بار ہا راجا غالب جنگ بہادر اور چند کلکٹر واسطے گرفتاری ان کی، کے گئے تھے۔ کوئی تدبیر و تجویز پیش نہ گئی اور خوب جنگ و جدل کر کے نکل نکل گئے۔ چنانچہ اسی

خیال بہادری اپنی سے، سب لوگ گڈھی کے، ہماری فوج کو خیال میں نہیں لاتے تھے۔ لیکن بفضل ایزدی اور اقبال شاہی سے اور بہادری وناموری ہم لوگوں سے، سب طرح آغاز وانجام سر ہوا۔ پہلے فقط دونوں رسالہ اور تلنگانوں سے بھی گڈھی کو محاصرہ کر لیا اور توپ خانہ پیچھے تھا کہ جنگ وجدل شروع ہو گئی۔ کہ صبح سے دس بجے تک نوبت زد وکشت رہی۔ آخرش اس عاصی نے تجویز دل میں رکھی کہ جو کچھ مرضی مولیٰ، از ہمہ اولیٰ [۲۶]۔ جوانوں کو حکم دیا کہ دھاوا کر دو۔ جو ہونا ہو سو ہو۔ قولہ تعالیٰ کُلّ نفس ذائقة الموت المافون اجورکم یوم القیامة [۲۷]۔ چنانچہ حکم طنبور کا کیا، کہ بجاویں۔ اس باجے والے سے بج نہ سکا۔ لاچار ہلہ کر دیا۔ کہ اس عرصے میں سب لوگ گڈھی کے مارے گئے اور بہت زخمی ہوئے۔ جس پر وہ سب پکار پکار کہتے تھے تم سبھوں کو ابھی مار کر نکلے چلے جائیں گے۔ صد ہا مرتبہ یونہی ہوا ہے۔ اور بندہ ورام بخش صوبے دار، وسمیت سنگھ خاص بردار اور چند جوان میرے ساتھ اور خاص بردار میرا دامن پکڑے تھا اور کہتا تھا گولی باروت [بارود] بھی نہیں، لاچار ہوں کیا کروں۔ یہ کہنا خاص بردار کا ان ڈاکوؤں نے سنا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اب مارلو بات ہی کیا ہے۔ اور میں اپنے سر پر ریشمی کلاہ، جھبے دار پہنے تھا کہ ان سبھوں نے کہا کہ موڑ کاٹ لو، سردار یہی ہے۔ یہ سن کر ایک جوان نے سردار مجھ کو جان کر تلوار چلائی کہ ایک بار رام بخش صوبے دار نے ہاتھ اپنا میرے سر پر کر دیا کہ ہاتھ اس کا زخمی ہوا لیکن ہڈی بچی اور سمیت سنگھ خاص بردار نے دامن میرا ہرگز نہ چھوڑا۔ کہ ایک بار گولی اس کی کوکھ پر پڑی کہ ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا اور اس کے منھ سے آواز آئی کہ میں نمک خاوند سے ادا ہوا۔ بعد اس زد وکشت کے، ان جہنم واصلوں کو اندر گڈھی کے کیا۔ اس وقت نایابی اور قحط پانی کا اس قدر تھا کہ بیان اس کا نہیں۔ کہ زبان خشک تھی اور بات منھ سے نہ نکلتی تھی اور میں ہر ایک سے کہتا تھا کہ اگر اس وقت کوئی ایک گلاس پانی مجھ کو پلاوے تو ایک روپیا دوں۔ آخرش ایک شخص بجستجو تمام پانی لایا تب اسوقت پانی پینے میں آیا اور ہوش وحواس بندہ کے درست ہوئے اور بفضل الٰہی، باقبال شاہی، توپ خانہ بھی آپہنچا اور مجرد مورچہ بندی جا بجا درست ہو گئی۔

کپتان صاحب بہادر بھی اس قدر مستعد وسرگرم تھے کہ بیان نہیں کر سکتا ہوں کہ سردار ہو کر سپاہیوں سے آگے کام کرے اور جان کو مثل ذرّہ نہ سمجھے اور کھانا پانی سب موقوف اور ہمراہ اپنے لوگوں کے مثل ایک سپاہی، کاروبار جنگ وجدل موجود رہے اور اب خود گولی مارتے تھے اور جو شخص گڈھی سے بنابر پانی ندی میں آتا تھا، فوراً کپتان صاحب بہادر خود بندوق مارتے تھے اور شست توپ کی مار کر گولہ مارتے تھے۔ چنانچہ دوپہر سے

توپوں کے فیر ہونا شروع ہوگیا اور کمر بستہ، تشنہ و گرسنہ و پریشان خاطر، ہمراہ سب فوج کے مستعد جنگ رہے۔ مشکل ہے کہ امیر ہو کر بھی ربط گرسنہ و تشنہ سوں تا پہر رکھے۔ اور ایک ایک جوان کو تسلی وہ دلا دیتا تھا اور ساتھ رہتا جو کہ حق بہادری و تہوری و جان فشانی کا چاہیے، ادا کرتے تھے۔ چنانچہ یہاں تک لڑے کہ صبح سے شام ہوگئی۔ آخر الامر، وقت شب کے، کپتان صاحب ممدوح نے مورچہ بندی چہار سمت سے مستقیم کروائی کہ کوئی راہ ان کے نکلنے کی نہ رکھی۔ لاچار قریب چار گھڑی شب گزشتہ، جمیع مفسدان اور ڈاکہ زنان گڈھی سے باہر ہوئے کہ کپتان صاحب نے گراب توپوں کا مارنا شروع کیا اور پیچھے سواروں کو ڈال دیا، کہا کہ خبردار جانے نہ پاویں۔ ایک ساتھ اس فدوی نے بھی گھوڑا ندی میں ڈال دیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے عرض کی، یا معبودا! یہ وقت عزت اور حرمت کا ہے۔ ساموری اور حرمت دہندہ سب مخلوقات کا تو ہے۔ یہ کہ کر بیچ ندی میں گھوڑے نے بلہ مارا کہ ایک بار غوطہ کھانے لگا۔ بندہ تو تیر کر نکل آیا، پیچھے سے گھوڑا بھی خدا نے نکالا اور بندہ اس پر سوار ہو کر چلا اور سب رسالہ بھی۔ برابر سر کاٹتے چلے جاتے تھے کہ قریب پچیس ڈاکوؤں کے سر کاٹ لیے اور بہت زخمی اس جنگل میں پڑے رہ گئے۔ معلوم نہیں کہ کس قدر مرے ہوں اور کتنے زخمی ہوں اس جنگل میں۔ چنانچہ اس [ان] سروں میں تین سر، سرداروں کے ہیں کہ تمام ملک شاہی تا جونپور و بنارس ڈاکہ زنی کرتے تھے اور بعیش و عشرت، ناچ و رنگ میں شب و روز بسر کرتے تھے۔ تمام علاقہ اور چند قصبات اور کئی مواضعات ان کے باعث حیران و تباہ، پراگندہ تھے کہ رات کو نیند اور دن کو خورش نہ بھاتا تھا۔ ان تین سروں کے نام یہ ہیں: جیچو سنگھ زمین دار موضع بستی، قریب نواب گنج بارہ بنکی اور رودیم، ایشرے سنگھ برادر فقر بخش اور فیض بخش زمین دار رجولی اور کالکا سنگھ زمین دار گرفتار موضع لاکھو پور اور سوبل سنگھ برہمن گرفتار موضع گورا اور جواہر سنگھ موضع زہار گرفتار اور جیدی حجام رسول بخش کا۔ یہ چار شخص گرفتار آئے ہیں۔ ان سبھوں کو لا کر در دولت فلک رفعت پر حاضر کیا۔ غرض کہ اتنی مدت لڑتے لڑتے ہم کو گزری، لیکن کبھی اس طور کا جھگھٹ نہ پڑا تھا، جو کچھ کہ یہ دیکھنے میں آیا۔ چنانچہ بادشاہ سلامت اور نواب صاحب بہادر اور جمیع اہالیان سرکار فیض آثار نے از حد ثنا و صفت فرمائی۔ تا ایں کہ افواج کو انعام بے کراں، اور زخمیوں کو دو ماہی زخمیانہ اور فوتیوں کو عیوضی اور خون بہا اور روپے تکفین و تدفین کو اور سردار لوگوں کو خلعت فاخرہ، کپتان صاحب بہادر کو خلعت دو پارچہ کا اور راچٹس جوزف صاحب [کو] خطاب و خلعت ہر دو مرحمت ہوئے۔ فی الحال سرفروش خان اچٹس جوزف جوہانس بہادر[۲۸] اور رام بخش صوبہ دار کو خلعت، دوشالہ اور بندے کو بھی

خلعت، ایک دوشالہ سرکار فیض آثار سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ اور ناموری و بہادری افواج قاہرہ کی اور ہم سرداروں کی از حد حاصل ہوئی۔ لڑائی صد ہا بار ہم لوگوں سے جابجا، علاقہ بہ علاقہ ہوئی، لیکن ایسا معرکہ کبھی درپیش نہ ہوا تھا جو کہ یہ گذرا۔

یرغمال بننے والی بچیوں کا احوال:

امروز بتاریخ تیسویں ماہ اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی مطابق انیسویں شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، حسب الارشاد جہاں پناہ سلامت، کپتان صاحب بہادر مع ہمگیں افواج رسالہ سلیمانی اور رسالہ سلطانی اور توپ خانہ اور پلٹن با قاعدہ ہمراہی اپنی کے، روانہ کان پور کو ہوئے۔ چنانچہ بیت السلطنت لکھنؤ سے کوچ کر کے فتح گنج میں مقام پذیر ہوئے۔ لائق تحریر کچھ حال نہ تھا۔ کیا باعث کہ نقشہ مکانات گنج مذکور بالائے کتاب مندرج ہے۔ اور صبح کو روز یک شنبہ بیسویں ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری فتح گنج کو چھوڑا اور ایک مقام کہ کٹھوا کہلاتا ہے، وہاں مقام کیا۔ وہ بھی لائق تحریر نہ تھا لیکن ایک عجیب ماجرا بچشم دیکھا میں نے؛ کہ دو تین شخص ناتواں، گرسنہ، تشنہ کھاٹ میں پڑے تھے اور دو لڑکیاں معصوم، سن ان کا، ایک نو برس کی ایک سات برس کی۔ جسم برہنہ کہ آفت سرما سے کپکپا رہی تھیں۔ فقط ایک چیتھڑا گودڑ با نہ بھر کا اوڑھے ہوئے، جاڑا کھا رہی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے۔ سپاہیوں نے کہا کہ یہ اسامی لوگ ہیں ان سے روپیا سرکار کا چاہیے۔ میں نے جواب دیا کہ ان بچوں سے کیا مطلب۔ کیا ان معصوموں سے جمع سرکاری وصول ہوگی۔ ان سپاہیوں نے کہا کہ روپیا یوں ہی نکلتا ہے۔ ہم بچہ جوان کیا سمجھیں۔ یہ سن کر نہایت متحیر ہوا میں، اور از راہ خوف سبحانہ تعالیٰ، ان کو کچھ پیسے دینے لگا۔ ان قیدیوں نے اشارہ کیا کہ اگر تم ہم کو پیسا دو گے، یہ سپاہی فوراً چھین لیں گے۔ لاچار ہو کر میں نے ان کو آٹا دال منگوا دیا۔ یقین ہے کہ وہ جنس ان کے کھانے میں آئی ہو۔

صبح کو وہاں سے کوچ کر کے اونان میں ڈیرہ کیا گیا۔ اس روز یہ بندہ اور کپتان صاحب بہادر اور سرفروش خان جوزف جو ہانس بہادر اجٹنس، پلٹن نجم اسم با قاعدہ اور ایک کپتان صاحب کے ہمراہ، بطریقہ دوستی برائے سیر و تماشائے جلوس سلطانی تشریف لائے تھے۔ خیمہ و قنات، ڈیرہ لب سڑک ایستادہ، بخوشی و خرمی سب صاحبان گفتگو شیریں میں مصروف تھے۔ اور آمد و رفت مخلوقات، ملازم شاہی، اور دکانداران، جملہ گنجیات بیت السلطنت اور بے شمار تماشبین باشندہ شہر موصوف، بانبوہ کثیر چلے جاتے تھے۔ اور سواریان امیران، زنانی مردانی،

رنگ برنگ، کوئی ہاتھی، کوئی گھوڑا، کوئی پینس پر، اور پالکی نالکی، نامجان [تام جھام]، رتھ گاڑی، سکھپال کبھی پر سوار، اور بے شمار تماش بین، پا پیادہ، اپنے اپنے لباس خوش پہنا ایسے چلے جاتے تھے۔ اور باقی وثیقہ داران اور شہزادگان مع ہمراہیان، مردمان، قرینہ بقرینہ، وردیاں باناتی اور زردوزی، خیموں پر آراستہ، کہ شہر موصوفہ سے تا بہ کانپور سب سڑک گلرنگ اور نیرنگ ہو رہی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عالم خوب صورتی اور خوش وضعی اور خوش پوشاک میں ترنگ رہا تھا اور صدہا، ہزارہا، محتاج فقیران کہ نان شبینہ سے عاری اور بہت غربت کہ فاقہ کشی میں مبتلا، اور بے شمار لوگ [بے] دست پا کہ جگہ سے چلنا ان کو دشوار اور بہت شہدے، محتاج، ہمراہ سواریوں امیروں کے للہ مانگتے تھے، دوڑے چلے جاتے تھے۔ کوئی راہِ خدا پر بھی خیال نہیں کرتا کہ یہ کیا بکتا ہے۔ اور ان کی صورتوں سے ظاہر تھا کہ دنیا میں یوں ہی عیش و عشرت سے گزرتی تھی۔ کبھی کوئی محتاج نہیں ہوتا اور کبھی ہم مریں گے، یہ نہیں معلوم کہ:

جو آیا ہے اس کوچے میں سو رہگوری ہے
یہ رخت ِ کفن و توشہ [توشہ] زحتِ سفری ہے
کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کا عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی سرا ہے کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ، کسی کا مقام ہوتا ہے
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسا نہیں کل کا

خیال کیا میں نے کہ جو شخص ہے سو آفاتِ دنیوی میں گرفتار، طمع دنیا کو چھوڑا نہیں جاتا ہے اور ہر روز زیادہ طلبی میں اوقات اپنی کو تلف کر رہا ہے۔ افسوس صد افسوس انسان اگر خیال کرے تو کچھ بھی نہیں، فقط معمہ [معما] معلوم ہوتا ہے۔ مثل خواب کے ہے کہ دیکھنا اپنے کو بادشاہ خواب میں اور ہے بہت محتاج۔ جس وقت آنکھ کھل گئی، دیکھا کچھ بھی نہیں۔ نہ تخت ہے نہ تاج شاہی، نہ ملک ہے، فقط اب تن تنہا اور غلبہ بھوک کا ہے۔ لاچار اٹھ کر گیا اور کے گھر، مانگ کے لایا، تب نوش کیا۔ اس وقت ہوش و حواس درست ہوئے۔ تب یقین آیا کہ خواب ہے۔ کچھ نہیں۔ یہی حال اس دارِ ناپائیدار کا ہے۔ چنانچہ ان امیروں کا جلوس و تزک بہت تھا اور

صاحب دولت سب تھے لیکن اللہ پیسہ بر کمر باندھنا کا[کذا] غلط سمجھے تھے۔ بچشم دیکھا میں نے کہ ہزار ہا محتاج اور ہزار ہا شہدے شہر کے، اور بہت محتاج ایسے کہ غلبۂ بھوک سے نہ مانگا جاتا ہے، نہ دوڑا جاتا ہے، بیارادہ شکم پروری ہمراہ سواریوں امیروں کے دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن نہ دیکھا بندہ نے کہ کسی کا ہاتھ پیسہ پر اٹھا ہو اور کسی کے حال پر رحم کیا ہو۔ کسی نے خیال نہ کیا کہ بھوکے کا آسودہ پیٹ بھی عابد ہوتا ہے۔

کانپور میں فوجی کیمپ کا حال:

یہ عاصی اور جناب کپتان صاحب بہادر اور اچٹن صاحب مذکور اور کپتان صاحب، ہم سب صاحبان اس روز یہ سب سیر و تماشا دیکھتے رہے۔ تا اینکہ وقت دو گھنٹہ شب باقی ماندہ۔ کوچ اس دن سے کیا تو دیکھا تمام سڑک، مجمع مخلوقات، ملازم و غیر ملازم، از بیت السلطنت تا بہ کانپور، گلستان ارم شرماتا تھا۔ اور جابجا ڈاک سلطانی مع خیمہ و قنات جیسا کہ لب دریائے گنگ، کنپو میں ڈیرہ ہائے سلطانی ایستادہ تھے۔ اسی طور سب جگہ مع جلوس سے حاضر و مستعد دیکھتے بھالتے، بھیڑ خلقت کو چیرتے، داخل بلدہ کانپور ہوئے، بتاریخ بست و یکم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز دوشنبہ مطابق تاریخ دوئم نومبر ۱۸۴۷ عیسوی [۲۹] سب افواج مع رسالہ سلیمانی اور رسالہ سلطانی و توپ خانہ پلٹن مکمل ہزار جوان ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر اور جمیع عملہ وغیرہ، حسب تجویز کپتان بہادر کے، کہ نہایت خوش قطع اور برابر زمین تھی، اور سب لشکر سے علاحدہ خیمہ افسروں کلاں و خورد[خرد] برابر ایستادہ ہوئے اور ڈیرہ اس عاجز کا بھی حسب سر رشتہ سنتر[سنٹر؟] توپ خانے میں تقرر پایا۔ چنانچہ ابھی عرصہ کئی روز کا باقی ہے کہ جناب بادشاہ والا جاہ تشریف فرما اور رونق افروز کانپور کے ہوئے کہ اول سے تیاری اور سرانجام مقام و ڈیرہ فوج اور جگہ بنا بر امیران و رفیقان شاہی اور گنجیات، اور تدبیر ایستادگی خیمہ ہائے شاہی کے واسطے راجا غالب جنگ بہادر مقرر ہو کر آئے تھے۔ بقولیکہ گدھوں کو شیر برنج[؟]، وہ بے چارہ کیا جانے! رونق اور رہیت[رعیت] بخش، خیمہ ہائے والا شان حضرت بادشاہ سلامت اور مقامات درستی افواج قاہرہ، خیال کیا چاہیے کہ اس طور کا جلوس اور خیمہ و قنات بانات اور دوشالہ کا شمیر اور پچا پچی رنگ برنگ کہ بیش قیمت، کہ لب دریائے گنگ، دو رنگ کنارہ کنارہ ایستادہ کروائے تھے اور چھڑ کاؤ ندارد۔ اور جملہ ہزار ہا گنجیات کے لوگوں پر تقید بلیغ کہ آراستگی دو رویہ دکانوں سے غفلت نہ کریں اور کوڑے والا ایک، ساعت بہ ساعت، تقید پر مستعد کہ جلد مرتب کرو۔ اور اس روز ہوا اس قدر چلتی تھی کہ مارے جھونکوں کے کاروبار اور درستی مقامات اور

دریبی خیمہ ہائے مسدود۔ اور کنارہ گنگ کی ریت، مثل گراب لُو کے، بے چین کر رہی تھی کہ انسان تاب نہ لاتا تھا۔ وہ خیمہ سلطانی و ڈیرہ ہائے امیران، دوشالہ اور بانات پٹاپٹی کے بے معلوم تھے۔ دریافت نہ ہوتا تھا کہ خیمہ دوشالہ و بانات کے ہیں یا مٹی کے ہیں۔ اور فرش و تمگیرہ ہائے گونا گوں کو خاک چھپائے ہے۔ اور اگر شمار خیمہ و قنات بیش قیمتوں کا کیا جائے تو دفتر چاہئیں تاہم یارائے بیان اور قلم کو طاقت رقم نہیں کہ عشرعشیر لکھ سکے۔

اول کنارے سے دونوں رسالے، سلیمانی اور سلطانی، اور پٹالن پنجم اور توپ خانہ ہے۔ ہمراہ جانثار خان کپتان میگنس بہادر اور قرینہ بہ قرینہ خیمہ ہا اور چھولداریاں اور پلٹنیں اور بارکیں، سب فوج کی اور بیچ میں دو خیمہ کلاں مع تمگیران و فرش۔ ایک دو چوبہ، دوسرا ایک چوبہ، جناب کپتاں صاحب ممدوح کا۔ اور ایک طرف پٹالن مکمل مع توپ خانہ ہمراہی ممتاز خان کپتان بنوری صاحب بہادر مع خیمہ و چھولداریاں اور بارکیں و پلٹنیں، درجہ بدرجہ اپنے اپنے عہدے پر ایستادہ اور ایک جانب پٹالن مع دو ضرب توپ، ہمراہی کپتان صاحب بہادر و خیمہ و چھولداریاں، حسب سررشتہ ان کی بھی ایستادہ۔ الّا حسب الدستور صاحبان لوگوں سے نہ تھا۔ کوئی کسی راہ، کوئی کسی طرف، جابجا بہ قرینہ ترتیب تھی لیکن سب اسباب سپہ گری سے تیار و تندرست، اب سب حاضر و مستعد۔ مردمان فوج و اسباب جلوسِ شہنشاہی اور مجمع رونق افروزی مصاحبان اور رفیقان و عزیزان، شاہ واجد علی بادشاہ سلامت خلد اللہ ملکہم و سلطنتہ [30] بیان کرنا واجب اور لازم جان کر، دوستانِ حاضر و غائب سے عرض کرتا ہوں کہ ایسا معرکہ روئے زمین پر اتفاقاً ہوتا ہے۔

کچھ خلقت ملازم شاہی اور تماش بین اس قدر نہیں آئے ہیں ہمراہ شاہ سلیمان جاہ کے، پیچھے سے اب آئیں گے۔ فقط جو کچھ کہ فی الحال خیمہ و ڈیرہ و قنات ایستادہ ہیں اور جس قدر کہ بازار میں گنجیات کے جھنڈے آئے ہیں، دیکھتا ہوں کہ سمتِ چپ نیچی سڑک کے برابر بازاریں اپنے اپنے قرینے سے دو رنگ آراستہ۔ اول رکاب گنج پرانا، بعدہ رکاب گنج نیا۔ خاص بازار گولہ گنج، خیالی گنج، امانی گنج، مولوی گنج، امین آباد، حسین گنج، نجی گنج، حیدر گنج نیا، حیدر گنج پرانا، لوار گنج، وزیر گنج، بازار رومی دروازہ، بازار چوک دولت گنج، قندھاری، بازار تحسین گنج، سعادت گنج پرانا، سعادت گنج نیا، بادشاہ گنج، بازار جھاؤلال پرانا، بازار جھاؤلال نیا، چاند گنج، علی گنج، حیدر آباد، یاسین گنج، مسک گنج، سلطان گنج، کپتش گنج، اسماعیل گنج، حضرت گنج، مخول گنج، لال گنج، مفتی گنج، مکا گنج، حسن گنج، پار والا مکارم نگر، ٹھری بازار، نخاص کا بازار، دوگوہان کا بازار، نیا گاؤں کا بازار، لال

بازار، رستم نگر، نخاص کا بازار، جوہری کا بازار، عالم گیر کا بازار، ارادت نگر کا بازار، مہدی گنج، چھت کا بازار، بادشاہ نگر کا بازار، عباس گنج، رحیم نگر کا بازار، سبزی منڈی سب گنجات کے اور نامی متفرقات بازاریں ہر علاقہ شاہی سے آئی تھیں۔ گوشاہین گنج، گنگا گنج، منشی گنج، سرفراز گنج اور نواب گنج، حیدر گڑھ کا بازار، حسن گنج کا بازار، نول گنج کا بازار، فتح گنج کا بازار، بانگڑیو کا بازار، اسیوں کا بازار، رسول آباد کا بازار، میاں گنج کا بازار، بکٹ گنج کا بازار، زپ گنج، ادنا دن کا بازار، کان پور کے گردونواح کی بازاریں اور متفرقات چند در چند علاقوں کی بازاریں وغیرہ سب پیشتر سے مرتب و درست ہو گئے تھے اور برابر لب دریائے گنگ کنارہ کنارہ سب طور کے خیمہ وقنات و ڈیرہ ہائے والا شان شاہنشاہی مرتب۔ اول کنارہ پُل سے سمتِ چپ خیمہ سلطانی بانات سلطانی پٹاپٹی کے دو چوبہ، سہ چوبہ، چہار چوبہ، بارہ منزل اور خیمہ دوشالہ کاشمیر نہایت خوبصورت، سہ چوبہ، چہار چوبہ، چہار منزل خیمہ بانات یک تار نہایت بلند، چہار چوبہ دو منزل خیمہ توشک خانہ بادشاہی تیاری بانات سرخ سے۔ سہ چوبہ، تین منزل خیمہ وقنات بہت بلند، غسل خانہ ساتھ ہے۔ پنج منزل خیمہ پشمینہ، بنا بر غسل خانہ، ایک منزل خیمہ وقنات بنا بر توشک خانہ۔ دیگر سہ چوبہ، چہار منزل خیمہ والا شان، بناوٹ باریک باناتی برائے قلم دان، دو منزل خیمہ کھاروہ نو تیار برائے عملہ سلطانی، دو چوبہ و چہار چوبہ پچپن منزل خیمہ وقنات بہت بلند، نو تیار، بنا بر باورچی خانہ سلطانی، گیارہ منزل خیمہ بلند دور تک نہایت وسیع نو تیار، بنا بر اسپان خاص خاقانی۔ چہار منزل خیمہ بلند مربع، کار باریک، یک رنگ سفید کہ سبحان اللہ! دیکھنے اس کے سے انسان پراگندہ ہو جائے۔ نو منزل اور دو منزل خیمہ نہایت دراز کہ آسمان سے ہم سری کرتے تھے۔ خریدہ ---[؟] اسباب ٹیپو سلطان سے بادشاہ نے خرید کیے تھے۔ طرح پٹاپٹی، باریک بانات، بالکل نو تیار کہ حوض اس کے میں چار چار قلابے لگتے تھے، بنا بر میسر جاہ [جائے] پانی، اور کھانے لاٹ صاحب بہادر کے، مع فرش قالین کاشمیر اور جلوس، جھاڑ اور کنول، مردنگی برابر اور بخیہ ہم رنگ، تین منزل اور سب خیموں والا شان میں دو دو پلنگ نقرئی اور طلائی، جڑاؤ مع اسباب جلوس اس کا اور میزیں، کرسیاں، کار ولایتی بقیمت بسیار، تمکین مرتب اور درست اور دریائے گنگ میں بجرہ بہت بیش قیمت، تیاری ولایتی کہ زمانہ غازی الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ اور نصیر الدین حیدر بادشاہ خلد مکان اور محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل اور امجد علی شاہ بادشاہ جنت مکان کے تیار ہوئے تھے۔ بجرہ پری چہر، ایک بجرہ نچکہ قدیم، ایک نچکہ غازی الدین حیدر، ایک بجرہ سلیمان پسند اور ایک بجرہ سلطان پسند الگ۔ اور چار منزل

خیمہ بنابر بگھی خانہ، وہ بھی بسیار بلند اور تیار نو۔اس میں جو کہ بگھیاں چند لائق سوار ہونے کے آتی تھیں وہ ایستادہ۔ اور ایک جانب خیمہ وقنات نواب وزیر الملک بہادر کا۔خیمہ پٹاپٹی سرخ وسفید، دو چوبہ، نو منزل اور خیمہ کھانے اور چاء پانی کا اور ہر وقت نشست و برخاست، دو چوبہ چہار چوبہ، چار منزل اور خیمہ دیگر بنابر مردمان، سہ چوبہ، اکیس منزل اور خیمہ بنابر باورچی خانہ خاص و تصرفی، تین منزل اور توشک خانہ دو چوبہ دو منزل اور خیمہ بنا بر ہمشیرہ زادہ نواب صاحب سات منزل اور خیمہ نہایت بلند برائے کچہری نواب صاحب بہادر اور جائے نشست پانچ منزل اور خیمہ سہ چوبہ نو تیار کھاروا بنابر اردلی لوگ، چہار منزل اور بعد ازاں خیمہ وقنات پٹاپٹی، بانات، راجا بالکشن صاحب دیوان سرکار فیض آثار کے، اور چند خیمہ وڈیرہ بنابر عملہ اور ملازمان اردلی لوگ اور ہاتھی، پالکی، نالکی گھوڑے، شتر سواران اور سواران برچھی برداران، خاص برداران اور جملہ مردم ملازم مہاراج ممدوح، بیالیس منزل۔اور صدہا چھکڑہ خیمہ وقنات سے بھرے کھڑے تھے۔باعث بارش سے ایستادہ ہونا بہت محال تھا۔اور صدہا چھکڑہ خیمہ وقنات و اسباب شہزادگان والاشان کے بھی ایستادہ تھے اور خیمہ وقنات پٹاپٹی ہمرنگ سہ چوبہ و چہار چوبہ بنابر جرنیل صاحب بہادر مع ملازمان اور رفیقان و ہم نشینان ہمگیں کلان و خورد، اکتیس منزل اور ہاتھی، گھوڑے و پالکی، تامجان، بگھیاں وغیرہ، یہ علاحدہ بے شمار۔اور خیمہ وقنات خوب تیاری، سہ چوبہ و چہار چوبہ، مع نوکران و رفیقان، ہاتھی، گھوڑے، پالکی، بگھیاں، تامجان وغیرہ بنابر آغا حیدر از شہر فیض آبادی، پسر مرزا تقی صاحب انیس منزل اور بعد ازاں خیمہ وقنات پٹاپٹی نو بہ نو، بنابر نواب ممتاز الدولہ بہادر داد، ملکہ زمانیہ بیگم محل نصیر الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ، خرد و کلاں، سہ چوبہ چہار چوبہ، مرتب، بیس منزل اور باقی میدان وسیع دور تک، چند خیمہ شاہزادگان والاشان قدیم خاندان شاہ اودھ، متفرقات کسی جا بیس منزل، اور کہیں تیس منزل، مع ملازمان اور رفیقان۔ان کے بعد مقام چاء پانی لاٹ صاحب بہادر خیمہ وقنات سفید، دو چوبہ کلاں، نہایت کار باریک و بہتر، خرد و کلاں، بارہ منزل و یک جا خیمہ وقنات و غم گیرہ، جملہ جلوس بنابر راجا غالب جنگ بہادر سات منزل و بعد ازاں خیمہ وقنات ملازمان و مصاحبان و عملہ نواب صاحب وزیر الملک بہادر مع ہمگیں تیاری آٹھ منزل اور بعد ہ خیمہ وڈیرہ مع فیلان و اسپان و ملازمان و مصاحبان وغیرہ و عملہ نواب بخش علی خان مچھی بھون والا صاحب زادہ مع سب تیاری و جلوس گیارہ منزل و خیمہ وقنات و نمگیرہ مع جلوس و وردی باناتی، ملازمان و رفیقان سرفراز الدولہ بہادر چودہا [چودہ] منزل اور ایک طرف ملازمان و مردمان عملہ سلطانی و اصطبل [اصطبل] و فیل خانہ

وشتر خانہ وغیرہ نابر جناب مرشدزادہ آفاق بہادر دام اقبالہ وباقی جابجا صدہا چھکڑہ وخیمہ وقنات وڈیرہ وغیرہ نابر ایستادہ ہوئے کھڑے تھے، بسبب بارش باران ایستادہ ہونا موقوف رہا۔

کہاں تک لکھوں اور ایک طرف مجمع افواج قاہرہ پلٹن ہمراہی کپتان سُبھا سنگھ مع اسباب خیمہ و قنات و چھولداریاں اور ایک طرف توپ خانہ غلّہ کلاں مع صادق علی خان برادر انجم الدولہ بہادر نجلوس بسیار فروکش تھے ۔اور ایک سمت رسالہ خاص ہمراہی حاجی شریف خواجہ سرا مع جملہ اسباب جلوس ۔اور ایک جانب خیمہ وقنات بسیار ،جلوس نواب انجم الدولہ بہادر داروغہ دیوان خانہ سرکار فیض آثار مع جملہ اسباب خیمہ وقنات پٹاپٹی و چھولداریاں وغیرہ وایک طرف دیگر توپ خانہ ہندوستانی چودہ ضرب توپ مع ہمگیں اسباب جلوی فروکش تھے ۔ اور اسی قدر پلٹن ہندوستانی تحیبان اور رسالے ہندوستانی برابر میدان وسیع میں دور تک اُترے ہوئے تھے ۔

کانپور کی رونق کا حال:

بتاریخ پنجم ماہ نومبر روز جمعہ کے وقت ایک گھنٹہ رات باقی تھی ۔حسب دستور اپنا غسل کر کے اپنے لشکر سے کانپور کی سیر کو چلا کہ جس طرح سننے میں آیا تھا بے شک اُسی طور پر بلکہ زیادہ رونق افروزی اور زینت ۔ مکانات اور بنگلہ ہزار ہا بے شمار لب دریائے گنگ تعمیر تھے اور سقای سڑکوں کے کنکر کٹے ہوئے ،اور بازار چوک بھی خوب تیار اور درست تھا کہ شمع فانوس برابر دکانوں [دوکانوں] کے اور بیچ میں سڑکیں درست اور برابر کہ بیان نہیں ہوسکتا ہے کہ بیان کرے زبان اور لکھ سکے قلم ۔اور بارکیں بھی برابر موافق اس کے اور خیمہ وغیرہ درست اور برابر ۔چنانچہ اُسی طور پر دیکھتا بھالتا آگے بڑھا تو قبرستان میں بھی دیکھا کہ ہزار ہا امیر غریب صاحب حشمت وہاں دفن تھے ۔یہ دیکھ کر از حد تحیّر اور غیرت مجھ کو حاصل و غالب آئی اور خیال کیا کہ یہ سب ایک روز مردے لوگ ،کوئی جاہ وحشمت پر حکمرانی کر رہا تھا اور کوئی جستجو دولت پر شب و روز تلاش کاروبار رکھتا تھا اور کوئی بے شمار فوج اپنے ہمراہ لیے ملک گیری غیر پر تلاش معاش رکھتا ہوگا اور ایک روز یہ ہے کہ سب صاحب خلق زیر زمین دفن ہوئے اور خاک کا تودہ بنے کھڑے اور پڑے ہیں ۔کوئی نہیں پہچانتا کہ یہ کون کون شخص ہیں ،امیر کون ہے اور غریب کون ہیں !اور جتنے دوست و آشنا تھے سب تلاش معاش میں دامن گیر دوسرے دوست کے ہوئے اور کیسے اُن کے نام کے بھی طالب نہیں ،فقط زندگانی کے دوست تھے ۔افسوس کیا میں نے اور سمجھا کہ ایک روز یوں ہی خاک کا تودہ ہونا سب کو ضرور ہے اور اعتماد دنیا کا نہیں

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی سرا ہے کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

بقول سعدی شیرازی:

مکن تکیہ بر عمر ناپایدار
مباش ایمن از بازی روزگار[31]
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسہ نہیں کل کا

یہ حال دیکھ کر آگے بڑھا تو آمد لاٹ صاحب بہادر کا غلغلہ پڑتا ہوا۔ یہ عاجز بھی ایک جا کہ چند عرصہ بیشتر جا پہنچا کہ جملہ جلوس سواری لاٹ بہادر کا اور مجمع رسالوں انگریزی اور ہندوستانی کا واقع ہوا کہ قریب تالاب کے، کہ وہ تالاب صوبہ دار کا مشہور ہے، بندہ وہاں گوشہ پکڑ کر کھڑا ہوا کہ اتنے میں جناب لاٹ صاحب بہادر مع چند مصاحبان انگریز داہنے بائیں اور صاحب اور صاحب وردی مع چہار گوشہ کلاہ اور سیاہ پروں کی جھنڈی، داستانے [دستانے] سابری[؟] سے آراستہ، برابر لاٹ صاحب بہادر کی گھوڑی دورکابہ پر سوار چلے آتے تھے چنانچہ ایک صاحب، نواب مشہور ہیں[32]، میرے برابر کھڑے تھے مجھ سے پوچھنے لگے کہ لاٹ صاحب بہادر کون ہے۔ میں نے کہا کہ لاٹ صاحب بہادر وہ ہیں کہ ٹوپی اور کرتی سیاہ پتلوم [پتلون] باناتی، وضع سادی، ایک ہاتھ فرانسیس کی لڑائی میں کام آیا[33] اور ایک ستارہ کرتی میں بائیں طرف لگا ہے۔ ان نواب نے کہا کہ شاید وہ ہیں کہ جو نہایت دراز قد اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ بندے نے جواب دیا کہ یہ لوگ جاہ و جلال اندر کرتی کے رکھتے ہیں اور ہندوستانی سردار عزت اور حشمت باہر۔ اور کرتی میں خاک نہیں رکھتے۔ جناب لاٹ صاحب بہادر یہی ہیں جو کہ وضع سادی رکھتے ہیں۔

اور جلوس سواری کا بھی دیکھنے میں آیا کہ سبحان اللہ جیسا چاہیے ویسا ہی بلکہ زیادہ تھا۔ رسالہ ترک سواروں کا بھی کرتی باناتی اور کلاہ سفید و سرخ بالوں کی جھنڈی نہایت درکیس تری تری[؟] برابر بندھے چلے آتے تھے اور کاٹھی اپنے موزوں میں آراستہ اور اپنی وردیوں سے سب درست۔ اور ہندوستانی رسالہ بھی خوب

دریس اور تیار اور خوبصورت جوان سپاہ، بجٹی گوٹہ لپٹی سر و سبز اور سرخ دگلے، فیتے سب کے مرتب اور افسروں کے فیتے سنہلی [سنہری؟] لگے ہوئے اور موزے سب کے گھٹنوں تک چڑھے اور سب قرینے سے دریس بلکہ مجھ کو یہ ہندوستانی رسالہ بہتر اور دریس معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ تحم ہندوستانی ملک گرم اسی طرح پر، وردی، موزے گرم پہنے ہوئے۔ اور ملک ولایت ہر موسم سرد رہتا ہے وہاں کا مضائقہ نہیں ہے، چاہے ہر وقت گرم پارچہ پہنا کرے اور ملک ہندوستان نہایت گرم جس پر یہ لوگ اس قدر روردی اور ہتھیاروں سے آراستہ تھے کہ دیکھ کر مجھ کو تعجب آیا۔ جس وقت وہ مجمع سواروں اور پیادوں کا مجھ تک پہنچا طبیعت بہت مضطرب ہوئی کہ گھوڑا میرا ضرور بھڑکے گا اور اس مجمع میں مجھ کو یا کسی اور کو زخمی کرے گا لیکن اس عاصی نے خدا کو برحق سمجھا اور دل میں کہا اللہ میں سب قدرت ہے۔ جس وقت سلامی توپوں کے فیر ہونے لگے، اس وقت گھوڑے نے کان تو ہلائے لیکن بفضل الٰہی سب طور سے خیریت گزری۔ بندے کو گھوڑے کا نہایت دغدغہ اور دہشت تھی لیکن خدا کے فضل سے بخوبی سیر سواری کی دیکھنے میں آئی۔ کیا عرض کروں خوبی اور ریاست پروری انگریزوں کی، بیان نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ پرنگل صاحب[۳۴] اور اس عاصی نے اکثر سیر ملکوں کی کوہ طور سے تا بنبئی [بمبئی] کہ ایک ساتھ سونا اور کھانا اور ہوا خوری اور با ہم رہنا ہر وقت چنانچہ ایک کتاب اوردو [اردو] حال سیاحی ملکوں کا تحریر کیا تھا۔ چھپانے میں در آیا۔ وصف اور تعریف اُن کی بھی اُس میں تحریر ہے۔ حال دوستی محبت اُن کے کا بیان کرنا اور لکھنا عشر عشیر غیر ممکن ہے۔ زبان کو یارا نہیں کہ کوتاہی کرے اور قلم کو طاقت نہیں کہ تحریر کرے۔ چنانچہ کانپور میں پہنچتے، اُن کے ادس [ایڈریس؟] پر صاحب خبر کی، میم سے ملاقات ہوئی کہ بچ گاڈی [گاڑی] پر سوار آتی تھیں۔ اگرچہ بندہ سے شناسائی نہ تھی خود مجھ کو پہچانا اور سلام وعلیک ہوئے اور بڑے عنایات اور محبت محبانہ دونوں صاحبوں نے مبذول فرمائے۔ رب العالمین ان لوگوں کو کیونکر نہ صاحب مرتبت اور بلند منزلت فرمائے کہ وضع کو اپنی چھوڑنا عقل سے بعید جانتے ہیں۔ آفرین صد آفرین! یہ عاجز واسطے تلاش جگہ جو ہانس صاحب دوست اپنے دبارن صاحب کے سرائے میں گیا۔ اتفاقاً کپتان صاحب ہاپر صاحب سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اگرچہ بندہ ہر چند ہر ایک کی ملاقات سے دور رہتا ہے لیکن قدرت الٰہی کو کیا کروں کہ خود بخود ملاقات ہو جاتی ہے چنانچہ انھوں نے اپنے بنگلے پر بلایا اور کہا کہ ایک صاحب کی تم سے ملاقات کروائیں۔ یہ کہہ کر اپنے ہمراہ مجھ کو لے کر ایک صاحب یوسف ثانی سے ملاقات کروائی۔ یہ عاصی ان کو دیکھ کر از حد تحیّر میں آیا۔ کیا باعث کہ جو کچھ طعمہ حسن و جمال چاہیے ان میں

سب تھا کہ جمیع شکل اُن کی سیرت اور صورت حسن یوسفی معمور کہ آنکھیں سیاہ اور بال سیاہ اور دانت باریک مسل [مثل] لڑی موتیوں کی اور بھنویں سیاہ، چہرہ شفاف مثل رنگ چینی کے۔ میں اُن کو دیکھ کر، قدرت خدا کا یاد کر کے، سر بہ زانو رہ گیا۔ چند عرصہ یاد الٰہی میں رہا کہ یا سبحانہٗ تعالیٰ ایسی ایسی تصویریں حسن سیرت وصورت سے آلودہ تیار کیں تو نے، بخصلت میری خوش آمد نہیں چاہیے کہ شاید خوش آمد سے کہتا ہوں۔ قسم کھانا مردوں کا کام نہیں لیکن یہ تصدیق کہتا ہوں اور نام اُن کا استبر یخ جوشلبے [؟] کے صاحب، مصاحب لاٹ صاحب، لاٹ ہاڈنگ صاحب کے، ان کے باپ کا مراتب اڑل دون [کذا] کا وہ بھی لاٹ صاحب سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں اور ہشت راس ابلق خچر قدم اور تیز رو نہایت خوبصورت کہ چالا کی اور چستی میں یکتا تھے، آٹھویں [آٹھوں] راس برابر بگھی میں آراستہ کہ بگھی کو اُن کے باعث زینت اور رونق تھی۔

شاہ اودھ واجد علی شاہ کی لاٹ صاحب سے ملاقات:

بعد ازاں بتاریخ ششم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی مطابق ہشتم شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری[۳۵]، روز ہفتہ، آمد حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی سلطان العالم واجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہم وسلطنتہم، اس قدر اس روز بار ش باران خلقت کو پریشان کیا تھا کہ تمام مخلوقات عمدہ لکھنؤ اور جملہ انبوہ افواج قاہرہ مع وردیاں بانات جلوسی زرنگار بر باد و خراب تھے اور سب خیمہ وقنات، ڈیرے پانی میں سرشار اور جتنا جلوس کہ بادشاہ سلامت نے ترتیب وزینت دیا تھا، گنگا کی ریت میں۔ باغات اور پائیں باغ میوہ نارنگی و چکوترے و کیلے و نیمبو و سردے وغیرہ اور چمن بندی اور درخت میووں سے پر تھے وہاں پر عقل بشر حیران تھی کہ یہ تجویز آدمی کی بات کی تھی۔ بے شمار روپیہ بادشاہ سلیمان جاہ نے صرف کیا اور خیمہ دوشالہ اور بانات سلطانی اور فرش و فروش شیشہ آلات جھاڑ بہت اور دیوار گیری کنول وفانوس ومردنگیاں ہانڈیاں وغیرہ سب بطور کوٹھیوں شاہی قدیم کے اُن خیموں عالیشان میں آراستہ اور مرتب تھا اور جمیع افواج بنا بر آمد لاٹ صاحب بہادر کے تیار ہو گئی تھی چنانچہ اسی طرح آمد لاٹ صاحب بہادر بادشاہ سلیمان جاہ کے واسطے ہمگیں افواج جلوسی تیار اور پانچ پانچ کوس پر توپ خانے سلامیوں کے لیے لگے ہوئے تھے اور ڈاک سواروں کی بیٹھی تھی کہ مقام مقام بر سبیل ڈاک سلامی توپوں کی ہوتی چلی آتی تھی اور یہاں مقام لشکر سے رسالہ خانیں ہمراہی حاجی شریف اور رسالہ خاص سلیمانی اور سلطانی ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر مع جملہ جلوس اور دونوں رسالے خورد وکلاں جھنیاں،

یکی ہمراہی نبی بخش خان رسالدار، دویم ہمراہی نواب ناصر فیروزالدولہ بہادر اور رسالہ ترک سواران زنبورکچی اور جمیع مردم ہندوستانی انگریزی اور رسالہ سواران زرہ پوش واسطے استقبال حضرت ظل سبحانی خلد اللہ ملکہم کے روانہ ہونے لگے اور ڈاک سلامیوں توپ خانہ ہائے جابجا ہفت جگہ مقرر تھیں۔ کہ جس وقت اپنی کوٹھی خاص سے رخصت شہنشاہ نے پائی اول روز کوٹھی موسیٰ باغ میں دوروز مقام فرمایا بعدۂ درگاہ شریف جناب عباس علیہا علیہا السلام میں دسترخوان نہایت بھاری اور نذر ونیاز چند در چند کر کے اول مقام دلکشا کوٹھی میں قرار فرما کر روانہ کانپور ہوئے کہ فقط بگھیوں کی ڈاک پر تشریف فرما اور رونق افزا ہوئے کہ تاریخ ششم نومبر مطابق بست ہشتم ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز ہفتہ کو سب رسالہ انگریزی ترک سواران اردلی خاص دبجہ بدبجہ اپنے عہدے سے اُس سڑک پختہ پر بانبوہ بسیار برابر برابر دور تک کہ گویا گنگا جمنی گھٹا چھائے تھی۔ اور اُس کے بعد رسالے ہندوستانی زرہ پوش اور زنبورک بعد ازاں بطور رسالے کے خوش پوشاک اور اہل دوشالہ اور رومال و شملے وغیرہ قرینہ بقرینہ دستور شاہی، بعد ازاں بگھی خاص سواری حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حضرت سلطان العالم واجد علی بادشاہ شاہ غازی خلد اللہ ملکہم ؛ اُس بگھی میں بادشاہ سلامت پوشاک سلطانی تاج زریں و مالہ [مالا] مروارید وجواہرات بیش قیمت آراستہ فرمائے ہوئے اور دو صاحبزادگان بلند رتبہ برابر بٹھائے ہوئے۔ اُس وقت وہ جلوس دیکھ کر عقل بشر حیران تھی۔ تحریر و تقریر کو یارا نہیں کہ وہ بیان کرے اور لکھے۔ سبحان اللہ یہ تختہ چھوٹا سرزمین ولایت ہندوستان میں عجب دیکھنے میں آیا جو کہ قرینہ اور آئین اور خوش وضعی اور خوش تقریری پائی گئی، بیان اُس کا کہاں تک کروں ہو سکے کہ جس وقت بادشاہ سلامت داخل خیمہ ہائے سلطانی، وہ خیمہ بھی نہایت جاہ و حشمت بلند مرتبت تھے کہ آسمان سے ہمسری کہ سب خیموں شاہی میں برابر جھاڑ اور کنول اور ہانڈی اور مردنگی اور دیوارگیری وغیرہ کہ فراشوں نے اُن کو کوٹھیاں بنا دیا تھا اور دو منزل خیموں دوشالوں کے، بلند مرتبہ رشک دہ کارخانہ ارزنگ [ارژنگ] مع قنات کاشمیری کہ اُس کی باریکی اور قیمت غیر بہائی اور دو نمگیری اُن کے آگے دوشالوں کی۔ اور دو منزل خیمہ بہت بلند چہار چوبہ بانات سلطانی تیاری نوبنو شاہ ٹیپو سلطان بہادر کی بناوٹ پٹاپٹی کہ کبھی یہ چیزیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ اور شال پٹاپٹی کی اور بیس بیس خیمہ بانات کے جاء پانی وغیرہ اور متفرقات ضروریات کوایستادہ تھے۔ اور پانچ منزل خیمہ و قنات نہایت بلند رتبہ بیگمات کے واسطے کہ قنات سہ قد آدم، چوطرفہ دور تک میدان کنارہ گنگا کا سرخا سرخ تھا۔ اور اُس قنات کے میدان میں پائیں باغ تیاری

میووں سبزا سبزی کی تازہ بتازہ اور چمن درخت ہاپھولوں سے مہک رہے کہ سب باغات موافق مکانوں بادشاہوں کے کہ جس میں ہزار ہابرس کی تیاری ہوتی ہے، اُسی طرح سب جلوس مہیا تھا لیکن برسنے پانی نے سب کیفیت اور بہار کھوڈالی کہ نقصان مال شاہی لکھوکھا روپوں کا واقع اور ہزار ہا اسباب بیش قیمت سب بارش میں برباد وبے شمار ہوگیا۔ اور دکاندار لوگ مال واسباب اپنے کو ہاتھ دھو بیٹھے اور سب جلسہ بدرنگ ہوگیا۔ بعد داخل ہونے سواری کے صدہا سواریاں امیروں اور رفیقوں شاہی کی تا شام آمد ورفت رہیں۔ جس وقت شاہ والا، رونق افزا لشکر ظفر لے کر ہوئے اُس دم سلامیاں توپوں کی اس قدر ریڑنے لگیں کہ ایک ایک کو ایک کی بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ پہلی سلامی توپ خانے ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر کی فیر ہوئی۔ بعدازاں بڑے غلہ کی۔ بعدۂ سب توپ خانے فیر ہونے لگے۔ جس قدر میدان گھاٹ گنگا کا اس پار، عمل جہاں پناہ سلامت کا تھا قریب دوکوس تک برابر برابر کنارہ گھاٹ کے مثل جنت الماوانظر آئے دیتا تھا۔ اور بازاریں جتنی اوپر کتاب کے قلم بند کی گئیں وہ سب اپنے قرینہ بقرینہ باآرائش مرتب تھیں۔ اول ایک بازارکلاں باڈیرہ وخیمہ وقنات پیچھے قنات شاہی کے لب دریائے گنگ چلا گیا تھا کہ اس میں یہ نعمت اور اسباب دنیا کا مہیا اور ایک طرف بازارکلاں چوطرف۔ اُس کو بازار چوپڑ کہتے تھے۔ قرینہ شاہی سے مرتب تھا لیکن سب امیر وغریب، نوکر وغیر نوکر بارش سے نہلا کر پہنچے اور بلکہ جمیع ڈیروں [؟] میں جانور وآدمی بہت ہلاک ہوئے کہ بیان اُس کا مشکل ہے اگر تحریر ہوئے گا۔ جس وقت شاہ سلامت خیمہ سلیمان پسند اور سلطان پسند میں داخل ہوئے اُس وقت اندر میدان قنات اور پائیں باغ میں قریب پچاس نفر خواجہ سرائے دست بستہ مع پوشاک زرتار رو شالہ ورومال، قرینہ جلوس کے حاضر، اور نوبت خانوں میں برابر مبارک بادی شروع ہوگئی اور ہزار ہاڈیرے طوائفوں کے، ملازم شاہی، اپنی اپنی خوش پوشاک اور خوش آوازی سے مبارک بادی گارہیں۔ کیا خوش وقت تھا۔ باایں تیاری افسوس بھی نہایت ہوتا تھا کہ بارش کے باعث سب جلسہ مٹی ہوا جاتا ہے لیکن ابھی ملاقات کولاٹ صاحب اور جہاں پناہ سلامت کی عرصہ معلوم ہوتا ہے۔ بارش جمعہ کے روز سے شروع تھی اور ساعت ملاقات کی منگل کے روز تقرر پائی تھی۔ اس سبب سے درگاہ معبود میں امید قوی تھی کہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کرے گا اور ضرور بادل کھل جائے گا۔

چنانچہ امروز بتاریخ نہم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی روز سہ شنبہ مطابق بست ونہم ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری وقت صبح کے جناب جرنیل صاحب بہادر آئے۔ بادشاہ کے اور نواب وزیر اعظم اور بہنوئی بادشاہ کے بنام

ملاقات لاٹ صاحب بہادر کے کانپور تشریف فرما ہوئے۔ تجمل اور جلوس شاہانہ مع افواج اور اردلی لوگ برچھی بردار، بھالہ بردار، بان بردار اور ایک رسالہ ہندوستانی سواروں زرہ پوش ہمراہ رکاب اور متفرقات سواران ہندوستانی اور بھائی بند، عزیزان ورفیقان وشہزادگان ہاتھیوں زیور گنگا جمنی پر سوار۔ اول ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا مع زیور نقرئی وطلائی مغرق جڑاؤ بجواہر اور جناب جرنیل صاحب بہادر بھی بایں پوشاک سلطانی مندیل بجواہر زعہ[؟] اور کلغی، مالامروارید مغرق بجواہرات نادرہ سے اور اُن کے برابر بایں جلوس موصوفہ ہاتھی مغرق جڑاؤ بجواہرات نواب وزیرالاعظم بہادر کا کہ وہ بھی زیور گنگا جمنی سے، برادر جناب نواب صاحب بہادر بھی بہ پوشاک جواہرات وزارت میں مغرق تھے اور اُن کے مطابق ہاتھی بہنوئی بادشاہ کا۔ بعدۂ انبوہ ہاتھیوں میں بزیور نقرئی اور طلائی عزیزان وشہزادگان ورفیقان شاہی کا۔ اور سب صاحبوں کے ملازمان، اردلی لوگ وردیوں بانات جلوسی سے سرخا سرخ پہنے ہوئے، اور چار پانچ ہزار روپے واسطے لٹانے کے برابر ہاتھی پر موجود اور وزیرالاعظم بہادر بھی اسی طرح پر، کہ ایک بار دردولت سلطانی سے وقت سوار ہونے کے چھرا روپیوں کا چلا کہ شہدے لکھنؤ کے ہزارہا اور متفرقات مخلوق تماش بین لُوٹنے پر مستعد ہوئے۔

کہ جس وقت سواریان شاہی میدان ناپو گنگا میں پہنچیں وہ میدان قریب ایک کوس، سیر کی چاندی اور سونے دار جواہرات بیش قیمت سے سب گنگا جمنی بن گیا۔ عجب کیفیت سواریان دکھاتے تھے۔ وہ وردیاں سواروں کی اور وردیاں اردلی لوگوں کی جملہ سبز سب رنگ کی دے رہیں تھیں [کذا] اور گنگا جی کو ایک خوبصورتی حاصل تھی۔ اور وہ ناؤن کا پُل کہ دونوں طرف اُس کے دیوارگیری کپڑوں رنگین کے اس پار سے اُس پار تک۔ ایک طرف گلابی اور ایک طرف سبز دھانی اور سب کے اوپر پہرے پر چھڑگئی، کہ اس پار سے اُس پار تک میدان ناپو گنگا کا مثل گلستان جنت الماوا نظروں میں گزرتا تھا اور وہ چھڑکا [چھڑکاؤ] قدرتی کہ تین روز پیشتر خدا نے گرد وغبار کو دفع کر دیا تھا اور اُس میدان میں روپوں کا لوٹنا شہدوں کا اور مجمع مردم افواج مع وردیاں باناتی نقرئی وطلائی کا اور سب شہدے لکھنؤ کے اور کانپور کے گورے شہدوں کے بابا اُس ریت میں مثل ماہیان بے آب گابڑے [گھابرے] لوٹ رہے تھے۔

آخرش اُس طور جلوس وجاہ وحشمت سے سواریاں جناب جرنیل صاحب بہادر کی، خیمہ لاٹ صاحب بہادر تک داخل ہوئیں کہ اُس جگہ سب پٹالن توپ خانہ وغیرہ اور جمیع فوج لاٹ صاحب بہادر کی خیمہ

عالیشان پر جمی تھیں ۔بڑے تزک سے سلامی جناب جرنیل صاحب بہادر کی اُتری اور دو ترپ [طرف؟] رسالہ ترک سواران اور رسالہ سواران ہندوستانی وردیوں سے نہایت درلیس اور پلٹن تلنگان ہمراہی لاٹ صاحب بہادر اُس میدان ڈیروں میں برابر جمی تھیں کہ سواریاں جناب جرنیل صاحب بہادر اور وزیر الممالک بہادر اس جاہ وحشمت سے متصل ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر داخل ہوئیں کہ اول چھوٹے صاحب بہادر اور لاٹ صاحب بہادر پاس گئے کہ ایک بارنا بہ صحن ڈیرہ ہائے عالیشان لاٹ صاحب، واسطے استقبال جناب جرنیل صاحب بہادر کے تشریف لائے اور دست بدست مسکراتے ہوئے خوشی بخو ری [بخرمی] جرنیل صاحب بہادر کو لیا اور لاٹ صاحب نے سلام کیا اور ان سبھوں نے سلام کیا کہ نہایت مہربانی اور عنایات لاٹ صاحب نے فرمایا اور اندر خیموں میں لے گئے کہ چند عرصہ گفتگو شیریں ادا فرمائی اور حقوق تواضع و مدارت سے پیش آئے اور کچھ تحفہ وتحائف جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب بہادر کو لاٹ صاحب نے مرحمت فرمائے اور مہربانی از حد اور توجہات نہایت اور خاطر داری دوستانہ سبھوں کے حال پر مبذول فرمائی اور عرصہ دو گھنٹہ تک آپس میں گفت و شنید خلوتانہ صادر رہی ۔بعد ازاں ایک بار برخاست ہوئی کہ بجز دسب رسالہ پلٹن اور توپ خانہ بنا بر سلامی درلیس ہو گئے ۔کہ سب صاحبان برآمد ہوئے اور لاٹ بہادر نے بخرمی رخصت فرمایا کہ ایک بار سب جگہ سلامیاں بجنے لگیں اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الاعظم بہادر مع سب شہزادگان ورفیقان وعزیزان وغیرہ اپنے اپنے، درجہ بدرجہ سوار ہوئے کہ ایک ساتھ پھر چھڑ ا روپوں کا چلنے لگا اور شوروغل تماش بیان وشہدان و مردمان فوج کا مچ گیا ۔از ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر تا بہ خیمہ سلطانی مفاصلہ [فاصلہ] قریب دو کوس کا تھا۔ ہمگیں راستہ گل دار مثل بہشت معلوم ہوتا تھا اور سوائے سیم وزر کے دوسرا امر نہ تھا۔اور مجمع مخلوقات تماش بین اور مردم سپاہ سے میدان تا پُل گنگا کا گنگا جمنی تھا۔آخرش باین تزک وجلوس وہاں سے سواری ممدوح روانہ ہوئی ۔اُسی طرح روپیا لٹاتے ،جاہ وجلال سے داخل خیمہ ہائے شاہی ہوئے کہ تمام کانپور میں شہرتِ سخاوت شاہ اودھ ہویدا اور روشن ہوگئی ۔بعد ازاں بتاریخ سی (۳۰) شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہار شنبہ مطابق دہم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی کو تمام افواج قاہرہ کے افسران کو احکام شاہی نازل ہوئے کہ پہر رات باقی رہے، سب افواج رسالے اور توپ خانے اور پلٹنیں وغیرہ دردولت وفلک رفعت سے تا بہ اُس پار گنگا کے پُل تک آراستہ ہوویں گے اور سب توپ خانوں میں چوبدار سلطانی، احکام شاہی پہنچا گئے کہ جس وقت بادشاہ سلامت سوار ہوئیں اُس وقت سب توپ

خانوں میں فی توپ خانہ اکیس فیر سلامی ہووے۔اور وقت ملاقات لاٹ بہادر اور جہاں پناہ سلامت کے، پھر سلامی فیر ہو۔اور بعد داخل ہونے خیمہ والا شان کے پھر سلامی توپوں کی سر ہوئے۔حسب الاحکام بادشاہی سب افسران سواران و پیادگان رات اُس میدان میں جمنا شروع ہو گیا کہ جتنے رسالے انگریزی اور رسالے ہندوستانی اور پلٹن انگریزی اور ہندوستانی ملازم شاہی اور جملہ توپ خانے انگریزی اور ہندوستانی اُس ٹاپو دریاے گنگ میں تا بہ دو کوس وہ جلوس وردیاں آراستہ کیے، تیار و ہوشیار حاضر تھے۔ایک جانب رسالے انگریزی؛ اول رسالہ ہمراہی حاجی شریف، بعدۂ رسالہ شیدیان ہمراہی علی بخش خان رسالدار،بعدۂ رسالہ خورد شیدیان ہمراہی فیروز الدولہ نواب ناظر، بعدۂ رسالہ سلطانی مع وردیاں اور اسبابِ جنگی اور سلحی ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر بعد ازاں رسالہ ترچھا[؟] ہمراہی رضی الدولہ بہادر، بعد ازاں رسالہ شتر سواران زنبور کچی، بعد ازاں رسالہ ہندوستانی زرہ پوشان، اور رسالہ میدو خان، اور رسالہ ہمراہی لعل خان، اور رسالہ ہمراہی تہور خان، اور ایک طرف پلٹنیں انگریزی؛ اول پلٹن ہمراہی کپتان میکنس صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان بنوری صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان بارلو صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان صوبہ سنگھ، اُس کے بعد پلٹن ہمراہی خورشید علی سوار بعد ازاں دو پلٹن انگریزی قدیم ہمراہی ٹھاکر سنگھ تربیدی اور اُس کے بعد پلٹن ٹوپٹی[؟] خاص ہمراہی مجھلے صاحب پسر فتح علی خان کپتان۔اسی قدر چند پلٹنیں دیگر، ہزار ہزار جوان کی، اُس میدان دو کوسہ میں برابر جمنے لگیں کہ ہر طرف سر خا سرخ زرتا رکا رخانہ تھا اور بعد ازاں فوج ہندوستانی رسالے اور پلٹنیں وغیرہ یک قطار حد تک جمتی چلی گئیں۔

خلاصہ یہ کہ وقت صبح کے شہر کانپور اور شہر لکھنؤ بجز آدمی اور ہتھیار اور سواریوں بے شمار کے دوسرا امر نہ تھا اور سب جلوس خاندان بادشاہی، وہ بگھیاں اور بہت بہل اور گھوڑے و ہاتھی وتامجان و بوچہ کہ زمانے میں دیکھنا مشکل ہے اور وہ خاص گھوڑے، اسباب نقرئی وطلائی وجڑاؤ اور خاص ہاتھی بزیور بیش قیمت جڑاؤ اور طرح طرح کا اسباب نادیدہ در دولت سے تا بہ خیمہ والا شان لاٹ صاحب بہادر تک [کذا] یوں ہی رواں تھا۔سبحان اللہ تحریر و تقریر کو گنجائش کہاں تک کہ یہ سامان نادیدہ و شنیدہ عرض کرے۔آخرش قریب آٹھ بجے، جہاں پناہ سلامت سوار ہوئے تو ایک ساتھ سب توپ خانوں میں؛ کہ جن کا حال اوپر کتاب کے تحریر کیا گیا، مہتاب پڑ گئیں۔اور وہ مجمع ہاتھیوں شاہی کا، معلوم نہ ہوتا تھا کہ بادشاہ کون ہے۔صد ہا ہاتھی شہزادوں کے برابر نقرئی و

طلائی جڑاؤ سے پہنچے۔ بادشاہ کی قطار کی قطار دور دور تک۔ یہ معلوم ہوتا تھا سب ہاتھیوں پر پٹکے جواہرات کے بیٹھے ہیں۔ سب کے آگے فیل بادشاہ کا اور سمت راست کے، ہاتھی بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب کا، اور ایک طرف ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا اور ہاتھی نواب صاحب کا اور پیچھے سواری [36] بادشاہ کی۔ دور تک قطار ہاتھیوں امیروں کی کہ انسان کہاں تک بیان کرے۔ آہستہ آہستہ سواری بادشاہ کی چلی اور دو طرفہ چھرا روپوں کا چلنا شروع ہوا چنانچہ اتنا روپیہ اُس دم بادشاہ نے لٹایا کہ تمام کانپور میں شہدے اور گورے باعث گرد و غبار کے بد شکل ہو گئے۔ جس وقت سواری سلطانی اُس پار کنارہ پُل کے پہنچی، واسطے سلامی کے توپ خانہ گوروں کا تیار تھا۔ ایک ساتھ توپ پر بتی پڑ گئی۔

اور جب سواری شاہ کی اندر شہر کے پہنچی تو کوچہ و بازار میں قدم رکھنے کو انسان راہ نہ پاتا تھا اور اُس طرف خیمہ بلند، مرتب لاٹ صاحب بہادر کے، ایک مجمع عظیم فوج کا بپا تھا کہ برابر قرینہ بقرینہ رسالہ ترک سواروں کا اپنی جا اور پلٹن اپنے عہدہ پر۔ جس وقت سواری جہاں پناہ کی قریب ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر پہنچی تو اُس وقت ہاتھی چھوٹے صاحب کا آگے بڑھا۔ کیا باعث کہ پیشتر سے لاٹ صاحب بسواری فیل، بنابر پیشوائی حضرت ظل سبحانی، خلیفۃ الرحمانی چلے تھے۔ تھوڑی دور چھوٹے صاحب بڑھ کر لائے۔ اُدھر سے لاٹ صاحب بہادر، ادھر سے جناب بادشاہ سلامت؛ دونوں شاہ ہم چشمان ہوئے کہ بجز دو چشم ہائے دوستانہ کی۔ لاٹ صاحب بہادر نے تاج شاہی اُتارا اور جہاں پناہ نے سلام کیا۔ کہ دونوں شاہ والا شان خوش وضعی سے مسکرائے اور آپس میں ہاتھ ملا کر برسم انگریزی ملاقات ہوئی۔ اور ایک بار توپوں پر بتی پڑی اور سلامی ہونے لگی۔ اُس وقت شہزادوں کے ہاتھیوں کا از حد مجمع عظیم تھا اور صدہا ہاتھی امیروں اور رفیقوں کے اور بے شمار سواریاں انگریزوں کی؛ کوئی بگھی پر، کوئی ٹمٹم پر، کوئی اوقات غریب ہمراہ کہاروں کے پیدل تماشا دیکھنے کو آئی تھیں۔ کہ اُس وقت وہ میدان کثرت جھولوں ہاتھیوں زردوزی اور وردیوں سے زرتار سے گنگا جمنی تھا۔ وہ بگھیاں بادشاہی بیش قیمت ایک آٹھ گھوڑوں کی، کہ سنہری گھوڑیاں اُس میں جوتی ہوئیں اور چار بگھیاں جلوسی نہایت کار ہنر اور خوش رنگ انگریزی ولایتی بنی ہوئیں کہ جس کے کوچوان بھی وردی بانات سلطانی کار نقرئی وطلائی کہ ایک ایک جانب جس کی سلمہ ستاروں سے پر تھیں۔ اور دو بگھیاں دو گھوڑیوں کی، وہ بھی ولایتی تھیں کہ جس پر غلاف بانات سلطانی زردوزی پڑے ہوئے۔ اور وہ راس ہشت پہل کہ تیاری ولایتی، زمانہ نصیر الدین حیدر بادشاہ، خلد آرام گاہ نے

بقیمت مبلغ سترہ ہزار روپیا کوخرید فرمائی تھی اور اُس میں آٹھ زنجیر فیل جھول نقرئی وطلائی بابات سلطانی، سرخ رنگ برنگ آراستہ، اور اُس کی تعریف میں زبان لغزش کرتی ہے چنانچہ کبوتر جالی چوبی نہایت باوضع، ہمراہ رکاب شریف آئی تھی۔ اُس ابر سیاہ میں کبوتر بھی اُڑتے کیا بہا[ر] دیتے تھے۔ عجب سیر معلوم ہوتے تھے۔ اور رسالہ پلٹن ہمراہی جناب لاٹ صاحب بہادر بھی بہت درلیس اور تیار جیسا کہ چاہیے۔

اُس وقت جہاں پناہ سلامت مع مرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر اور شہزادگان بہادر، اندر خیموں کے لاٹ صاحب پاس بیٹھے کہ لاٹ صاحب بہادر اور بادشاہ سلامت سے از حد بخرمی ملاقات پیش آئی۔ کہ لاٹ صاحب نے چھ راس گھوڑے منجملہ ان میں گھوڑے عرق گیر دوشالوں کاشمیر اور زیور سونے کے خالص اور بناوٹ نہایت باریک اور تین راس گھوڑے نہایت اہل نسل، تیز قدم، دورکابی لائق تصویر، عرق گیر اُن کے بھی دوشالوں کے بیش قیمت، اور زیور اُن کا چاندی کا، بناوٹ باریک اور چہار زنجیر فیل کہ جھولیں اُن کی مخمل کاشانی، کام نہایت باریک کلابتون سلمہ ستاروں سے مغرق زری تھی۔ اُس میں دو زنجیر ہاتھی عماری دار طلائی اور زنجیر ہاتھی ہودج نقرئی گل رنگ دستر اور ایک خیمہ دوشالہ کا شمیر کا اور کام نہایت باریک اور نو بنو تیار، مع نمگیرہ دوشالہ کا کہ وہ بھی لائق دید تھا اور کچھ متفرقات پلنگ نقرئی اور طلائی کہ اُس کا کام بہت باریک اور گنگا جمنی تھا اور چند در چند کلمات خوشی وخرمی مابین جہاں پناہ اور لاٹ بہادر میں پیش آئے کہ بخوبی تمام خوشی سے ملاقات صادر ہوئی۔ تا عرصہ سوا گھنٹہ جہاں پناہ سلامت خیمہ لاٹ صاحب بہادر میں رونق افزا۔ بعد اُس کے جہاں پناہ سلامت بگھی میں سوار ہوئے۔ وہ بگھی کہ جس میں آٹھ راس گھوڑیاں تیز قدم اصیل جوتی تھیں۔ اور صاحب کلاں اور اور صاحب خورد بھی بگھیوں میں سوار اور جرنیل صاحب بہادر، مرزا ولی عہد بہادر و وزیر اعظم بہادر اور شہزادگان بادشاہی ہاتھیوں اور بگھیوں پر سوار چلے آتے تھے۔ کنارہ خیمہ لاٹ صاحب بہادر سے تا بہ خیمہ والا جاہ تک سواریاں انواع انواع جلوس سے بانبوہ کثیر چلی آتی تھیں۔ عجب کیفیت تماشائے دنیوی تھا چنانچہ پھرتی دفع [دفعہ] بادشاہ سلامت نے روپیا نہیں لٹایا۔ کیا باعث کہ سبب لٹانے روپوں کے، نہایت ولولہ وغلغلہ برپا ہوگیا۔ رنگ جلوس سواری شاہی کا ابتر تھا۔ بلکہ وہ شہدے بھی جان سے مرے۔ اس باعث روپیہ لٹانا مناسب نہ جانا اور صاحب خورد نے خود بادشاہ کو ممانعت کی کہ روپیا لٹانے میں خون ہوا اور کئی زخمی ہوئے اور جس وقت بادشاہ نے اندر شہر کے روپے پھینکے، بے شمار شہدے، زنانہ، اشرافوں میں

گھس گئے ۔مبلغ ہفت ہزار روپیہ واسطے لٹانے کے ہاتھی پر رکھے گئے تھے وہ سب لٹا دیے،جس وقت بادشاہ سلامت مٹھی بھر کر پھینکتے تھے،تمام زمین نقرہ معلوم ہوتی تھی۔

بعد سوار ہونے جہاں پناہ کے پھر سلامی توپ خانے انگریزی کی فیر ہوئی ۔تمام کانپور میں کثرت مخلوقات سے زمین معلوم نہ ہوتی تھی اور مکانات کے کوٹھوں پر اور برآمدوں پر عورات اپنی پوشاک اور بے شمار بناوٹ سے بسیار آراستہ تھیں اور انگریزنی بہت ۔جس وقت سواری بادشاہ کی اس جاہ وحشمت سے پار گنگا کے خیمہ والا شان یعنی در دولت وفلک رفعت کے قریب رونق بخش ہوئی اور شور وغل داخلہ سلطانی ہوا ایک بار سب توپ خانوں انگریزی اور ہندوستانی میں مہتاب پڑ گئی کہ گویا وہ تختہ زمین کا اُلٹا جاتا تھا اور تمام میدان ناپو گنگا کا اور کانپور کا مارے انبوہ اور شور وغل خلائق وتماش بین اور مردم افواج قاہرہ سے ایک آواز تھے اور خوبصورتی وردیوں طرح طرح بکار زر دوزی نقرئی وطلائی بانات سلطانی اور مخمل کاشانی رنگ برنگ سے میدان بہشت تھا ۔سبحان اللہ! آگے بھی قدیم لوگوں سے سنا کرتے تھے کہ غازی الدین حیدر خلد مکان نصیر الدین حیدر جنت مکان آگے بھی واسطے پیشوائی جناب لاٹ صاحب بہادر کے کانپور تک تشریف فرما ہوئے لیکن یہ امورات اور جلسہ، ٹھاٹھ [ٹھاٹ] کارخانہ سلطانی اور صرف لکھوکھا روپیا اور کثرت خیمہ وقنات بیش قیمت وخوش نما، بازاروں اور جلوس روشنی وآتش بازی اور اسباب عجائبات کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا۔یہ بادشاہ بھی موافق زمانہ گئے کے، کیا خوب اہل طبع اور سخا تخت نشین ہوا۔خداوندا اُس کو ہمیشہ باترقیات جاہ وجلال اور اقبال شاہی سے سلامت باکرامت رکھے اور آفتاب شاہی اس کا لایزال رہے آمین برب العباد۔اور لاٹ صاحب بہادر بھی لاثانی لاٹ ہندوستان میں تشریف لائے ۔نہایت جلوس اور فوج قاہرہ مرتبہ شاہی سے متمکن تھے اور جملہ امور خوش نما اور باوضع کہ جہاں پناہ سلامت بھی از حد راضی وخوشی ہوئے اور ہر باب میں ثنا وصفت فرماتے تھے اور ایک امر اس عاصی کے خیال میں نہیں سماتا کہ باوجود آئین ومرتبہ بندوبست کمپنی بہادر کے کہ بدون احکام کمان افسروں کے، کوئی امر جا، بیجا ہونا غیر ممکن ہے،جس وقت بادشاہ سلامت کانپور میں روپے پھینکتے تھے اُس وقت شہدے لوگ لکھنؤ کے بھی کام رکھتے ہیں، روپے لوٹتے تھے، لیکن گورے لوگ ملازم کمپنی بہادر بھی ہمراہ شہدوں کے روپیا لوٹتے تھے ۔یہ بات دیکھ کر بندہ کو از حد تحیر اور غیرت غالب آئی کہ باوجود سخاوت اور داد ودہش وغربا پروری اور حقوق وعہدہ شناسی انگریز کمپنی بہادر کے، یہ کام گوروں کا نہ تھا ۔کیا باعث کہ وہ ملازم سرکار کمپنی بہادر ہیں ۔یہ کار شرمندگی تھا۔

بعد داخل ہونے شاہ والا کے کہ جس وقت داخل خیمہ ہاے شاہی ہوئے، ایک بار ناچ و رنگ شروع ہوگیا اور مبارک بادی چہار طرف ہونے لگی اور بین والا ملازم بادشاہی باجہ ہاے انگریزی میں مبارک باد بجا رہے تھے۔ زمین و خیمہ ہاے مظہر عالم سکوت تھے۔ سچ لکھتا ہوں میں کہ وہ وقت کارخانہ کاروبار جنت الماوا پر ایسا بقولیکہ:

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمیں است، ہمیں است و ہمیں است[۳۷]

ہر سمت آواز طبلہ و سارنگ اور چہار طرف بانگ باجہ ہا بین انگریزی اور بہت نوبت خانوں میں ڈیوھڑ مات پر ''ہمیشہ دلبری سوجان مبارک باشد'' بج رہے تھے اور کچھ کہ سامان روشنی و آتش بازی ہزار ہا روپے کا واسطے ملاحظہ لاٹ صاحب بہادر کے تیار کیا گیا تھا۔ سو تیاری چا ء پانی لاٹ صاحب کی، وقت صبح کے تقرر پائی اور آمد شب کی موقوف رہی۔ اسی سبب سے وہ صرف بقیمت مبلغ ہفت ہزار روپیا اور روشنی دہ ہزار روپے کا [کذا] رات کے وقت بادشاہ سلامت نے اپنے سامنے پھکوا دی کہ اس روز شام سے پہر رات، بلکہ زیادہ رات تک وہ آتش بازی سر ہوگئی کہ اُس میں جملہ قسم کی آرائش تیار تھی۔ غبارے جو کہ اُڑائے جاتے ہیں گیارہ اور قلع بہت بلند مسالے اور بڑا اقوں کی دوار [دیوار] آرائشی چرخیاں وغیرہ صد ہا اور انار صد ہا ٹوکری، دو سیرا، سہ سیرا، چہار سیرا اور ہوائیاں چھوٹی اور بڑی ہزار ہا اور مہتاب قسم قسم کی بے شمار، جس قدر تھیٹ ٹھر [ٹھیکر؟] میدان کنارہ دریاے گنگ میں گاڑے گئے تھے، وہ سب روشن کروا کر جلوا دیے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اس میں کس قدر صرف پڑا ہوگا۔ چنانچہ وہ سب سامان ہنر دوبارہ لکھنؤ میں تیاری کا احکام صادر ہے کہ جب جناب لاٹ صاحب بہادر کا لکھنؤ کی کوٹھیوں شاہی میں چا ء پانی اور بڑا کھانا مرتب ہوئے گا، پھر وہ سب ایستادہ ہوں گے۔ محبان من، کیا صرف عالیشان اور کیا جلوس نادر ہیں۔ ابھی بڑا کھانا اور چا ء پانی اور کئی آمد ملاقات بادشاہی لاٹ صاحب بہادر کی بیت السلطنت میں باقیات افتادہ ہیں اور سب ملاقات میں جلوس تازہ اور صرف بے اندازہ مرتب ہوئے گا۔

ملاقات لاٹ صاحب بہادر کی واجد علی شاہ سے:

اب وقت صبح کے، خبر تشریف فرمانے لاٹ بہادر کی، واسطے ملاقات حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی

خلد الله ملکہم کے مقرر ہا گئی کہ صبح کے وقت خود لاٹ صاحب بہادر جہاں پناہ سلامت کی ملازمت کو تشریف لائیں گے چنانچہ وقت صبح بتاریخ دوم ماہ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز پنج شنبہ، جس طرح جلوس لا انتہائی با دشاہی اول روز تھا وہ سب رسالے انگریزی اور رسالے ہندوستانی اور پلٹنیں انگریزی و ہندوستانی اور جمیع سوار اور پیادے وغیرہ اپنے اپنے عہدہ پر، اور توپ خانے جابجا عہدہ بعہدہ اپنے بقرینہ سے، خیمہ ہائے والا جاہ و حشمت کہ آسمان سے ہمسری رکھتے تھے، حاضر و مستعد ہوئے اور جمنا شروع ہو گیا اور وہ میدان جو کہ اندر خیموں کے، پائیں باغ اور عمارت دوشالوں اور بانات سلطانی پٹا پٹی کی تھی ۔ اُس کے علاوہ ایک قنات بانات سلطانی اور دورنگ بادشاہ نے ایستادہ فرمادی، کہ قریب کوس کے میدان وسیع مع باغات میوہ تیار تا کہ سب مردم افواج رسالے اور پلٹنیں و توپ خانہ وغیرہ اور جلوس برچھی برداران، بان بردار و بھالے بردار، ماہی مراتب بردار، خاص بردار، نشان بردار، یہ فقط اردلی لوگ سواری سلطانی مرتب کیے ہزار کی، رسالہ سواروں کی پانچ چھ اور رسالہ شتر سواران زنبورچی اور رسالہ خاص شتر سواران اور ہندوستانی پلٹنیں کہ اس عاجز نے بالائے کتاب مرتب دیا ہے؛ وہ سب اُسی میدان قنات کے اندر جمع ہوئیں ۔ چنانچہ اول جناب جرنیل صاحب بہادر مع جلوس سواری شاہی، واسطے استقبال لاٹ صاحب بہادر کے کانپور کو تشریف فرما ہوئے ۔ کہ اُن کے ساتھ اتنا جلوس تھا، بیان نہیں ہوسکتا ہے کہ جن کی سواری کا دبدبا اور جاہ و جلال میدان تا پوگنگا میں روشن تھا ۔ چنانچہ جرنیل صاحب بہادر بھی صورت و سیرت شاہانہ رکھتے تھے ۔ جس وقت جرنیل صاحب بہادر خیمہ ہائے لاٹ بہادر میں داخل ہوئے اور یہاں چھوٹے صاحب تیاری سواری شاہی میں مشغول تھے؛ کہ جس وقت سب جلوس یہاں خیمہ ہائے شاہی میں مع جملہ افواج قاہرہ درست اور ترتیب وہ ہو چکا تب تیاری سوار ہونے بادشاہ سلطان العالم بہادر کی ہونے لگی ۔

کیا وقت رونق فزا تھا کہ جمیع جلوس سواریوں کا ہاتھی مغرق زری اور گھوڑے خاصے پُر بجواہر اور بگھیاں بیش قیمت خاص سب سوار ہونے خود بدولت کے، کہ جن کا وصف اوپر کتاب کے تحریر کیا گیا اور جمیع مردم افواج مغرق وردیوں زرروزی قیمتی سے قاعدہ بقاعدہ، رتبہ برتبہ، اپنے اپنے عہدے سے آگے بڑھنے لگے ۔ جس وقت سب جلوس سواریوں لا انتہا کا گنگا کے میدان وسیع میں انصرام ہو گیا اُس وقت سواری بادشاہ کا غل و شور ہوا کہ ایک بار فیل سواری شاہ کا ہویدا ہوا ۔ وہ ہاتھی کہ زیور جس کا تحریر و تقریر سے افزون اور میرزا لعل محمد،

چیلہ شاہی فوج دار قدیم ہاتھی شاہی کا کہ ہمیشہ سے نمک خوار سرکار والا، مورچھل جڑاؤ جواہر نگار ہاتھ میں لیے ہوئے آہستہ آہستہ ادب با ادب ہلاتا ہوا۔ اور ایک ہاتھی پر مرشدزادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر سوار اور ایک ہاتھی پر چھوٹے صاحب برابر آئین وقرینہ قدیم سے آگاہ فقط دو چھاتہ لگے ہوئے تھے۔ ایک جناب شاہ والا پر، پُر از جواہر بیش قیمت اور میرزا خانی قدیم خواصی نشین چھتر ہاتھ میں با ادب ہلاتے ہوئے لیے، اور نا بش کونگاہ کرتے اور ایک چھاتہ میرزا ولی عہد بہادر پر اور ایک ہاتھی پُر از زیور بادشاہ کے بہنوئی کا اور ایک فیل زرتار پر ایک شہزادہ، کہ بندہ کو نام سہو ہے اور باقی متفرقات چند در چند ہاتھی پر اور شہزادے کئی اور ہاتھیوں پر انگریز لوگ افسران پٹالن ملازم کمپنی بہادر کہ جس وقت ہاتھی مغرق جواہرات بادشاہ سلامت کا خیمہ ہائے سلطانی سے باہر نمود ہوا، ایک بار توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی کہ سلامیاں فیر ہونے لگیں اور فوج میں قرینہ بقرینہ سلامیاں باجہ ہائے انگریزی اور ہندوستانی کی بجنے لگیں کہ جتنے مردمان فوج اور جمیع تماش بین اس میدان دو گوشہ میں خیمہ در دولت فلک منزلت سے کانپور تک آدمی آدمی تھا۔ اور سب جلوس وردیوں اور زرتار جھولوں سے اور زیور جانوروں بے شمار سے، وہ میدان سب رونق افزا تھا۔ کہ اس عرصہ میں ہاتھی جناب بادشاہ کا اور میرزا ولی عہد بہادر کا آہستہ آہستہ ادب با ادب اور چھتر مرزا لعل محمد ہلاتے ہوئے کہ وہ فوج دار بھی پوشاک بیش قیمت اور اسباب زرنگار ہتھیاروں سے آراستہ، کہ اُس وقت وہ سرزمین نور سے پُر تھی۔ چنانچہ ابھی جہاں پناہ سلامت آہستہ آہستہ لب گھاٹ گنگا نہیں پہنچے تھے کہ سواری لاٹ صاحب بہادر کی اُس میدان وسیع میں نمود ہوئی کہ اور بڑے صاحب اور جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الاعظم ہمراہ اُن کے برابر ہاتھیوں پر سوار تھے اور جس فیل پر لاٹ بہادر سوار تھے، ہودج اُس کا سادہ تھا۔

جس دم سواری شاہی سے گھاٹ عنقریب رہا تب سواری کو تھانبا [تھاما] تا کہ سواری لاٹ بہادر قریب آئے۔ جب دونوں سواریاں روبرو ہوئیں اور ہاتھی لاٹ صاحب کا قریب آیا، ایک بار لاٹ نے تاج شاہی اُتارا اور جہاں پناہ نے سلام کیا اور لاٹ صاحب نے جہاں پناہ کو ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے ہاتھی پر بٹھالیا۔ اُس وقت آپس میں خوشی بخرمی گفتگو محبانہ ہونے لگی اور جہاں پناہ سلامت اور لاٹ صاحب دونوں شاہ آپس میں با ہم ہنس ہنس کر کلام شیریں فرماتے تھے۔ اُس وقت جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب بھی ہمراہ سوار تھے۔ اول ایک ہاتھی پر لاٹ صاحب اور جہاں پناہ سلامت اور برابر اُن کے ہاتھی بڑے صاحب کا، اُس کے بعد ہاتھی

چھوٹے صاحب کا، بعدۂ، ہاتھی مرزا ولی عہد بہادر کا اور پیچھے نواب صاحب اور چندے پیچھے، جرنیل صاحب بہادر۔ بعدۂ انبوہ ہاتھی شہزادوں کے بمغرق بزیور گنگا جمنی، اور بعدۂ ہاتھی افسران کمپنی انگریز بہادر قرینہ بقرینہ سوار۔ اُن کے پیچھے ۔انگریزنی میم صاحبان؛ صاحب صورت وسیرت اور خوش وضع کہ حسن اُن کا صانع قدرت دکھاتا تھا۔ دیکھنے اُن کے سے ہوش وحواس کو پراگندگی تھی ۔جس وقت سواریاں برابر پہنچیں اور فیر سلامیوں توپ خانوں کے ہوئے؛ لیکن عجب وقت خوش تھا کہ وہ وقت طبع سے نہیں اُترتا اور اس قدر کثرت فیر ہونے توپوں کی تھی کہ دھواں توپوں کا مثل گھٹا کے تمام آسمان پر چھا گیا۔ سبحان اللہ جن کا یہ عظیم الشان کارخانہ کہ جو امر ہے عقل سے باہر خرد کو پہنچ نہیں کہ کوئی قیاس کرے۔ عجب گھر ہے، عجب بادشاہ، عجب دولت کہ جس کے شمار میں فہم ندارد۔ بعد ملاقات کے سواریان شاہی آہستہ آہستہ پھریں اور خیمہ ہائے بادشاہی کو رونق افروز ہوئیں ۔قریب قنات سلطانی اُترنے لگی۔ کہاں تک لکھوں اور بیان کروں، زبان کو یارا نہیں۔ جو چیز تھی، وہ نایاب۔ کیا باعث کہ روپے کا اس سرکار فیض آثار میں کم دیکھا اور جس چیز کو بطور جلوس کے دریافت کیا قیمت اُس کی سوالاکھ روپے، دو لاکھ روپے کے کم نہ تھی۔

وقت داخل ہونے سواری شاہ والا کے ایک ساتھ طبلہ و سارنگی اور ستار اور باجے، بین انگریزی ہر سمت بجنا شروع ہوگیا ۔ایک طرف باجہ والا بین شاہی کی صدا مبارک بادی کے الاپ رہے۔ اور سب طایفہ کسبیوں میں دریاں [؟] کے ناچ پر سرگرم ہوشیار ہوکر ''ہمیشہ دلبری سوجان مبارک باشد'' گارہیں اور روشن چوکی والی ایک طرف مبارک باد بھیرویں میں گا رہی تھی اور جملہ ڈیوڑھیاں اُس خیمہ ہائے جاہ وحشمت میں جس قدر کہ مرتب تھیں، سب میں نقارخانوں پر نوبت خوش وقتی کی بج رہی تھی اور ساتھ اُس کے چوب سلامیوں پلٹن اور رسالہ انگریزی اور ہندوستانی میں پڑگئی کہ سوا خوش الحانی اور خوش وقتی کے دوسرا امر نہ تھا کہ وہ خیمہ مبارک کہ جو خاص بادشاہ سلامت کی آرام گاہ کا تھا ایک چھوٹا اور ایک بڑا، چنانچہ بڑے خیمہ کاشمیری میں دونوں شاہ والاشان تشریف فرما ہوئے اور نہایت گرمی سے ہاتھ ملائے اور کلام شیریں ادا کرتے داخل خیمہ والامنزلت میں ہوئے۔ اس وقت جرنیل صاحب بہادر اور مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر اور نواب وزیر الاعظم بہادر کرسیوں مغرق جوہرات پر رونق افروز تھے اور جمیع شہزادگان والا شان برابر کرسیوں پر بیٹھے۔ اس وقت عجب سماں تھا کہ بادشاہ سلامت مسکرا کر کلام شیریں فرماتے تھے اور کبھی جناب لاٹ بہادر مسکراتے تھے اور گفتگو

شیریں بہ زبان لاتے ۔عجب صاحب سخا اور شجاع اس زمانہ میں لاٹ صاحب اس بیت الامارت میں تشریف لائے کہ کوئی لاٹ اس طرح کا ذی عدل اور اہل آئین اور صاحب کا غذ اور سپاہ پرور اور صاحب ملک [نہ] پایا بلکہ جمیع مخلوقات تعمیر پنجاہ سال اور سو سال کا رہنے والا لکھنؤ کا، اس لشکر لا انتہا میں بیان کرتا تھا کہ اس طرح کے لاٹ صاحب بہادر کہ جن کی ثنا و صفت میں زبان گنگ ہے، کبھی اس ملک لکھنؤ میں تشریف نہ لائے ۔چہرے پر ایک دبدبہ جاہ وجلال روشن ہے جہان پناہ بہادر اور لاٹ صاحب بہادر سے نہایت خوشی سے گفت و شنید ہوئی اور ہر طرح رضامندی اور خاطر داری دونوں شاہ والا شان کی ہوئی ۔آخرش بادشاہ نے لاٹ صاحب بہادر کو بطور تحفوں کے ایک پالکی، ایک ناکی، دو زنجیر ہاتھی اور دو راس گھوڑے خاصی کہ سب اسباب بیش قیمت، اور سب کا اسباب زیور اور جھول تیاری نقرہ و طلائی، پُر از جواہرات، اور ایک راس گھوڑا، نہایت بہتر اور تیز رو، باقدم، خوبصورت، بیش قیمت لاٹ صاحب کی بیٹی کو عنایت فرمایا اور بطور خلعت فاخرہ انواع انواع اسباب قسم جواہرات و ہتھیاروں سے پیش کش کیں لاٹ صاحب کو۔اور جملہ طرح سے، جس قدر کہ حقوق تواضع و مدارات چاہیے، رب العالمین نے مابین دونوں شاہوں کے خوشی سے انصرام و تجاویز فرمائیں اور جو شاہ ٹیپو سلطان کا نیلام میں بہ قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپے کو خریدا تھا۔

اُس عرصہ دو گھنٹہ تک تشریف فرما رہے اور از حد کلام شیریں اور محبت قلبی کی گفتگو باہم رہی ۔چنانچہ بادشاہ سلامت بعد کلمہ و کلام شاہانہ کے موقع دو ایک امر تھا، تخلیہ میں چاہا۔اور اس جگہ بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب اور مرزا ولی عہد بہادر و جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب اور جمیع شہزادگان وغیرہ حاضر دربار فیض آثار تھے ۔لاچار آپ اور لاٹ صاحب باہم دوسرے خیمہ میں تشریف لے گئے اور حسب دل خواہ گفتگوئی مابین [کذا] چند عرصہ تک بوقوع رہی ۔بعد ازاں طیاری سوار ہونے جناب لاٹ صاحب بہادر کی درپیش ہوئی ۔کہ ایک بار شور وغل اور صدائے ناچ و رنگ بزبان مبارک بادی، کہ سب رنڈیاں اور رقاصانہ ڈیوڑھیات شاہی اور تین والا باجہ ہائے انگریزی، اور وہ آواز دلچسپ روشن چوکیوں کی، کہ سب مردم افواج خاص اردلی عالم سکوت تھے ۔اُس وقت در و دیوار سے

ہمیشہ دلبری سو جان مبارک باشد
علی تیرے پشت و پناہ شاہ مردان باشد[۳۸]

صدائے دردناک پیدا تھی اور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی اور لاٹ صاحب بہادر دونوں شاہان آگے آگے اور جمیع شہزادگان و امیران و رفیقان باقی کئی صاحبان لوگ ادب با دب آہستہ آہستہ، پیچھے سلیمان جاہ کے، خیمہ ہائے والا شان کے صحن تک ہمراہ آئے کہ لاٹ صاحب بہادر کو حضرت نے مع تحفہ و تحائف اور حقوق تواضع و مدارات سے خوشی بخرمی، حسب دل خواہ رخصت فرمایا۔ کہ اس وقت جناب لاٹ صاحب بہادر نہایت خوشی، مسکراتے ہوئے سوار ہوئے اور بڑے صاحب و چھوٹے صاحب اور لاٹ صاحب کی صاحب زادی، اور نائب لاٹ بہادر کی کہ مجموعہ حسن و سیرت تھی، اور انگریز بہادر او ر صاحب لوگ اور کئی میم صاحبان مثل ماہ شب چہاردہم کہ بخوبی حسن و سیرت و صورت ان کی، کے [کو] بیان کرنا غیر ممکن تھا۔ خوشبویات عطر سے آلودہ اور ہار گوٹہ نقرئی و طلائی سے سب پھول رہے تھے۔ جس وقت سوار ہوئے ایک بار برابر باجہ ہائے انگریزی اور ہندوستانی پٹالن اور رسالہ وغیرہ میں سلامیاں بجنا شروع ہوگیا۔ غل و شور سے بات نہیں سنائی دیتی تھی اور اس وقت برآمد ہونے باہر کے سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی۔ گویا تختہ زمین اُلٹا جاتا تھا اور زبان خلقت عام کھولے ہوئے تھی کہ کیا خوب صاحب سیرت و صورت اہل ریاست اور بامغز یہ لاٹ بہادر ہیں کہ زبان کو یارائے تقریر اور قلم طاقت تحریر ندارد کہ جواب سے خاوند کی تعریف کر سکے۔ کہ بایں مرتبہ شاہی اور تہور دست گاہی، کیا سادا حال رکھتے ہیں۔ کیونکر ان لوگوں کو معبود قضا وقدر ملک گیری اور تاج بخشی نہ فرمائے۔ آفرین ہزار آفرین سب انگریز لوگوں پر کہ جس کو نوکر رکھتے ہیں، تمام زیست اس کے حال پر غریب پروری اور رعایا پروری کرکے نان و پارچہ کے خبر گیران رہتے ہیں۔ اگر ہاتھ پاؤں اس نوکر کا ٹوٹ جائے تو گھر بیٹھے آب و خورش اس کو پہنچا دیں اور اگر ضعیف ہو جائے تو تمام عمر کو انگش دیتے ہیں۔ چنانچہ بایں حال لکھ ہا ضعیف، لکھ ہا رانڈ، گھر بیٹھی تنخواہ لیتی ہیں اور کسی طرح سپاہ کے تکلیف دہندہ اور رعایا کے غارت کنندہ نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکر سبحانہ تعالےٰ ان کو تاج بخش نہ فرمائے، اور جس وقت جس ملک کو لینا چاہا، بہ آسانی ہاتھ آجاتا ہے۔ جو امر ہے وہ اسی طرح پر مشکل سے آسان ہوجاتا ہے نیت کمپنی بہادر سے۔

چنانچہ جس قدر کہ جلوس شاہی تھا اس میدان وسیع ناپوگنگاجی میں خیمہ ہائے والا جاہ سے تا بہ شہر کانپور ہمراہ جناب لاٹ صاحب بہادر کے وہ سب مجمع واسطے سلامیوں اور استقبال کے حاضر تھا۔ کیا خوش وقت اور کیا خوش سامان، خوش فصل و خوش ایام تھا کہ وہ نیرنگ جہان و گلستانِ جناں خواب و خیال میں بھی انسان کو نصیب نہیں

ہوتا ۔ بقولیکہ موقع پر ایک باب کافی ہر مقام پر ۔ ملک ہندوستان میں یہ تماشائے دلچسپ عجیب نظروں میں گذرا اور سواران جمیع رسالہ مذکورین خاص اردلی سلطان عالم بہادر ہمراہ رکاب لاٹ صاحب بہادر بطور سواری شاہانہ جائیں گے؛ قرینہ مغربی سے تا بہ حدود خیمہ خاص لاٹ صاحب بہادر روانہ تھے ۔ وہ روز بھی از حد سیر و تماشا کا تھا ۔ داخل ہوتے خیمہ ہائے عالی شان لاٹ بہادر، حسب دستور قدیمانہ، واسطے انعام لینے کے، چوبدار اور دربان بادشاہی ۔ چنانچہ دستور بارگاہ سلطانی یہ ہے کہ جس پر پرورشِ سلطانی عطا ہوتی ہے، بعد خلعت فاخرہ کے یہ سب لوگ جاتے ہیں اور سلامتی مناتے ہیں چنانچہ بعوض ان مردہی لوگ یعنی افسر چوبداران سلطانی، کہ عزت اور حرمت ان کی سرکار شاہی میں از حد، جو کہ برابر شاہ کے قربت رکھتے ہیں اور بادشاہ ان کو سرفراز کرے تو مردہی لوگ سلامت اور مبارک کو مناتے ہیں ۔ کیا باعث کہ عزت مردہوں کی سرکار میں بہت ۔ وہ مردہی جن کی سواریاں ہاتھی گھوڑے، پنس، اور اردلی میں ان کے خاص برداران و برچھی برداران دوڑتے ہوں؛ وہ لوگ بعد داخل ہونے لاٹ بہادر کے، واسطے دینے مبارک باد کے، روانہ ہونے لگے ۔ کوئی کوئی مردہی یعنی میاں شہریار اور میاں افضل مردہا اور میاں نجف علی مردہا وغیرہ مع اپنے جلوس سواری کے، اور چند در چند مردہی کہ نام اس وقت سہو ہیں، یہ سب لوگ پوشاک دربار سلطانی، دوشالہ و رومال و شملہ وغیرہ بیش قیمت آراستہ گھوڑوں، زیور فاخرہ پر سوار، اردلی لوگ ہمراہ لیے بہ دربار شاہی لاٹ صاحب ڈیوڑھی خیمہ ہائے والا پر دست بستہ حاضر و مستعد سلامتی اور مبارک بادی دیتے ہوئے، دستور یہ ہے کہ حق اپنا مانگتے ہیں لیکن یہ لوگ مردہی شاہی لاٹ صاحب سے نہیں کچھ طلب کرتے، فقط مبارک بادی کو جاتے ہیں ۔ اور اگر کچھ انعام مرحمت کریں تو مضائقہ نہیں ۔ عذر نہیں کر سکتے ۔ لیکن جس وقت یہ سب لوگ ڈیوڑھی لاٹ صاحب سے پھرے، خوش و خرم چلے آتے تھے ۔ وہ روز ایسے عیش و نشاط میں لوگوں کا بسر ہوا کہ خریدنے اسباب اور دیکھنے سیر و تماشا بینی کے، ہزارہا شخص، غول کے غول، لشکر کے کانپور کو، اور کانپور کے لشکر کو، وارد ہی ہو رہے ۔ اور کوچہ و راہ چشمۂ بہشت بنا ہوا ۔

شہر کانپور کی خوبی:

اور شہر کانپور بے شک عجب شہر مصفا و زینت مکانات و آئین صفائی سڑکوں اور خوش وضعی اخلاق صاحب لوگوں اور جمیع چیز، اسباب انگریزی اور ہندوستانی ملتی ہیں ۔ بلدہ کانپور ہے اور کیا کیا شے لائق سیر کے دلچسپ ۔ بنگلے لب دریائے گنگ تعمیر چلے گئے ہیں کہ جتنے لوگ باشندہ دار السلطنت لکھنؤ تھے وہ سب ثنا و صفت

آئین وصفائی مکاناتِ کانپور میں زبان کو کھولے تھے۔سبحان اللہ نیت صاحبان لوگوں کی اور ثابت قدمی وثابت کلامی اور ہرانواع غریب پروری اور رعایا ترسی ان کی کہ ہرطرح خداوند خوش اور پیغمبر خوش اور فوج خوش اور ملک آباد اور رہنے والے غیر ملکوں کے راضی اور ہزار ہا محتاج بیماروں کو اسپتال مقرر اور بے شمار لڑکوں کو صورت نان شبی کی، کہ تحصیل علم وعمل بھی کریں اور کھانا کھاویں۔تنخواہ لیں یا سترا ئٹی، صد ہا مدرسے، اسکول گھر مقرر ہے اور جو شخص نوکر ہو، اور وہ مر جائے کام سرکار پر، باغیر [بغیر] کام اس کے عزیز ووارث کو تلاش کروا کے کھانے کو دیتے ہیں اور اگر اس شخص کے کوئی اقربا نہ ہوں تو اس کی جورو کو تلاش کر کے بہ خاطر داری خاوندانہ، گھر بیٹھے تنخواہ ٹکٹ پہنچاتے ہیں۔جزاکم اللہ خیرا [۳۹] ۔ اللہ تعالیٰ ستارہ اقبال ان کے کا، مدام لایزال رکھے! آمین برب العباد۔

واجد علی شاہ کی لکھنؤ واپسی:

وآخرش بتاریخ سویم شہر ذلحجہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق بارھویں نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، آٹھ بجے دن کو قبلہ عالم وعالمیان حضرت ظل سبحانی، خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہم تشریف سمت بیت السلطنت لکھنؤ کے ہوئے۔ وہ دن بھی عجب وقت، عجب کیفیت سیر دنیوی دکھلاتا تھا کہ بروقت تشریف لانے کانپور کے، جو مقام خیمہ وقنات، ڈیرہ ہائے خاقانی ایستادہ تھے، وہاں ہر مقام، جا بجا توپیں بھی، واسطے سلامی جہاں پناہ کے، طیار تھیں۔سو وہ سب جلوس اپنی اپنی جا مقدم، حاضر رہا اور احکام معلی یہ تھا کہ جب تک لاٹ صاحب بہادر داخل بیت السلطنت لکھنؤ نہ ہوویں، اس وقت تک یوں ہی سب ڈیرۂ شاہی اپنے اپنے مقام پر مرتب رہیں۔چنانچہ کانپور سے ایک گاردترک سواران رسالہ ہمراہی جان نثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر فقط، ہمراہ رکاب معلی اور متفرقات سوار ہندوستانی اور چند رفیقان شاہی جا بجا بطور ڈاک سے آگے جانے کو مقرر۔لیکن تجویز ساتھ ہی چلنے بادشاہ کے ٹھہری۔یہاں خیمہ اول سے بگھی پر سوار ہوئے اور جس قدر کہ رسالہ خاص اردلی سلطانی اور چند رسالے انگریزی ہندوستانی سواروں کے اور جملہ افواج سوار و پیادہ وغیرہ؛ کسی کو حکم ہمراہ رکاب اعلیٰ نہ تھا۔وہ سب آہستہ آہستہ بہ منزل بہ منزل، تین روز حکم داخل ہونے کا تھا اور بادشاہ سلیمان جاہ جس وقت سواری بگھی سوار ہوئے، ایک بار سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی اور سلامیاں توپوں اور باجہ ہائے رسالوں و پلٹنوں کی ہونے لگیں تو سوائے شور وغل کے، غلغلہ دوسرا نہ تھا۔اسی طرح مقام بہ مقام سلامیاں توپوں کی ہوتی چلی جاتی تھیں کہ بجز دوبارہ

بر دو بجے، حضرت سلطان عالم بہادر، داخل کوٹھی خاص لکھنؤ میں ہوئے۔ چھٹے گھنٹے میں رونق افروز بیت السلطنت ہوئے۔

اور یہاں کا حال یہ ہے کہ سب افواج قاہرہ سڑک پختہ پر، برابر گھاٹ دریاے گنگ سے، شہر مذکورہ تک ایک مجمع عظیم تھا، کہ جملہ جلوس اور رسالے توپ خانے، پلٹنیں انگریزی، ہندوستانی، سڑک مذکورہ پر چلی جاتی تھیں کہ سڑک پر راستہ قدم زدن نہ تھا۔ انبوہ خلائق، ملازم وتماش بین وغیرہ سے راہ چلنا دشوار تھا کہ ہزار ہا بہل، ہزار ہا چھکڑہ، ہزار ہا رتھیں اور بے شمار ہاتھی مغرق، جھولوں زرتا رسے اور ہزار ہا گھوڑے رسالوں کے اور امیروں کے اور ہزار ہا شتران، علاوہ رسالہ زنبو چیوں [زنبور چی؟] سے، اسی قدر رنگین فوج سلطانی اپنے اپنے فرق میں جمی چلی جاتی تھی۔ یہ عاصی کہاں تک تحریر وتقریر کرے۔

بستی اناؤن کا حال:

چنانچہ اول مقام افواج ہمراہی جانثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر اناؤن میں مقام پذیر ہوئے۔ بستی اناؤ ام عجب عمارت رکھتی تھی کہ ایک بلندی پر یہ عمارت خام تعمیر ہے اور جملہ راہی وہاں کے بھی بے قرینہ، شہر بدقطع، اور بازار بھی حسب زمانہ قصباتی تھے لیکن قطع سے خالی۔ اور سرائے تین؛ ایک تو بڑی تھی اور دو چھوٹی۔ گزارہ مسافران کا ممکن تھا، قا اس روز سب سرائیں اور گاؤں میں نہایت کثرت آدم تھی اور دکان [دوکان] داروں کا اسباب بھی خوب فروخت ہوا۔ وہاں سے ایک پہر رات باقی رہے، بتاریخ چہارم شہر ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سیزدہم ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، کہ مع جمیع افواج کوچ کیا تو راستہ مصفا وبرابر تھا۔ قدم بہ قدم آہستہ آہستہ گھوڑوں پر تو پچی نئی سرائے میں داخل ہوئے اور اس کو لوگ کٹرا کہتے ہیں بطور گنج کے ہے[۴۰] اور وہاں ہر چیز مہیا، دکاندار فروخت کر رہے تھے۔ مٹھائی بھی نہایت خوش رنگ اور ہمہ جنس وترکاری وغیرہ سب موجود۔ تاہم رونق معلوم ہوتی تھی۔ یہ عاجز بھی ایک کنارہ گنج کے دروازہ، چار پانچ درخت سایہ دار تجویز کر کے مقام پذیر ہوا۔ اور دستور مرا قدیم ہے کہ سب افواج قاہرہ سے درخت تر، سایہ دار اور جاگہ وسیع سبزہ دریا یا جھیل تالاب وغیرہ تجویز کر کے مقام کرتا ہوں۔ کیا باعث کہ اوقات بندہ کے، ہمیشہ سیاحی جہاں ملکوں، شہروں، ولایت لندن اور صدہا ملک، جابجا، ہمراہ دوستوں ورفیقوں کے، بسر ہوئے۔ سوائے سبزہ اور پانی وہوائے دلچسپ کے، طبع ناقص کو سیری نہیں، بقولیکہ

ابر سیاہ، سرد ہوا، سبزہ، آب جو
جب چار وں یہ باہم [بہم] ہوں، تو دیوے مزا شراب
بے یار کچھ مزا نہیں دیتی ذرا شراب

اور اس زیست بے تعداد میں جو دم گذرے؛ ساتھ خوشی اور راحت کے بسر کرے۔ اس دم کا کچھ بھروسہ نہیں ۔آیا تو بہتر نہ آیا تو بس ۔ جب تک کہ یہ چڑیاں قفس میں مہمان ہیں، اس کی خاطر داری اور خوش خرم رکھنا ہر طرح مناسب اور لازم ہے ۔ اور رب العالمین جو کچھ اپنے بندہ کو دنیا میں مرحمت کرے، چاہیے کہ اس کو کھاوے اور بے عیش ونشاط بسر کرے ۔ اور سن کہ سبحانہ تعالیٰ بہت کچھ دیتا ہے اور تم زبردستی اس کی امانت داری پر کمربستہ، بیمار گدھے کی طرح تفکر میں چپ بیٹھے ہو ۔ نہ کھاتے ہو نہ کھانے دیتے ہو ۔ اور شب و روز اس کی تدبیر اور تجویز میں شکل کو بدشکل اور جسم کو لاغر کر رہے ہو ۔ اور تم جانتے ہو کہ جب انسان خاک میں مل گیا نہ پھر یہ جسم ہوگا اور نہ یہ پیدا ہوگا ۔ اور نہ کوئی عزیز اقربا ساتھ دے گا ۔ اور اپنے ساتھ زبردستی دنیا سے بخیل بن کر چلے گئے ۔ جن لوگوں نے وہ دولت تمہاری پائی وہ خوب عیش و راحت سے چین کر رہے ہیں اور تم دوزخ کے کندے بنے ۔ اپنے ہاتھ سے نہ خدا اور رسول کی راہ پر کسی محتاج اندھے لولے اپاہج کو دیا، نہ آپ کچھ کھایا نہ پیا، نہ تن کو آرام سے رکھا ۔ وہ دولت جس کی تھی، اس نے قبضہ کیا اور تم جوڑ جوڑ کرتا بہ عمر ہلاک ہو گئے ۔ اور شخص صاحب سخی اور شجاع ہے؛ ان کا سر بلند اور ایمان روشن اور خدا و رسول خوش ان سے ۔ بقول حضرت سعدی، بیت:

سخیان ز اموال بر میخورند
بخیلان غم سیم و زر میخورند[41]

چنانچہ اس روز موافق احکام حضرت کے، جاں نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر نے حکم اپنی ہمراہی افواج کو پہنچایا؛ آج کے روز بیت السلطنت لکھنؤ میں مقام ہوگا ۔ آج کی منزل دراز ہے ۔ زیادہ شب باقی رہے، کوچ کرنا چاہیے ۔ اور کپتان صاحب بہادر موصوف ہمیشہ پانچ چھے کوس کا کوچ و مقام کیا کرتے ہیں تاکہ گھوڑوں اور بیلوں اور مردم فوج کو آرام حاصل ہو اور کوئی باعث تکلیف کا نہ ہو ۔ سپاہ پروری[42] اور غریب تر سی حقوق منصفی میں کپتان صاحب بہادر یکتا ہیں ۔ عرصہ بیس برس، بلکہ زیادہ گزرا کہ رسالہ و توپ خانہ و پلٹن بادشاہ والا کا بانجام ان کے ہیں، کسی شخص کو تکلیف و رنج دہندہ نہیں ۔ موافق دستور ملک اودھ کے فوج کو بے چینی روانہ رکھی ۔ ہر طرح سپاہ پرور تحریر و تقریر سے افزوں ۔ چنانچہ اس روز دوپہر دو گھنٹے بجے رات کو شور کوچ کا ہوا اور

چھکڑے اسباب کے بھی پیچھے تھے، کہ کوچ سمت لکھنؤ ہوگیا۔ بتاریخ پنجم شہر ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز یکشنبہ مطابق چودھویں ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی کو کوچ تقرر پایا کہ اس روز بھی تمام رات اور دن راستہ سڑک کا انبوہ مردمان افواج اور جانوران، چھکڑوں اور رتھوں، ہاتھی گھوڑوں وغیرہ سے معمور تھا کہ وقت بجنے ورد‍ی صباح کے، ہم لوگ اندرون فتح گنج، کہ تعریف اس کی بالائے کتاب تحریر ہے، وہاں وارد ہوئے وہاں چند ساعت حقہ اور پانی سے آرام پا کر پھر سوار ہوئے کہ ایک گنج جناب معظمہ مکرمہ بادشاہ اور بیگم صاحبہ، محل غازی الدین حیدر بادشاہ، جنت آرام گاہ کا تھا۔ انھوں نے تعمیر فرمایا ہے۔ سب عمارت پختہ، نو بنو، دو رنگ، ہزارہا دریچہ، سب میں جوڑے کواڑوں کے، اور صحن وسیع از حد و شہر پناہ، دو رنگ اور دروازے سب بہت بڑے بڑے دونوں سمت، کہ آسمان سے ہمسری کرتے تھے۔ سب مکانات، عمارت کڑوں کی اور بیچ میں اس کے چبوترہ کوتوالی، وہ بھی مثل کوٹھی بلند کے، کمرے اور برآمدے اور تہ خانے اس میں کہ اب سپاہی اس میں رہتے تھے۔ اور ایک سرائے پختہ نہایت خوش قطع اور میدان وسیع کہ وہ بھی بھراؤ کڑے کی تعمیر دراس کے، اور ایک ایک فی دروں کی کوٹھری کواڑوں سے آراستہ۔ سب عمارت اس کی پختہ کڑے کی اور بیچ میں اس کے ایک مسجد تھی۔ اندارے بہت بڑے اور نیچے اس کے تہہ خانہ، وہ بھی مکانات سے تیار چہار طرف مسافروں کے اترنے کو۔ اگر کوئی افواج فاخر وہاں وارد ہوئیں تو یقین ہے کہ بآرام تمام۔ اور جاگہ وسیع، چار پانچ پٹالن اور چار پانچ توپ خانے، مع جملہ عملہ وغیرہ ان کا، وہاں فروکش رہے۔ بلکہ ایک رسالہ شتر سواران، زنبورچی، بھمیت دروازہ کلاں اُترا تھا۔

یہ مجمع قریب ہزار آدمی کے، مع شتران ہوگا لیکن معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کس طرف ہیں۔ گویا ایک آدمی، اسم ندارد۔ اسی گنج کو دیکھ کر نہایت رنج واقع ہوتا ہے کہ افسوس صد افسوس یہ گنج ایسا، عمارت پختہ اور نو بہ نو تیار کہ وہاں لکھنؤ میں نہیں دیکھا، سو وہ اس طرح ویران و برباد پڑا ہوا ہے اور آباد نہیں کرتے ہیں۔ اگر اس کی آباد ی کی جائے تو نہایت گنجائش سرکار والا کو اور نامور ی ہوئے اور کرایہ کا محصول بے شمار روپیہ آوے واز حد خیر خواہی اہالیان سرکار رفیض آثار واقع ہے [ہو] لیکن کوئی کارندہ اس سرکار کا بجز نفس پروری اپنی کے، نیک نامی پر کمر بستہ نہیں۔ وہ گنج اہل عمارت، اس قدر ویران پڑا ہے اور بادشاہ سلامت بھی اس طرف تشریف نہ لائے۔ دونوں مرتبہ، آتے جاتے، راہ موتی باغ کی، کانپور کو تشریف فرما ہوئے اور آئے بھی اُسی سڑک سے۔ انہیں تو ضرور ممکن تھا کہ اگر ملاحظہ فرماتے تو صورت آبادی کی اس کی ہوتی اور اہالیان سرکار کو احکام صادر ہوتا اور بلکہ یقین ہے مجھ کو

کہ یہ بادشاہ سلامت صاحب شوق او راہل طبع ہیں جو کسی اتفاق تشریف فرمااس گنج میں ہو سکے، تو ضرور آبادی، مرمت وغیرہ اس کی ہوئے گی۔ بلکہ جناب جرنیل صاحب بہادر، بھائی بادشاہ کے، بگھی پر سوار، فقط دو سوار ہمراہ رکاب ان کے، بسبیل ڈاک تشریف لائے۔ وہ وقت نماز کا تھا۔ واسطے پڑھنے نماز کے، اس مسجد سرائے میں اُترے اور رستم خان گولہ انداز وہاں حاضر تھا۔ اس نے پانی طلب کیا۔ اس نے مجرد پانی حاضر کیا۔ تب جرنیل صاحب بہادر نے وضو کر کے نماز پڑھی اور اس سرائے گنج کی عمارت عالی شان کو بغور ملاحظہ فرماتے رہے اور بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ گنج اس قدر ویران ہونے کے لائق ہے اور ہر سمت اس کی ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور بعد ازاں با افسوس بسیار، سوار ہوئے۔

حال شہر لکھنؤ کا:

اور ہم لوگ جملہ افواج شاہی آگے پیچھے، وقت چار پانچ گھڑی دن چڑھے، داخل بیت السلطنت ہوئے۔ رسالہ اور پلٹن ہمراہی کپتان میکنس بہادر، چوپڑ کے اصطبل کہ وہ لین بھی لائق تحریر و تقریر ہے کہ شہر لکھنؤ فی الحال ولایت ہندوستان میں تا ہم خوش قطع اور خوش وضع اور با عمارت بہتر ہے، اس طرح کی لین نہیں ہے۔ بے شک یہ لین شاہ اودھ کی سرکار میں بہتر تعمیر ہے۔ وہاں پر دونوں فرقے فروکش ہوئے اور یہ عاصی مع توپ خانہ آٹھ ضرب توپ، متصل سلطان گنج، برابر لین مذکورہ کے، راجا کا باغ مشہور ہے؛ مع گولہ اندازان، خلاصیان اور چھکڑے بیل گھوڑے اور عملہ وغیرہ، وہاں پر مقام پذیر ہوا۔ بعد داخل ہونے شہر لکھنؤ کے، خیال کیا میں نے کہ یہاں بھی طیاری آمد لاٹ صاحب بہادر کی، بے شمار و لا انتشار ہو رہی تھی کہ سب راستے و سڑکیں، سب کوٹھیاں بادشاہی اور سب رمنے و باغات اور پائیں باغ شاہی اور جملہ بجرہ ولایتی اور نقرئی و طلائی اور بگھیاں رنگ برنگ ڈیوڑھیات، نقار خانہ ہائے والا شان پر داروغہ او راہل کار و معماران کا رولایتی، اپنے اپنے عہدہ پر حکمرانی کر رہے تھے کہ سبھوں پر تیاری سلطانی ہو رہی تھی کہ جدھر دیکھو ادھر سرخا سرخ اور رنگ برنگ رنگ آمیزی مکانوں بادشاہی کی ہوتی اور دکانیں چوک و حسین آباد، و رومی دروازہ، فرنگی محل، اکبری دروازہ، بیرکوں موتی باغ تا بہ دل کشا، سب سڑکیں طرف طرف کی، سرخی کوٹی جاتی تھی اور داروغہ ہائے فیل خانوں میں تاکید شدید صادر تھی کہ واسطے لڑائی دیکھنے لاٹ صاحب بہادر کے ہاتھیوں کو جلدی درست و آراستہ کریں اور گینڈے خانوں میں بھی داروغہ لوگوں پر بھی احکام تھا کہ لڑائی گینڈوں کی دیکھنے جائیں گے، سب جلد آراستہ کریں۔ اور جتنا جلوس فوجوں

کا چاہیے، سب افسران پر حکم نازل تھا کہ وردیوں سے درست و تیار اور داروغہ ہائے اصطبل سلطانی بھی، مرمت گھوڑوں اسپان خاصوں سواری بادشاہ پر تقید بہت؛ کہ شب و روز حاضر رہیں اور مجمع جلوس جھاڑ و مردنگی، کنول و فانوس و دیوار گیری وغیرہ کوٹھیوں عالی شان میں آراستہ اس کے علاوہ زیادہ تر اور درستی کی جائے اور داروغہ ہائے باغات وغیرہ یعنی بادشاہ باغ، سلمان پسند باغ، سلطان پسند باغ، امام باغ، حیدر باغ، موتی محل والا پائیں باغ، بارہ والا پائیں باغ، بارہ دری والا پائیں باغ، خورشید منزل باغ، حسن باغ، اناسی باغ، شیر دروازہ والا بیگم باغ، محمد باغ، الماس باغ، وزیر باغ، موسیٰ باغ، اسلام باری کا باغ، دوارکا داس کا باغ، چار باغ، عیش باغ، ان سب باغبانوں پر احکام شاہی صادر کہ سب کوٹھیوں سلطانی میں ڈالیاں میووں اور پھولوں اور ہار گجرے پھولوں رنگ برنگ کے، ہر روز سجائے جاویں۔ اور کوٹھیوں شاہی میں چمن بندی، جیسا کہ چاہیے وہ سب آراستہ کی جائیں، اور توپ خانوں انگریزی میں و ہندوستانی میں تیاری بارود و مصالح، جھیر [؟] وغیرہ کی ایک طرف ہو رہی تھی اور وقت تشریف فرما ہونے بادشاہ سلامت کے، سمت اُسی روز سے بنام داروغہ ہائے جمیع فرقوں؛ مثل فیل خانوں اور گینڈے خانوں اور چڑیا خانے وغیرہ میں احکام صادر تھے کہ جو ہاتھی گاڑھی مست، لائق لڑائی کے ہیں ان کو مصالح اور راتب اور چارہ بچالی دے کر آراستہ کریں۔ چنانچہ چند ہاتھی فیل خانہ چاند گنج، اور کئی ہاتھی فیل خانہ خیامو [؟] اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ رمنہ [رمنا] قدیم اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ موسیٰ باغ، اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ ہمراہی مرزا لعل محمد، بچیلہ فوجدار قدیم شاہی، اور باقی دیگر متفرقات ہاتھی؛ جابجا سب فیل خانوں میں تدارک اور سرانجام لڑائی ہاتھیوں کا پیشتر سے تھا اور شیر اور گینڈے اور چیتے اور ارنے کلاں کلاں اور ببرے [کذا] چرخ و گدھے اور سیاہ گوش وغیرہ سب کی، داروغہ تحویل داروں پر تاکید شدید۔ چنانچہ اسی طور پر اور متفرقات فرقوں میں شب و روز تدراک و بندوبست اسی بات کا تھا کہ لڑائی جملہ جانوروں کی، جناب لاٹ صاحب بہادر وقت حاضری نوش فرمانے کے، خاص کوٹھی سلطانی شاہ منزل اور مبارک منزل میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور اندر مکانات جنت الماوا یعنی کوٹھیوں شاہی میں عجیب سیر و تماشائے قدرت الٰہی واقع تھا، کہ رنگ رنگ کی نہریں، سنگ مرمر سنگ [کذا]، سنگ عیسٰی، سنگ موسیٰ، سنگ سرخ کی، ہر ایک مکانات کے صحنوں میں جاری اور کیا خوب خوش قطع روشیں، چمن بندی آرائش گلستاں، کہ جتنی کوٹھیاں، اس قدر باغ ہائے میوہ ہائے گوناگوں سے سر تا سر خ، کہ دیکھنے والے کو دریافت ہو کہ دنیا میں صد ہا بہشت تعمیر ہیں۔ چنانچہ وہ کوٹھیاں یعنی اندراسن کو

ٹھی ،قصر الملک کوٹھی ،فرح بخش کوٹھی ، جہاں نما کوٹھی ،موتی باغ کوٹھی ، دلکشا کوٹھی، نور بخش کوٹھی ،ظہور بخش کوٹھی ، دلا آرام کوٹھی، فردوس منزل کوٹھی،فرح بخش کوٹھی ، بیباپور کوٹھی ،جھو ی[؟] کوٹھی ،پشت [؟] کوٹھی ،گلستانِ ارم کوٹھی ، درسن بلاس[؟] کوٹھی، مبارک منزل کوٹھی ،شاہ منزل کوٹھی ، چکروالی کوٹھی ، دیدار بخش کوٹھی، حیات بخش کوٹھی،ستارہ والی کوٹھی ،چاند گنج اور چند در چند کوٹھیاں چھوٹی بڑی، کہ کہاں تک ان کو تحریر کروں،قلم رکتا ہے ۔اور سبھوں میں اس قدر جلوس مرقوم الصدر رنگ رنگ کے حوض منجملہ ان مچھلیاں سرخ وسفید وسیاہ، آبی ،زرد۔بجرے کے تیرنے والوں کے دل شیشہ گلستان ارم لے جاتے اور ہوش وحواس عقل کے اور بی[بھی؟] سبحان اللہ! جن مکانات عالی شان کا شمار نہیں ۔اور ایک ایک کوٹھی میں دس دس باغبان اور پانچ پانچ مکان داران اور دو دو خاکروب اور ایک ایک داروغہ۔چنانچہ سب خوش خرم ۔ اور اسی طور پر بیت السلطنت لکھنؤ میں مع چوک و بازاریں ،اور کسبیاں حسن سرت سے معمور،اپنے اپنے برآمدوں پر آراستہ،اور دکاندار جوہری بچے اور سوداگر بچے اور جمیع کارکندہ،اسباب فروشندہ ،اپنے اپنے جلوس میں دکانوں پر جلسہ دے رہے۔اور جناب لاٹ صاحب بہادر پانچ پانچ کوس اب کانپور رہے؛ جس دن قبلہ عالم بہادر رونق افروز لکھنؤ کے ہوئے تھے،اس کے دوسرے روز سے کوچ کیے ہوئے ،رواروی تشریف لاتے ہیں۔[۴۳] جس روز کہ قریب شہر کے منزل ہوئے گی، اس دن جہاں پناہ سلامت ،نا کہا کہ[کذا] عالم نگر تک واسطے استقبال جناب لاٹ صاحب بہادر کے،پھر مع جلوس تشریف فرما ہوئیں گے ۔اور اس دن کوٹھی شاہ منزل میں اور مبارک منزل میں حاضری بھی نوش فرمائیں گے ۔اور لڑائی جانوروں مذکورہ کی ہوگی ۔اس روز بھی ایک مجمع عظیم، باشندگان سنگل دیپ اور افواج قاہرہ سلطانی کا نظروں میں گزرے گا ۔وہ روز بھی قابل دید کے ہے۔

چنانچہ امروز بتاریخ آٹھویں شھر ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہار شنبہ مطابق ہفدہم ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، جتنا جلوس پلٹن ہائے انگریزی اور ہندوستانی اور سواریان وجانوران اور اسباب متفرقات، قسم قسم جواہرات کی تیاری، سلطانی خاص صبح سے، کوٹھی خاص شاہ منزل اور مبارک منزل کے صحن اور میدان، رمنا،قریب تک کوس کے، آراستہ اور مرتب کیا گیا اور جمیع توپ خانوں میں تیاری سلامیوں کی درپیش ،اور جملہ مردم افواج قاہرہ مع جلوس مرتب، ایستادہ ہیں اور نوبت خانوں میں وقت صباح کے نقارچی لوگ بھیرویں بجا رہے اور روشن چوکی والے، اور بین والے،باجہ انگریزی کے وقت لوگ[؟] راگ کا گاتھے ہوئے ہیں کہ وہ سب بے شمار مردمان فوج ، اردلی شاہی کے، عالم سکوت میں سرنگوں اور سب مخلوقات ملازم سلطانی اور تماش بین بانبوہ کثیر،

امیدوار برآمد ہونے قبلہ عالم بہادر کے منتظر، چشم براہ ہیں جیسا کہ گوش برآسمان روزہ دار، براللہ اکبر است ۔وہ وقتِ شبانہ خیال سے نہیں اترتا ۔بقولیکہ

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمین است

اور تمام شہر لکھنؤ میں جس جس راہ شاہ والا جاہ، برائے استقبال جناب لاٹ صاحب بہادر تشریف فرما ہوئیں گے، سب خلقت مذکورین اپنے اپنے دروازوں پر پوشاکوں اور آراستگی مکانوں سے اور جمیع طوائفان پوشاکوں زرنگار سے، اپنے اپنے برآمدوں پر مع طبلہ و سارنگ آراستہ ۔اور سب دوکانیں استرکاری اور رنگ آمیزی سے درست ۔اور دکاندار فروخت میں مصروف اور کوٹھیوں سلطانی سے تا کہ عالم نگر تک، ایک انبوہ مجمع عظیم تھا ۔اور یہاں توپ خانوں سے در دولت ایک خلاصی لوگ، جھنڈے بدست لیے، آنکھ جمائے ،اور داروغہ لوگ توپ خانوں کے، اندر کوٹھی مبارک کے دست بستہ ایستادہ، جوں ہی کہ بادشاہ سلامت رونق افروز ہوئے ۔ایک بار جھنڈی ہل جائے اور ایک ساتھ مہتاب توپ خانوں میں پڑ جائے ۔عجب وقت اور کیا خوب سماں و رونق ہے کہ جس کا شمار ندارد ۔ کہ یکبار صاحب اور ایک صاحب دیگر، دونوں واسطے سوار کروانے جناب بادشاہ کے، واسطے لانے لاٹ صاحب بہادر کے، تا کہ مذکورہ تک حاضر ہوئے کہ وقت پہنچے دونوں صاحبان کے، اور آمد حضرت قبلہ عالم سلامت کی ہونے لگی ۔ کہ سب مردم افواج اردلی خاص بزودی تمام، دریچہ بہ دریچہ، قرینہ بہ قرینہ، دست بستہ، دریس و برابر ہو گئے ۔انگریزی رسالے ترک سواران، اول رسالہ ہمراہی حاجی شریف، بعدۂ رسالہ ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، بعدۂ رسالہ شیدیان ہمراہی علی بخش خان رسالدار، بعدۂ دوسرا شیدیان ہمراہی فیروز الدولہ بہادر اور رسالہ زرہ پوشان اور رسالہ لعل خان اور رسالہ میڈو خان اور رسالہ شتر سواران خاص اردلی اور رسالہ شتر سوران زنبور رکھی اور رسالہ چند در چند ہندوستانی وغیرہ اور ہزار ہا شخص مع سواریان و فینس و ہاتھی و تام جھام، کئی امیران و رفیقان و شہزادگان اپنی اپنی پوشاکوں فاخرہ سے درست و چست، در دولت شاہی پر حاضر و مستعد تھے کہ اندر کوٹھی خاص کے، سلامی باجہ والوں بین کی ہوئی ۔بعد اس کے کاردہ تلنگان، خاص پلٹن جو کہ اندر مقرر رہتا ہے ،اس کی سلامی ہوئی کہ ایک ساتھ نوبت خانوں میں سب ڈیوڑھیات پر نوبت خوش وقتی کی بجنے لگی۔

ہمیشہ لہری سو جان مبارک باشد

علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

کہ سواری خاص دردولت معظّمہ پر نمود ہوئی کہ ایک بار سب رسالوں اور پلٹنوں میں سلامیاں بجنے لگیں[۴۴] کہ اس وقت کان گھابڑی تھے۔جس وقت کہ جہاں پناہ سلامت رونق افزا سواری کے ہوئے، وقت سوار ہونے حضرت کے، سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئے۔معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا سیاہ ہر طرف چھا رہی تھی۔ اس طرف توپوں کا دھواں غلبہ کیے تھا اور آواز توپوں کی مثل بادل ساون بھادوں کے، چہار طرف گرج رہی تھی اور رنجک توپوں کی مانند بجلی کے چمکتیں۔سب کارخانہ اس وقت کا، رشک فرما کارخانۂ ادرنگ [ارژنگ] تھا۔ ہر طرف نورانی تھا۔وہ نور کا تڑکا، وہ وادھر صبح کا عالم اور گہنامہ وانجم کی بجلی کا وہ کم کم۔اس وقت چہرہ مبارک شاہ اودھ کا نور شاہی سے معمور اور چمک مالاے مروارید اور تاج زریں بجواہرات نایاب کی کبھی کبھی، اور وہ ولایتی شمشیر کمر اقدس میں کیا زینت دے رہی تھی۔تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا، اے بادشاہ، لا فتی الّا علی، لا سیف الّا ذوالفقار۔[۴۵]

وہ سواری شاہ والا کی، کہ جمیع ہاتھی زیور نقرئی و طلائی، جھول و اسباب سے مغرق، اور گھوڑے بھی مغرق بزیور گنگا جمنی اور وہ بگھیاں کہ بناوٹ جن کی کہ سوائے عقل و دانائی سے باریک، کوئی جڑاؤ بشکل بجواہرات، کوئی بشکل مچھلی کہ بالکل مچھلی معلوم ہوتی تھی۔اور چند بگھیاں قسم قسم کی بیش قیمت سب، اور رتھ، بہل و آٹھ زنجیر فیل مغرق بزیور زر دوزی جھول سے، اور انواع انواع اسباب نادرہ، اور لائق سلطانی۔میں حیران ہوں، یہ تدبیر و تجویز آدم ہے یا جنات۔لیکن سوائے خرد انگریزوں عالی طبع کے، کون یہ بناوٹ کر سکتا ہے۔سننے میں آیا کہ وہ دیکھی عمارت عالی شان عمارت، سنکیر صاحب بہادر ایک انگریز تھا، اس نے بنائی تھی چنانچہ اس طور پر سب اسباب لکھوکھا روپے کا تعمیر تھا۔ان کا نام اور بناوٹ اور قیمت کہاں تک تحریر کروں۔سبحان اللہ! جس کا عالم کارخانہ عظیم الشان کہ قلم تھکتا ہے اور عقل رکتی ہے۔عقلمند لوگ خود جانتے ہیں جو کہ ناموری ملک لکھنؤ کی شہروں شہروں الم نشرح ہے۔جس وقت جناب جہاں پناہ سلامت سوار ہوئے اس وقت اوّل سواری قبلہ عالم بہادر دام اللہ ملکہم، اور آگے سواری موصوف کے ماہی مراتب والا بسواری زنجیر فیلان، بعد ازاں صاحب کلاں بہادر، ان کے بعد جناب مرشدزادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر اعظم

بہادر، بعدہٗ جمیع صاحبزادگان، شہزادگان ورفیقان عالی رتبت، والا مرتبت، بعد ازاں جملہ امیران، پنس در ماہیہ صاحب، ہاتھی اور پالکی، نالکی، پنس وغیرہ۔ اور درجہ بدرجہ ہمگیں جلوس سواری شاہی ۔سب لوگ مردم افواج اردلی کا تا بنا کہ مذکورہ۔ اور سب شہزادگان وامیران مرقوم الصدر، انبوہ سواری شاہی میں باہم درجہ بدرجہ ملے ہوئے ۔پیچھے سواری اقدس کے اور ہاتھیوں کا ایک مجمع عظیم تھا کہ چند ہاتھی زیور وجھول گنگا جمنی کے، ہودج نقرہ وطلائی اور چند ہاتھی زیور وجھول انبارے[؟] سونے وچاندی کے اور سواری کے پس وپیش بندوبست ترک سواران رسالہ سلیمانی اور سلطانی اور سب رسالے ترک سواران وغیرہ اور حبشیان ہندوستانی کا، اور آگے سرانجام تختی والوں اور کوڑے والوں کا ۔اور نقشہ جلوس سواری کا موافق دستور وقت جانیں ۔

کانپور میں ملاقات صاحب لاٹ بہادر کی، جس طرح اول تشریف فرما ہوئے تھے، اسی دستور سے پھر جلوس نو بنو مرتب تھا۔ اپنے اپنے قرینوں، جمیع فرقہ ہائے رسالوں اور پلٹنوں ہندوستانی انگریزی وغیرہ میں باقی جملہ مخلوقات وغیرہ رواروی تھا۔ اس کے بعد قدرت نور الٰہی، کہ وہ انبوہ جانوران وآدمیان وغیرہ اور جلسہ شاہی کا کہ جنت الماوا رشک لے جاتا تھا اور گلستان ارم خود سیر کرتا تھا۔ اور ندائے خرمی ہر طرف بلند تھی کہ

الٰہی در جہاں باشی باقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال[۴۶]

دہنے بائیں سواریاں چھوٹے صاحب اور جرنیل صاحب بہادر اور شہزادگان بلند مرتبہ۔ اور پیچھے سواری سلطانی کے امیران ورفیقان جانباز وجان نثار، بقولیکہ

سوتے تھے توپہلو میں لیے تیغ و سپر کو
تلوار کا منہ دیکھ کے اٹھتے تھے سحر کو

بعد ان کے رسالے عبدالرحمٰن خان قندھاری کا۔سب سواران زرہ پوش، خود وچار آئینہ اور دوشالوں اپنے سے مستعد اور مسلح ۔اور بعدہٗ جمیع سواریاں ملازم سلطانی با انبوہ کثیر، کیا سوار اور کیا پیادہ، کہ ہر ایک اپنے اپنے ہتھیاروں وورديوں سے درست وآراستہ تھا۔ تا کہ عالم نگر پکا در دولت سے جملہ سڑکیں اور گلیاں شہر موصوف کی زینت بخش اور نور بخش تھیں ۔ادھر سے لاٹ صاحب بہادر، ادھر سے جہان پناہ سلامت کہ درمیان میں ملازمت متصور آئی، کہ بمجرد دیکھنے لاٹ صاحب بہادر نے تاج مفاخرت اتارا اور حضرت نے ہنس کر سلام کیا اور لاٹ صاحب بہادر کو، ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر جانب راست، ہاتھی پر بٹھلا لیا اور سلامی توپ خانوں کی فیر ہونے لگی۔ کہ

نجیبہ عارف ۱۷۰

بجلوس مرتبہ شاہی آہستہ آہستہ سواری سلطانی دردولت کو رواں ہوئی۔

اس وقت بھی عجب سماں تھا۔ کوچہ و بازار شہر لکھنؤ میں جابجا مکان بمکان، دکان بہ دکان، گلستان جناں تھا کہ ناچ و رنگ سے سب جگہ رونق بخشی تھی۔ راستا تا با کبری دروازہ اور وہاں سے دردولت فلک شوکت، ایک انبوہ عظیم سرخا سرخ نظر میں گزرتا تھا۔ جس وقت کہ سواری اندرون چوک رونق بخش ہوئی، اس دم سب جگہ برآمدوں پر طوائفان، پوشاکوں زرنگار و نغمہ حسن و جمال سے ناچ و گا رہی تھیں اور طبلہ و سارنگی و ستار و طنبورے آواز دے رہے تھے کہ اس وقت چرند پرند و آدم سب عالم سکوت [میں] تھے۔ بقولیکہ

کا [کیا] کہئیں، کیسے کہئیں، ہائے وہ صحبت کیا تھی
راجہ اندر کے اکھاڑے کی حقیقت کیا تھی

سب دکان دار اپنی [۴۷] دکانوں کو تصویرات و رنگ آمیزی سے آراستہ، اور حلوائی لوگ مٹھائی نعمت الوان اور عطار شیشہ یات، چھتوں میں برابر قطار ہم رنگ لٹکائے اور کنجڑنیں خوب صورت اپنے جوبن میں سرشار اور بھیکڑ نیں پریزاد برابر، حقہ رنگ رنگ کے جمائے ہوئے

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کا عالم تماشے کے دن

لوگوں کو اپنی چتون سے لبھاتیں [۴۸] اور ہر ایک برآمدی نشست کسبیوں سے گلدستہ بہشت ہو رہی تھی۔ اور ہر سمت صدائے بے قرای

ہمیشہ دلبری سو [صد] جان مبارک باشد
علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

اور ایک طرف قوال لوگ ہنساتے ہنساتے لوٹائے دیتے ہیں تقریر سے۔ افسروں تا اینکہ سڑک بسڑک سواری شاہ جہانی آہستہ آہستہ ادب باادب کوٹھی شاہ منزل میں رونق افزا ہوئی۔ وقت اترنے سواری کے، پھر جملہ توپ خانوں میں آگ لگ گئی گویا بادل ساون کا چہار طرف برسنے لگا اور کوٹھی شاہ منزل میں چوطرفہ خوشبو یات اور ڈالیاں بے شمار پھولوں سے معطر، اور ناچ و رنگ و تماشائے دنیوی وغیرہ انواع انواع ایک ساتھ شروع ہو گیا۔ اور پیچھے کوٹھی موصوفہ کے دریائے گومتی ہائل [حائل] ہے۔ اُس پار مست ہاتھی کاڈہ واسطے لڑائی کے، اکھاڑوں میں جھونم [جھوم] رہے اور داروغہ لوگ فیل خانوں کے دست بستہ مستعد، کہ احکام صادر ہو، تا کہ

لڑائی شروع ہوجائے۔اور یہاں اُس مکانات عالیشان میں لاٹ صاحب بہادر اور جہاں پناہ سلامت خلد اللہ ملکہم وسلطنتہم کرسیوں پر زینت بخش، اور برابران کے جناب جرنیل صاحب بہادر اور مرشد زادہ آفاق بہادر دام اقبالہ، اور جملہ شہزادگان بلند مکان اور نواب وزیر اعظم بہادر برابر برابر رونق افزا تھے اور جمیع امیران ورفیقان شاہی حاضر۔اور باہر صحن کوٹھی، فوارے نہروں کے جاری اور ڈالیاں میوں اور پھولوں کی رنگ وخوشبو دے رہی ہیں۔اس وقت وہ کوٹھی بے شک گلدستۂ جنت تھی گویا ہزار ہا تصویریں جواہرات رنگ رنگ کی، کرسیوں پر بیٹھیں [بیٹھی] ہیں۔اور جناب لاٹ صاحب بہادر بھی خیال شریف ہر طرف فرماتے اور تماشائے دنیوی دیکھ رہے تھے۔اس وقت مجھ کو یہ معرکہ اور جلوس تماشائے دنیائے بے وفا خواب وخیال معلوم ہوتا تھا اور کہتا تھا

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار[49]

اور اس عاصی نے بچشم دیکھا زمانہ نصیر الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ کا، کہ وہ بھی اسی تماشائے دنیا میں عیش ونشاط سے بسر کر گئے۔تہمت چند سے اپنے ذمہ لے گئے۔[50] بقول استادان ہشیار

جانتے تھے کہ اسی طرح گزر جاوے گی
چمن عیش میں ہرگز نہ خزاں آوے گی
آرزو نخل محبت سے ثمر پاوے گی
یہ نہ سمجھے تھے قضا رنگ نیا لاوے گی
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد[51]

کھانے کی میز کا حال:-

اور میز کا حال بھی مجھ کو لکھنا پڑا کہ جو چیز ہے، لائق دیکھنے اور سننے کے ہے۔کہ درمیان اس کوٹھی مبارک کے، برابر میزیں دورنگ جمتی چلی گئیں۔اوپر ان کے برابر دو رنگ زنجیر نقرہ وطلائی میں جھاڑ، کوئی تمیں بتی کا، کوئی چالیس بتی کا، کوئی پچاس بتی، کوئی سو بتی کا، کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زرد کوئی سفید کوئی کوئی سیاہ اور چتکبرے، سرخا سرخ اور اس قدر ہانڈیاں جملہ رنگ اور کنول وفانوس ومردنگیاں وغیرہ۔اور سب میزوں پر برابر

دو رنگ ظروف چاندی اور سونے کے اور کانٹیں [کانٹے] چھوریآں [چھریاں] ہزار ہا حصہ فی میز، بے شمار عدد، وہ بھی چاندی اور سونے کے۔ اور شیشیاں خرد و کلاں، بے شمار عطریات وغیرہ طرح طرح کے، کہ وہ میز بھی تختہ دو رنگ جنت الماوا کا بن گیا تھا۔ سبحان اللہ! برابر دو رنگ انواع انواع طرح کی کرسیاں با فرشاہی۔

آصف الدولہ بہادر کے زمانہ سے تا ہنگام نصیر الدین بادشاہ غازی کے وقت تک اسی طرح اسباب بیش قیمت تیار ہوتا چلا آیا کہ درمیان پانچ سلطنت کے، ہزار ہا کوٹھی کلاں اسباب سے پُر ہو گئی اور باقی فی الحال ہمیشہ بیا[ن] کرتا ہے ان شاہوں کی نشست کی وہ کرسیاں اور جو کوئی لاٹ گورنر آتا ہے، اس کی درستی، اور بہ تکلف زیادہ تیاری ہوتی ہے۔ چنانچہ اس طرح فرش قالین کاشمیری کا، نہایت وسیع اس درمیان کوٹھی کے آراستہ، کہ لوبان اس میں ڈوبی جاتی تھی چنانچہ چند عرصہ علاحدہ بادشاہ سلامت اور لاٹ صاحب بہادر میں گفتگو خلوتانہ[52] واقع رہی۔ بعد ازاں میز شاہی پر چند ساعت ملاحظہ فرمایا کہ وہ خدمت گار سلطانی پوشاکوں سے آراستہ، عطر میں آلودہ دو دست بستہ برابر اپنے اسی قرینہ، رومال لیے کھڑے ہیں۔ اور وہ نعمت الوان طعام شاہی کہ قلم کو جستجو واقع ہوتی ہے، جتنے کہ جو جو اسباب و طعام تھے، زمانے سے باہر۔ عجب سرکار اودھ ہے[53]، لاکن [لیکن] صورت عملداری ناممکن۔ علاقہ بہ علاقہ سوائے ظلم و بدعت کے دوسرا امر نہیں۔ یہ رنج البتہ لاحق حال ہے، کیا سبب کہ بالائے جلد چند حال علاقہ ملک اودھ کا تحریر ہے۔ چکلہ داران بخوبی لوٹ رہے ہیں اور شنوائی ندارد۔

بعد ازاں جناب لاٹ صاحب بہادر کی آمد کا غلغلہ بپا ہوا کہ ایک بارسب افواج اردلی لاٹ بہادر اور جہاں پناہ سلامت، کہ اپنی اپنی جگہ درپس و پیش آراستہ ہو گئے کہ اس عرصہ میں اندر سلامی باجہ بین ولایتی اور گاردہ [کذا] سلطانی کی بجنے لگی، کہ لاٹ بہادر برآمد ہوئے اور یہاں ساتھ ہی توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئیں کہ ابھی دھواں سلامیوں ان کا موقوف نہیں ہوا تھا کہ توپ خانے فیر ہونے لگے کہ گویا گھٹا گھٹا سے ملنے لگی۔ اور ایک بار سلامیاں باجہ فوجوں کی بجنے لگیں اور ہر چہار سمت نقارخانوں میں شور اور ناچ و رنگ کی آوازوں [کا] شور شروع ہو گیا۔ ہمیشہ دلبری سو جان مبارک باشد، در و دیوار گانے لگے نہایت جلوس و ہرکسی [کذا] نہایت سواری لاٹ صاحب بہادر کی روانہ ہوئی کہ کوٹھی بیلی گارد [بیلی گارڈ: Bailey Guard] صاحب کلاں بہادر کی میں داخل ہوئے۔ اس وقت میں اور جوجف جوہانس [جوزف جوہانس] صاحب شفیق میرے بنگلہ چینی بازار، دکان

ٹھا کر داس مہاجن میں کھڑا تھا کہ اتفاقاً سواری لاٹ بہادر نمود ہوئی۔ اور ہم دونوں باہم دیکھ رہے تھے کہ ایک بار سواری موصوف نزدیک پہنچی۔ اس وقت جو حد جو ہانس نے ٹوپی اتاری۔ بجز ولاٹ صاحب بہادر نے بھی تاج شاہی اُتارا۔ جمیع مخلوقات کو بسا تعجب ہوا یہ کون شخص ہیں۔ دوستان قوم نجیبوں کا یہی دستور ہے کہ جو صاحب رئیس ہیں، وہ اپنے حال و منش کو نہیں چھوڑتے ہیں اور راہِ نیک کو کاروبار روزمرہ سمجھتے ہیں۔ آفریں! ہزار تحسین! حمیت قوم صاحبان کو، کہ بجز نیک نامی اور غربا پروری کے، کوئی امر غیر نہیں کر سکتے۔ کیوں نہ صاحب تاج بخش ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کیوں نہ سب پر فتح یاب کرے۔ لیکن مجھ کو بہت تعجب آیا باوجود قرینہ اور دستور دیسی افواج ملازم کمپنی انگریز بہادر، رسالہ نہم، جو کہ اردلی لاٹ صاحب بہادر کا تھا، وہ سب ہمراہ سواری کے اس وقت حاضر تھا۔ الا جو کہ دریسی و صفائی اسباب اور نشست گھوڑوں کی چاہیے، نہیں پائی جاتی تھی۔ وہ سب جوان ترک سواران کوئی آگے، کوئی پیچھے، پگڑی برابر نہ تھی اور کسی کا بھی درست نہ تھا، کسی کا پیچہ ٹیڑھا [ٹیڑھا] کسی کا پاؤں چپٹا ہوا، چنانچہ ایک سوار اور گھوڑا ٹھوکر کھا کر اس جگہ گرا کہ ایک بار یہ بندہ بھی اسی جا گھوڑے سے گرا تھا کہ دانت تک سب آگے کے شکست ہو گئے اور نہایت ضرب پہنچی کہ چند روز تکلیف میں گرفتار رہا۔ وہ جگہ یہی شرف رکھتی تھی۔ جس وقت وہ گھوڑا اور سوار گرا، چنانچہ سوار تو بخیریت رہا لیکن گھوڑا فوت ہو گیا۔ کیا خوب اصیل اسپ تھا کہ تحریر سے باہر۔ اور قد و قامت اور قیمت میں وہ گھوڑا از حد بہتر معلوم ہوتا تھا۔ اس کا مرنا مجھ کو نہایت رنج دے گیا چنانچہ بعد تشریف لے جانے لاٹ بہادر کے، جناب حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی دام سلطنتہم بھی کوٹھی خاص میں داخل ہوئے اور یہاں جمیع گنجیات کو، مرزا علی رضا بیگ کوتوال پر احکام صادر تھا، کہ سب بازاریں ہر ایک گنج سے دلکشا کوٹھی جاویں۔ وہاں فوج ہمراہی لاٹ بہادر اور عملہ وغیرہ، سب فروکش ہیں کسی کو تکلیف کسی چیز کی واقع نہ ہوئے۔ چنانچہ یہاں سے جملہ بازاریں؛ حلوائی، خوانچہ والے، اور بقال اور کنجڑیا وغیرہ بے شمار چلے جاتے ہیں اور کنارہ دریا کے ٹھٹ روشنی کے اور تماشائے آتش بازی اور چند در چند آرائشیں وغیرہ سب آراستہ ہوتی ہیں۔ فی الحال لڑائی فیلوں کی موقوف رہی۔ لاٹ صاحب بہادر نے ملاحظہ نہ فرمائی۔ شاید بڑے کھانے کے روز لڑائی ہوئے۔

لاٹ صاحب کے ہاں بادشاہ کی دعوت:

اب یہاں سے حال دیگر لکھنا پڑا۔ بتاریخ نہم شہر ذوالحجہ ۱۲۶۳ ہجری، مطابق اٹھارویں ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، صاحب کلاں بہادر نے تواضع لاٹ صاحب بہادر اور جہاں پناہ سلامت کی چاہی۔ چناں چہ وقت صبح

کے، بادشاہ سلامت اپنی کوٹھی خاص سے مع ہمگین جلوس موصوف، کہ حسب الارشاد شاہی، راجا غالب جنگ بہادر نے رسالہ بہ رسالہ اور پلٹن بہ پلٹن بھجوا دیا تھا کہ گجر کے وقت سب رسالہ اور متفرقات افواج اردلی سلطانی وغیرہ در دولت فلک رفعت پر حاضر ہوئے۔ چنانچہ وقت صباح کے رسالہ ہمراہی حاجی شریف اور سیلمانی اور سلطانی ہمراہی جانثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر اور رسالہ حبشیاں ہمراہی علی بخش خان رسالدار اور چھوٹا رسالہ حبشیاں ہمراہی فیروز الدولہ بہادر اور رسالہ ہندوستانی زرہ پوشان ہمراہی قندھاری اور رسالہ شتر سواران زنبورکچی اور دیگر رسالہ شتر سواران خاص اردلی اور باقی مردم جلوی، سوار و پیدل، اردلی قدیم خاص سلطانی کہ تمام میدان ومڑک تا بہ کوٹھی بیلی گارد، پھریرہ ہائے سرخ سرخ سے گلستان ارم ہو رہا تھا۔ جس وقت بادشاہ سلامت سوار ہوئے وہی عالم توپ خانوں میں سلامیوں کا تھا کہ ایک ساتھ سب توپ خانے فیر ہونے لگے اور نقیب با آواز بلند صدا دیتا جاتا تھا، ادب سے، اب سے ملاحظہ با دب سے، اور جہاں پناہ سلامت ہوچے پر سوار ہوئے وہ ہوچا کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ نے بھراؤ بجواہرات بیش قیمت، یکار نقرہ و طلائی، نہایت شوق سے بقیمت مبلغ اسی ہزار روپے کو مع جوہرات تیار فرمایا تھا، اس پر حضرت سوار، آہستہ آہستہ، ادب با دب، مور چھل جڑاؤ ہوتا اور ڈنکہ صدائے نصر من اللہ وفتح قریب[۵۴] دیتا اور داہنے بائیں وزیر الاعظم اور شہزادگان والاشان، امیران و رفیقان، جانثاران دل وجان اور اس سڑک خوش قطع پر آگے سواری کے پھرا را چھڑکاؤں [چھڑکاؤ] کا ہوتا چلا جاتا تھا۔ تا آنکہ سواری شریف اندوں [اندروں] کوٹھی بیلی کے، رونق افزا ہوئی، جس وقت میدان روشن نجموں میں داخل ہونے لگے، ایک بار توپ خانہ ملازم کمپنی بہادر کا فیر ہونے لگا اور لاٹ صاحب بہادر صحن کوٹھی میں، بلکہ قدرے اس طرف، استقبال بادشاہ کے لیے تشریف لائے اور بمجرد چشم ہم چشم ہونے کے، لاٹ بہادر نے تاج شاہی اُتارا اور بادشاہ سلامت نے سلام کیا اور ہاتھ حضرت کا لاٹ صاحب نے لیا اور ہنس کر خوشی خوشی بلاتے ہوئے اندر کوٹھی کے، لے چلے۔ پلٹن انگریزی کی بھی سلامی اُتری۔ بعدازاں دونوں بادشاہ والا جاہ تواضع سادی داخل کوٹھی ہوئے۔ وہاں بھی تیاری جملہ انواع سے جلوس تھا لیکن یہاں کے جلوس شاہی سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔[۵۵] چند عرصہ تک گفتگو مابین محبانہ رہی اور جو کچھ کہ مراتب تواضع اور مدارات شاہی چاہیے، اسی طرح پیش آوری ہوئی۔ اور باہر صحن کوٹھی صاحب کلاں میں باجہ ہائے انگریزی، بین وغیرہ بجنے لگے کہ دیر تک اندر کوٹھی کے، جلسہ بطور کارخانہ انگریزی سادہ وضع کا درپیش رہا۔ کہ لاٹ صاحب بہادر اور حضرت جہاں پناہ

دونوں شاہاہا ہم حرف دوستانہ ادا کرتے تھے اورتا عرصہ دو گھنٹہ، جہاں پناہ بہادر دام اقبالہٗ کوٹھی مذکورہ میں رونق افزا رہے۔ بعدہٗ بادشاہ سلامت مع جمیع جلوس سواری سلطانی کے، مرخص ہو کر باہر برآمدے پر تشریف لائے۔ اس وقت سب سلامیاں توپ خانوں اور پلٹن کی ہونے لگیں۔ چنانچہ آتی مرتبہ بھی حضرت عالمیان مآب بوچا شاہی پر سوار ہوئے تا آنکہ داخل کوٹھی خاص کے ہوئے۔ اور سب صاحبزادگان، شہزادگان، مرشدزادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور بہنوئی بادشاہ کے، باقی اور متفرقات بھائی بند خاندان شاہی، اور ان کے پیچھے امیران عالی شان گھوڑوں و فیلوں مغرق، زریں پالکی نالکی و بگھی پر سوار اور ایک زنجیر ہاتھیوں زیور ہائے زرروزی کا، اور ان کے بعد سواری اہالیان سرکار خرد وکلاں، حسب اوقات اپنی سوار، اور بعدہٗ سب رسالہ انگریزی و ہندوستانی، وردیاں مغرق، جلوس سلطانی اور جمیع مردم افواج، اردلی خاص ہمراہ پائے رکاب مبارک شہنشاہی، رونق بخش کوٹھی راحت بخش نو تیار کے ہوئے۔ بعد داخل ہونے جناب شاہ والا کے، سب مردم سپاہ وغیرہ [نے] اپنی اپنی لین کو روانہ ہو کر کمر کھولی۔ اس روز قریب دوپہر کے دن آ گیا تھا۔

حال عید قرباں کا:

بعد ازاں بتاریخ دہم ماہ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز جمعہ مطابق نوزدہم شہر نومبر ۱۸۴۷عیسوی، وہ روز بھی عید قربان کا تھا کہ صاحب شاہ والا تخت شاہی پر جشن فرمائیں گے اور سب اہالیان و امیران وغیرہ درگاہ سلطان میں نذریں گزرانے کہ اس روز خود مبارک کی سرکار کا، جو کچھ جلوس قدیم سرکار بادشاہ میں، ہمیشہ سے ہر سال ہوتا ہے، اس سے زیادہ ظہور میں گزرا۔ کہ وقت صباح کے، سب سواریاں جواہر نگار، سواری خاص سلطانی بے شمار، دروولت فلک صولت پر حاضر و مستعد اور سب رسالہ انگریزی اور ہندوستانی وغیرہ اور سب پلٹن انگریزی اور ہندوستانی ماہی مراتب اور اندر صحن و چمن اور نہریں کوٹھی خاص میں اور سب جلسہ درست اور ڈالیاں میووں و پھولوں ہندوستانی اور ولایت کے، کنارہ حوضوں کے برابر برابر مرتب اور آراستہ۔ اور صد ہا ڈیرہ طوائفان ملازم سلطانی کے، پوشاکوں اور عطریات زیور جڑاؤ ساز و سارنگ طبلہ سے مبارک بادی پر حاضر۔ اور نوبت خانوں پر بھی تکور امبارک اور سلامت کا پڑ رہا ہے، کہ آمد سواری جناب مرشدزادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر کی قرار پائی کہ دونوں شاہزادگان والا شان اول بخدمت جناب بادشاہ سلامت کے حاضر آئے اور خدمت شاہی میں پہنچے۔ چند ساعت وہاں مقام فرما کر دونوں شاہزادہ ہائے کوٹھی خاص سے برآمد

ہوئے اور سب جلوس روزِ عید قربان کا، ماہی مراتب اور رسالہ ہائے ترک سواراں اور صد ہا پھریرہ ہر خاسرخ زرنگا ر بھالہ برداران و ترک سواران جلوس وغیرہ اردلی کا، ہمراہ والا ہوا، تا آنکہ داخل مسجد کلاں ہوئے اور جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب پیشتر تشریف لا چکے تھے کہ یہ بھی دونوں شاہزادے تشریف فرما ہوئے اور میں بھی بشوق تحریر حال شاہ او دھ کا، اس چنگل آدم میں قیما [قیمہ] گوشت ہوا جاتا ہے۔ اگرچہ سواری میں دو دو گھوڑے موجود؛ لیکن شوق دید کے مارے، اُس انبوہ خلائق میں پیا جاتا تھا۔ اے یارو! جس وقت اس میدان کم وسعت میں؛ کہ لائق اس مجمع عظیم کے بے شک وہ میدان کم وسعت رکھتا تھا، اور کثرت مخلوقات صاحب سلاموں کی بے حد و بے شمار تھی، کہ راہ چلنے کو انسان نہ پاتا تھا۔ جس وقت کہ میدان صحن مسجد آصف الدولہ بہادر خلد مکین تک، کہ بیس بیس صفیں نمازیوں کی مرتب و آراستہ تھیں۔ جس پر ہزار ہا مخلوقات تمنائی دوگانہ یوم حج اکبرین مشتاق رہی۔ اور ایک ایک صف ہزار ہزار بلکہ زیادہ آدمیوں کی تھی۔ اور قرینہ نماز کا بدستور قدیم تھا کہ اول سب کے آگے مولانا امامت پر رونق افروز، اور بعد اُن کے جناب مرشد زادہ آفاق بہادر دام اقبالہٗ اور جناب جرنیل صاحب بہادر، بعد ازاں جملہ شہزادگان امیران و رفیقان و عزیزان شاہی، بعدہٗ جمیع مخلوقات ساکن بیت السلطنت، ملازمان و تماش بین وغیرہ۔ جس وقت صدا اللہ اکبر آتی تھی گویا چھت مسجد کلاں اور امام باڑہ کلاں کی بیٹھی جاتی تھی۔ کیا وقت نور ایز دی تھا۔ بعد الفراغ دوگانہ عید الضحیٰ، ایک بار توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئے کہ اس دم آوازہ اسلام کا، زمین و آسمان تک بلند تھا اور ولایت اہل اسلام معلوم ہوتی تھی۔ اور ایک تماشائے گلستان دین محمدی پھول رہا تھا۔ لکھوکھا ہاتھ لوگوں کے، واسطے بغلگیری کے، بڑھنے لگے اور آپس میں مل رہا تھا۔ اور یک طرف ہزار ہا طوائف لوگ شہر کی، پوشاکوں عطر آلودہ سے آراستہ، طبلہ و سارنگی اور باجہ ہائے ہندوستانی سے دست بستہ، اور مبارک بادی پر مستعد۔ اور وقت فراغت نماز بے شمار طبلوں پر تال پڑ گئے۔ اور مبارک بادی شروع ہو گئی۔ کہ اس عرصہ میں مرشد زادہ بہادر دام اقبالہٗ سوار ہوئے اور اس جلوس شاہی سے آہستہ آہستہ ادب با دب صدا آئی، پیش نگاہ کرا!

داخل کوٹھی خاص ہوئے اور یہاں در دولت فلک صولت کا حاصل یہ ہے کہ تمام کوٹھی سلطانی شاہ منزل میں تیاری چاء پانی لاٹ صاحب بہادر کی واقع ہے کہ وقت صبح کے چاء پانی لاٹ بہادر کا ہوئے گا اور سب جلوس موصوف مع جانوراں ہاتھی مست کا ڈہ وغیرہ تیار ہو چکے۔ اور سب مکانات بقصر سلیمانی، تدبیرات بے شمار

سے درست و آراستہ۔ فقط تشریف لانے کی دیر ہے۔ سب ٹھاٹ شاہی امیدوار آمد لاٹ کا ہے۔ چنانچہ گیارھیں [گیارھویں] تاریخ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز ہفتہ، مطابق بیسویں نومبر سنہ اللہ عیسوی سحر کے وقت سب ہاتھی کاڈہ مست، بہادر گنج، حسین بخش، مولا بخش، حیدر گنج، ہمایوں گنج، کشور ظفری نگر، دیہات وغیرہ اور رمنے میں سامنے شاہ منزل کے، دریا کے پار کیا موقع کی کوٹھی ہے کہ بیچ میں دریائے گومتی ہائل [حائل] ہے، اُس پار میدان رمنے کا، اور اِس پار کوٹھی انواع انواع خوبصورتی کی، کہ اس میں سب جلوس بے شمار قیمت لاانتہا روپیوں کا، مثل کم قیمت کے، مرتب و آراستہ اور جابجا توپ خانے مذکورہ مصالح تیار سے، منتظر سلامی کے، درلیس لگے ہیں۔ اور کبوتر خانہ چوبی، رنگ آمیزی سے اس پار اور اس پار ایستادہ ہیں اور ہزار ہا کبوتران، رنگے ہوئے، پرواز ہو رہے ہیں۔ اور دریائے گومتی میں بجرے اور بجکے رنگ رنگ کے بکار ولایتی، خوبصورت، بے شمار، جس کا حال بالائے کتاب کے مندرج کیا گیا۔ اور مانجھی لوگ اپنی اپنی وردیوں سے درلیس، سرخاسرخ بانات سلطانی اور کام زردوزی وردیوں کا، اپنے اپنے بجرے اور بجکوں نقرئی و طلائی پر دست بستہ برابر برابر بیٹھے ہیں۔ اور یہاں جناب قبلہ سلطان عالم و عالمیان سوار ہوئے اور صفت مجمع افواج اردلی شاہی پہنچی نہیں [۵۶] تھی، فقط گاردہ ترک سواران رسالہ ہمراہی کپتان میگنس بہادر کا ہمراہ رکاب، فیض مآب جناب شاہی موجود تھا۔ چنانچہ سوار ہو کر کوٹھی شاہ منزل و مبارک منزل میں داخل ہوئے کہ تماشائے دنیوی ایک شور و غل بپا کرنے لگا اور اِس پار و اُس پار دریا کے، جانوران مذکورین بنا بر لڑائی کے، مست کاڈہ ہاتھی اور ارنے اور گینڈے و چیتے و ہرن و گدھے و اونٹ و سیاہ گوش و چرخ، بہری و شیر جرا دیار [؟] و دیگر پرند جانوران وغیرہ متفرقات علیحدہ علیحدہ کٹہروں میں حاضر تھے۔ اور اندر کوٹھی کے وہ جملہ جلوس، نقشہ جنت الماوا مزین و آراستہ تھا کہ جس کا بیان انسان کہاں تک کرے اور لکھے۔ کہ اس درمیان میں پہلے جناب نواب صاحب بہادر خدمت شاہ میں حاضر ہوئے اور بعد آداب و کورنش غلامانہ کے، مرخص ہو کر، سمت کوٹھی بیلی گارد، درستی استقبال جناب لاٹ بہادر کے، روانہ ہوئے۔ چنانچہ جس وقت نواب وزیر الاعظم بہادر دام اقبالہٗ سوار ہو کر چلے، وہ وقت بھی لکھنا ضرور پڑا کہ مالائے مروارید و جیغہ و کلغی و سرپیچ، اور سر مبارک پر مندیل وزارت اور ڈوروں [کذا] پر ٹونگی بیش قیمت کہ ایک ایک جواہر بڑا بڑا، لاثانی اور قیمت میں لاانتہا تھا۔

اور ایک مالا گلوئے مبارک میں رونق فزا۔ وہ بھی مروارید، اتفاقاً کبھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور چند

جواہر معلوم نہیں، وہ کوئی جواہر رنگین وچمک دمک رکھتا تھا۔ بے شک سننے میں آیا کہ بعض جواہرات سیاہ شب کو روشنی بخش ہوتے ہیں۔ اور کمر میں شمشیر ولایتی اصیل اور مندیل پر بجواہر لاثانی اور انبوہ سواری کا بھی لائق دید وشنید تھا۔ اس جلوس انبوہ مخلوقات سے نواب وزیر الاعظم بہادر، روانہ خدمت جناب صاحب بہادر کی ہوئے کہ بعد داخل ہونے کے، عرصہ آدھ گھڑی کا گزرا تھا کہ لاٹ بہادر کو سوار کروا کر، ہمراہ رکاب ان کی، نہایت دھوم دھام سے رونق بخش کوٹھی مذکورہ ہوئے۔ بعد روا روی سواری کے، جس وقت دروازے اپنے پر سواری آپہنچی، سب توپ خانے آراستہ ہوگئے اور پرے تین رنجک گولہ اندازوں نے رسالہ میں پہنچائے۔[57] اور وقت پہنچنے نالہ کے پُل کے، کہ آہنی دروازہ سے اور کوٹھی شاہ منزل کے درمیان میں واقع ہے، مہتاب کو ہران سے ملا دیا جس وقت اندر کوٹھی کے سواری داخل ہوئی، ایک مرتبہ سب توپ خانوں میں بتی پڑ گئی کہ ہر چہار طرف دھمادھمی تھی اور کچھ نہیں۔ اور اس طرف فوجوں کی سلامی شروع ہوگئی کہ ہر ایک سمت شور وغل دہل ونقارہ وقرنا کا کہ بجز آواز باجوں اور دھمادھمی توپوں کے، آوازے دیگر نبود۔

اور بندہ بھی اسی انبوہ جنگل آدم میں تھا۔ یہ سب جلسہ دیکھ رہا تھا جس وقت جناب لاٹ صاحب بہادر اس میدان گلستان کوٹھی میں پہنچے، ایک بار تاج شاہی ہویدا ہوا کہ بادشاہ خود، واسطے سواری کے پیدل آئے، صحن کوٹھی میں تشریف لائے کہ باہم ملاقات شاہانہ پیش آئی۔ کہ اول لاٹ بہادر نے تاج شاہی اتارا اور جناب قبلہ عالم بہادر نے فوراً سلام کیا اور ہاتھ میں ہاتھ ملا کر ہلاتے ہوئے اندر کوٹھی کے داخل ہوئے۔ اس وقت باجے والے، بین انگریزی کے، یہ غزل دل سوز بجاتے:

عارض است این یا قمر یا لالہ حمراست این
یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست این[58]

اور بے شمار طائفہ کسبیوں کے

ہمیشہ دلبری سو [صد] جان مبارک باشد
علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

یہ مبارکبادی گا رہے تھے۔ اس وقت درو دیوار ہزار ہا کنچیوں شاہی کے عالم سکوت تھے۔ عجب سیر وتماشا اس سرزمین پر واقع ہو رہا تھا۔ گلستان ارم شرمارہا تھا اور پار دریائے گومتی کے جگہ جگہ مست کاڑہ ہاتھی زنجیروں اپنی میں واسطے لڑائی کے جھوم رہے تھے۔ اور پیچھے کوٹھی کے تھیٹر بانسوں کے، اس میں جانوران،

شیر و چیتے و چرغ و سیاہ گوش، سب شور و غل مچا رہے تھے اور گینڈے اُس پار رملا زمان لیے ہوئے حاضر ہیں۔ چنانچہ چند عرصہ تک گفتگوئے شیریں اشفاقانہ شاہ میں باہم واقع رہی۔ بعدہٗ چاء پانی پر تشریف فرما ہوئے کہ تمام کوٹھی عطر آلودہ تھی۔ کہ انواع انواع کھانے اور شراب وغیرہ ضروف [ظروف] چاندی اور سونے وجڑاؤ کے، ان میزوں پر کہ سب کارخانہ زرنگار تھا۔ وہ چمچے اور کانٹے، سونے جڑاؤ کے، برابر ایستادہ میزوں پر رکھے اور کرسیاں موصوف، کہ ایک ایک قیمت میں نایاب زمانہ، رکھی ہوئیں۔ ان پر شہزادگان عالی شان اور مرشد زادہ بہادر اور جرنیل صاحب بہادر اور جملہ صاحبان انگریز لوگ و میم لوگ، صاحب حسن و جمال، صورت و سیرت اپنی اپنی پوشاکوں پرستانی سے جلوے دے رہے تھے۔

قصہ ہاتھیوں کی لڑائی کا:

بعد انفراغ نوش فرمانے کھانے اور چاء پانی کے، سب امیران و شہزادگان موصوف کوٹھی اور برآمدے میں؛ وہ برآمدہ کہ اس پر ہزارہا کرسی زرنگار آراستہ، اس پر سب رونق افزا ہوئے۔ کہ اس درمیان میں حکم سواروں کو پہنچا کہ ہاتھی مست کو لاویں کہ برابر سوار لوگ دوڑے اور ہاتھیوں کو ملا کر حاضر لائے۔ چنانچہ اول جوڑ حسین بخش و مولا بخش کے لڑے۔ ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے۔ جس وقت دونوں ہاتھیوں کی آنکھیں آپس میں ملیں، بے تحاشہ [بے تحاشا] دوڑے اور باہم بھڑ گئے۔ خوب لڑے۔ جس وقت کہ دیکھا کہ نہیں چھوٹتے ہیں، بان والوں کو کہا کہ بان ماریں۔ چنانچہ بان والے نے بان چھوڑا۔ کہ ہر دو گھبرا کر بھاگے اور چھوٹے۔ بعد ازاں دوسرا جوڑ مسمی حیدر بخش اور ہمایوں گنج آئے۔ جس وقت باہم دونوں بھڑے، حیدر بخش بھاگا اور ہمایوں گنج اکھاڑے سے جدا نہ ہوا۔ بعدہٗ مسمی کشور اور ظفری نگر کا جوڑ لڑا۔ یہ جوڑ خوب لڑا کہ لائق دید تھا۔ سبحان اللہ! بعد ازاں چرخ اور گینڈے، گدھے و سیاہ گوش سب لڑائی کیے کہ عرصہ ایک پہر تک نشست شاہان میغوز [محظوظ] رہے۔ آخرش، بعد تواضع و مدارات بادشاہ سلامت اور لاٹ صاحب بہادر دونوں شاہ والا نے برخاست فرمائے کہ اس وقت ساتھ ہی لکھ ہا آدمی اپنی اپنی راہ ہوئے۔ وہ وقت بھی عجب سیر و تماشای [تماشا] کا تھا کہ جس قدر آدمی، باشندہ بلدۂ لکھنؤ تھا، مجملہ ان چہارم حصہ ہشتم حصہ بھی نہ تھا۔ جس پر منار دو گوشہ اس پار اور دو گوشہ اس پار بالکل سر ہی سر دکھائی دیتا تھا کہ لاٹ صاحب بہادر کو حضرت نے بخوشی و خرمی تمام، رخصت فرمایا۔ وقت سوار ہونے لاٹ صاحب بہادر کے، پھر توپ خانوں میں بتی پڑ گئی اور سپاہ کے فرقوں کی سلامی بجنے لگی، اور ناچ و رنگ

کاشوروغل مچ گیا تھا۔ سبحان اللہ! کیا کارخانہ عظیم الشان، سرکارشاہ اودھ ہے کہ تحریر وتقریر سے باہر۔ کہاں تک لکھےاور بیان کرے۔

بعد ازاں جناب لاٹ بہادر رخصت ہو کر کوٹھی بیلی گارد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلداللہ ملکہم بھی سوار ہو کر اپنی کوٹھی خاص میں داخل ہوئے اور میاں شہریار مردہی ومیاں افضل مردہی باہر آئے اور جمیع مردمانِ افواج اردلی سلطانی سواروں اور پیادوں کو رخصت کیا۔ اور جملہ جلوس شاہی بھی اپنی اپنی جگہ روانہ ہوا۔ اور جتنے امیران وشہزادگان رفیقان بلند مکان اور متفرقات درباری لوگ صاحب چپس، اور اہل ہاتھی پالکی وناکی وگھوڑے وغیرہ برخاست ہو کر روانہ اپنے گھروں کے ہوئے۔ فقط۔

کوٹھی بیلی گارد:

بعدہٗ بتاریخ دوازدہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز یک شنبہ، مطابق اکیسویں ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی دربار شاہی حسب دستور روزمرہ کے، جلوہ افروز ہوا اور شہزادگان وعزیزان وامیران ورفیقان اور مردم افواج اردلی سلطانی خاص دونوں وقت صبح وشام دردولت فلک شوکت پر حاضر آئے لیکن کچھ قرینہ بطور جلوس کے بہ وقوع نہ آیا۔ بعد ازاں، بتاریخ سیزدہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز دوشنبہ، مطابق بائیسویں ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی کو حضرت عالمیان مآب، وقت سہ پہر کو جناب لاٹ صاحب بہادر کی ملاقات کو کوٹھی بیلی گارد میں رونق فزا ہونے گئے۔ چنانچہ اول راجا غالب جنگ بہادر کی معرفت سب رسالوں اور پلٹنوں وفیل خانوں وبگھی خانوں وشتر خانوں وغیرہ اور جمیع امیران ورفیقان ودرباریان میں چوبدار اور سوٹہ [سونٹا] بردار حکم پہنچا گئے کہ تین گھنٹہ بجے، جناب قبلہ عالم بہادر، دام ملکہم، واستے [واسطے] ملاقات لاٹ بہادر کے، کوٹھی بیلی گارد تشریف فرما ہوئیں گے۔ اور راجا غالب جنگ خود واسطے مرمت اور آراستگی جلوس سواری کے مستعد وسرگرم۔ چنانچہ ایک بجے سے سب رسالے ترک سواران، مرقوم الصدر، جن کا وصف بالائے کتاب تحریر ہے، وردیوں جلوسی زرنگار سے دردولت فلک رفعت پر حاضر اور چند بگھیاں اور گھوڑے خاص موصوفہ سواری بادشاہ کے اور مرزا لعل محمد، چیلہ فوجدار، چند ہاتھی بہ زیور وجھول گنگا جمنی آراستہ کیے ہوئے، دست بستہ حاضر، اور توپ خانے میدان رمنے موتی محل میں اپنے اپنے موقعے سے درلیس، اور شہزادگان والا جلوس سواریوں اپنی سے حاضر ہوئے اور جمیع امیران ورفیقان مع پوشاک انواع انواع سے مستعد تھے۔ یہ سب دربانان دردولت پر آچکے اور منتظر برآمد ہونے شاہ والا کے، جیسا

کہ گوش روزہ دار پر اللہ اکبر است اور نقار خانوں میں نوبت اور باجہ بین انگریزی کا تھورا، کہاریاں مثل پریاں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتیاں اور جاتیاں۔ وہ بھی وقت عجب سیر گلستاں جناں تھا۔

بعد ازاں قریب دو بجے، بلکہ عرصہ زیادہ، دو مصاحب لاٹ صاحب بہادر کے، اور چھوٹے صاحب بہادر، یہ سب بہ سواری ہاتھیوں، واسطے پیشوائی جہان پناہ سلامت کے آپہنچے اور اندر کوٹھی خاص کے داخل ہوئے اور یہاں در دولت پر سب لوگ مردم افواج اردلی سلطانی، تیار و دریس ہو گئے۔ اور گولہ اندازان اپنے اپنے عہدہ پر کاروبار سلامی سے دریس۔ اتفاقاً تین گھنٹہ بجے دن کو، حل چل [ہل چل] برآمد شاہی کی ہوئی۔ اوّل اندر کوٹھی کے، سلامی بین و گاردہ کی ہوئی کہ یہاں سب لوگ اور امیران تیار ہو گئے۔ اور خلاصی توپ خانہ کا بھی جھنڈے سے ہوشیار تھا کہ جناب واجد علی شاہ، بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہم باہر بسواری ہوا چا سوار ہوئے کہ ایک بار باجے فرقوں کے بجنے لگے اور سلامیاں اترنے لگیں۔ کہ باہر دروازہ کلاں پر ہاتھی پر سوار ہوئے اور لعل محمد چیلہ نمک خوار قدیم، جوڑ جڑاؤ سے عالم سکوت میں آہستہ آہستہ ہلاتا اور میرزا خانی خواصی نشین قدیم خواصی میں، اور ایک طرف ہاتھی مصاحبان انگریز لوگ، چھوٹے صاحب وغیرہ کے، اور ہاتھی مرشدزادہ آفاق کا، اور ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا، اور ایک سمت ہاتھی نواب وزیر اعظم بہادر کا، اور بھوئی بادشاہ کے۔ یہ جمیع ہاتھی مغرق بزیور جھول، کار نقرہ و طلائی گنگا جمنی سے قرینہ بہ قرینہ، ہمراہ سواری بادشاہ کے، اور بیچ میں ہاتھی شاہ والا جاہ کا۔ کہ مرزا لعل محمد چیلہ فوجدار ہاتھی کو ہولتا اور جوڑ جڑاؤ ہلاتا، اور چوطرفہ ہاتھی امیروں اور رفیقوں کے، وہ بھی جلوس سے مرتب اور آگے انبوہ سواری کے، جمیع بھالہ برداران و برچھی برداران و کتی برداران و بان برداران، کوڑے برداران، پھریرہ ہائے سرخ سرخ سے چھکا چھک ہو رہے تھے اور سب رسالے متفرقات رتبہ بہ رتبہ تر تری بری [کذا] سے آراستہ، وہ جملہ میدان سڑکوں کا گلزار بنا تھا اور جہاں پناہ سلامت بھر بھر مشت، روپے لٹاتے جاتے تھے کہ ہزار ہا شیدی اور دیگر مردم تماشبین، باشندہ بلدۂ موصوف لوٹتے تھے اور مارے شور و غل کے بات نہ سنائی دیتی تھی۔ برابر چھرا روپوں کا چل رہا تھا۔ اُس وقت بادشاہ سلامت اور مصاحبان لاٹ صاحب بہادر اور شہزادگان رومال دے دے بیٹھے جاتے تھے۔ تا آنکہ اس طرح دروازہ آخر تک سواری شاہ والا پہنچی کہ یکبار سلامی توپوں کی چلنے لگی کہ ایک سیر بادیدہ نظر میں گزرتی تھی۔ آہستہ آہستہ سواری رواروی میں اور نقیب بآواز بلند صدائے با دبی دیتا ہوا، ادب سے، ملاحظہ با دب سے نگاہ روبرو کرتا ہوا۔ سواری خاقانی داخل کوٹھی صاحب کلاں

ہوئی کہ وہاں بھی توپ خانہ انگریزی تیار تھا۔ وقت پہنچنے اندر میدان صحن چمنوں کوٹھی، سلامی سلطانی توپ خانے کی فیر ہوئی اور جہاں پناہ سلامت ہاتھی پر سے اترے اور سب شہزادگان نواب صاحب بہادر اور جناب مرشد زادہ بہادر اور جرنیل صاحب بہادر ہمراہ سواری کے اپنی میں، لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں بہادر، واسطے استقبال حضرت کے، صحن چمن تک تشریف لائے کہ لاٹ صاحب بہادر نے تاج شاہی سر سے اتارا اور حضرت نے سلام کیا کہ دونوں صاحب باہم ہاتھ میں ہاتھ ملائے اور ہلاتے ہوئے، ہنستے، اندر کوٹھی کے داخل ہوئے۔ وہاں پر انگریزنی میم لوگ حسن و جمال، صورت و سیرت میں یکتائے زمانہ، کہ پرستان شرماتا تھا؛ چو طرفہ صحن اور چمن، روش ہائے باغ میں ایک کا ہاتھ ایک پکڑے ہوئے سیر کرتی پھرتی تھیں کہ تمام مردم فوج اردلی شاہی بشکل تصویر ٹھگے تھے اور مصاحبان سب برابر کرسیوں پر ایستادہ اور دونوں شاہان میں گفتگو شاہانہ مجانہ عرصہ تک رہی اور کچھ تقریر خلوتانہ، خلوت میں علیحدہ درپیش رہی۔ کہ اس عرصہ میں تیاری سوار ہونے کی متصور آئی کہ سب انبوہ مردمان افواج اردلی خاص سلطانی اپنے اپنے عہدے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت لاٹ صاحب بہادر نے مرشد زادہ مرزا ولی عہد بہادر کو یاد فرمایا اور بعد شفقت و پرورش مربیانہ کے، ایک ہاتھی عماری دار مع زیور و جھول گنگا جمنی کا پیار یک مرحمت فرمایا اور نہایت پیار کیا۔ چنانچہ اس وقت مخلوقات باشندہ لکھنؤ سے ثنا و صفت جناب لاٹ صاحب بہادر کی ہویدا تھی کہ ایسے اہل شجاعت سخا کوئی تشریف نہیں لائے۔ یہ مزاج لاٹ صاحب کا ہے۔ اتنے میں شاہ والا برآمد ہوئے اور پھر سلامی توپ خانے انگریزی کے فیر ہوئے اور جہاں پناہ بہادر پھر ہاتھی پر سوار ہوئے اور چھتر اسیم و زر کا لٹاتے ہوئے اور وہی مصاحبان جو کہ پہلے آئے تھے، وہ بھی ہاتھیوں پر سوار موافق جلوس اول کے۔ پھر سواری جہاں پناہ جلوہ گر ہوئی اور شیدی لوگ روپے لوٹتے۔ تا آنکہ رواروی سب سواری ممدوح داخل کوٹھی خاص ہوئی۔ اور ایک بار سلامی توپوں غلہ کلاں کی پھر فیر ہوئی۔ اور جہاں پناہ سلامت اندر داخل ہوئے اور ہر طرف صدائے مبارک بادی کی شروع ہو گئی۔ اور سب مردم افواج اردلی سلطانی اور امیران شہزادگان کو حکم برخاست کا مرد ہی لوگ پہنچا گئے۔ چنانچہ سب سواریاں امیران و شہزادگان بھی سلام کر کے مرخص ہوئے اور وہ مصاحبان انگریزی رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔

محمد علی شاہ کی فاتحہ کا دن:

اُس روز تیاری روشنی اور آتش بازی کی حسین آباد میں، بادشاہ محمد علی شاہ جنت آرامگاہ کی فاتحہ کے

واسطے ہو رہی تھی۔ شہر والے لوگ مشہور کرتے تھے کہ لاٹ بہادر کی تواضع میاں عظیم اللہ خان اور نواب شرف الدولہ بہادر کرنا چاہتے ہیں، اس لیے یہ سب جلوس مرتب ہوتا ہے لیکن عقل سے اور سننے لوگوں سے دریافت ہوا کہ بعد سال کے فاتحہ بادشاہ خلد مکین کا ہوتا ہے۔ چنانچہ خوب تیاری اُس امام باڑہ کی ہو رہی تھی اور مکانات وہاں کے خود جلوس رکھتے ہیں کہ بادشاہ مرحوم نے حینِ حیات اپنی، اس طرح کی تیاری عمارات شاہی کروائی تھی کہ وہ مکانات جنت الماوا ہو رہے ہیں۔ بہشت بھی رشک لے جاتا ہے کہ رومی دروازہ آصف الدولہ بہادر، جنت آرامگاہ سے تا نواز گنج، برابر عمارات پختہ تعمیر ہوتے چلے ہے کہ جن کا حد نہ شمار۔ اول امام باڑہ، خاص قبران کی کا، نہایت عمارت باریک تعمیر کہ گنبد ہے طلائی کلاں اور اندر اُس کے جلوس اسباب ہزار ہا، جھاڑ جمیع رنگ شیشہ اور علم ہزار ہا سونے اور چاندی وجڑاؤ ورنگ رنگ کی مردنگیاں ودیوار گیریاں اور کنول وفانوس وہانڈیاں وغیرہ اور چند ضریحسیں مقدس نقرئی وطلائی خالص اور چند درچند اسباب بقیمت لکھوکھا روپوں کا، اور چہار ہر طرف دیوار سنگ مرمر پر قرآن شریف، تمیں سپارہ، بخط ولایت کندہ کیا ہوا اور باہر صحن چمنوں میں ایک نہر برابر دورنگ، تا بدروازہ کلاں مع آرائش آراستہ، اُس میں مچھلیاں جملہ رنگ، اور چمن بندی انواع انواع پھولوں ومیوؤں ودرختوں کی، اور زمین سب امام باڑہ کی بشکل شطرنج سیاہ وسفید سنگ مرمر وسنگ عیسیٰ وسنگ موسیٰ سے درست اور داہنے بائیں دو منزل مکانات بشکل مسجد، کہ وہ بھی زیارت گاہ ہے اور دروازہ تین آہنی، اور باہر دروازے کے برابر بازاریں صحن وسیع تک کہ جمیع نعمت اور اسباب طرح طرح اور جواہرات او رظروف اور جملہ اسباب متفرقات ضروریات فروخت ہوتے ہیں اور بالائے دروازوں کے توپیں چہار ضرب تیار، اُن کے گولہ انداز وخلاصی[59] تنخواہ، وثیقہ دار اور جملہ معماران ومزدوران بھی اور باغبان وغیرہ سب وثیقہ میں پاتے ہیں، ہر روز مرمت حاضر ومستعد اور دروازہ باہری بڑا آہنی، وہ بھی جواب رومی دروازہ کا۔ لیکن رومی دروازہ بہت بڑا ہے۔ یہ قدرے چھوٹا ہے، لیکن عمارت اُس کی بہت باریک وخوبصورت اور سڑک پختہ دل کشا تک شمول تیاری امام باڑہ کی حسن باغ تک، دو طرفہ برابر فانوس ہر روز روشن ہوتے ہیں۔ اور باہر صحن کے گنبد خانہ، نہایت بہتر و پختہ اور ایک منزل ست کھنڈا بعمارت کلاں، ہفت منزلہ اور تالاب بھی اس قدر دراز اور ہشت پہلو سرخ رنگ کا، چو طرفہ اُس کے نہایت عمارت کلاں ہفت اور غسل خانہ زنانے اور مردانے اور متفرقات مکانات بلند اور تصویرات سنگ مرمر سنگ سرخ طرح طرح کا۔ چنانچہ جو چیز ہے، لاثانی ہندوستانی ہے۔ اور ایک مسجد کلاں

بشکل جمعہ مسجد تعمیر دی، وہ بھی نہایت عمارت بلند اور پختہ کہ جمیع عمارات شہر لکھنؤ اُس کے آگے[۶۰] زیر معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ عمارت حسین آباد کی، جہاں تک لکھے، وہاں تک شمار ندارد، اور مالک اُس کا میاں عظیم اللہ خان۔ اگر چہ قوم حجام لیکن تخم شریف رکھتا تھا کہ آقا کی رفاقت اگر کرے، تو اتنی کرے کہ اب تک مجاور اُس قبر کا بنا ہوا جاروب کشی کرتا ہے۔ جس عہد میں محمد علی شاہ بہادر تخت نشیں تھے، اور یہ شخص حاضر خدمت تھا، ہر چند جملہ اہالیان سرکار کے، اُس کو اُکھاڑا اور چاہا کہ اس دربار میں یہ شخص نہ رہے، لیکن جہاں پناہ خلد مکان نے پیار اُس کا کم نہ کیا بلکہ روز بروز زیادہ پرورش کرتے رہے اور یہ بھی بجز ذات اُن کے، دوسرا امر نہ جانتا تھا اور حین حیات اپنی، سب تدبیرات و تجویزات امام باڑہ مذکورہ کی، اور وثیقے مکمل کر کے، مختار اُس کو کر دیا۔ چنانچہ وہ شاہ عالی جاہ مر گئے اور یہ اپنی خیر خواہی اور نمک حلالی [حلالی] سے باز نہ رہا۔ اب تک اُس تربت مطہر پر جاروب کشی کرتا ہے اور ہر جمعرات کو مجلس جناب امامین علیہ السلام ہوتی ہے اور بعد سال کے فاتحہ۔ یہ سب انواع انواع صرف اور عشرہ محرم میں صرف اور مرمت جمیع عمارات عالیشان اور جلوس وغیرہ کے، اُس کا صرف لکھو کھا روپے ہوتے ہیں۔ کمر بستہ اُن صرفوں پر رہتا ہے اور مزاج مردم ہندوستان میں اس قدر سفائی [صفائی] کا کم دیکھا۔ جو اسباب و چیزیں، خوش وضع اور خوش قطع اور مختصر، نہ بڑی، نہ چھوٹی۔ جو مکان اُس کی سکونت کا دیکھا، لائق تعریف کے۔ چنانچہ فی الحال مکان سابق اس کا جہاں پناہ نے اپنے مکانات شمول کرنا چاہا لیکن اس نے نہ دیا۔ آخر ش بہ بحث بسیار، بقیمت مبلغ چار لاکھ روپے کو خرید کر کے، دوسرا مکان اور بھی تعمیر حجام کا تھا، وہاں رہنا اختیار کیا۔ وہ مکان بھی جنت ثانی ہے۔ اور عشرہ محرم میں صرف امام باڑہ حسین آباد کا، اگر انسان خیال و قیاس کرے، عقل کو دوڑ نہیں کہ فقط روغن ناریل اور چربی و موم کی بتی، قریب بارہ روز تک تمام دیوار گیری باہر سے اندر تک کہ سب دیواروں میں مسل [مثل] گل بوٹے کے، گلاس قریب ایک لاکھ پنجاہ ہزار چڑھائے جاتے ہیں اور جا بجا ہر مکانات صحن میں، صد ہا جھاڑ سرخ و سیاہ، سفید، سبز آراستہ کر کے روشن ہوتے ہیں۔ اور اندر امام باڑہ کے بے شمار جھاڑ سب رنگ، کوئی بیس بتی موم، کوئی پچاس بتی موم کا اور کنول ہزار ہا اور دیوار گیری و فانوس، ہانڈیاں اور مردنگیاں ہزار ہا اور زمین دوز فرشی جھاڑ ہزار ہا، یہ سب روشن ہوتے ہیں۔ اس صرف کا انسان کہاں تک خیال کرے۔ اور ایک سرائے پختہ مسافروں کے آرام کو، چوطرفہ مکانات ریختہ اور اصطبل گھوڑوں مسافروں کا، اور مکان نان پزوں کا۔ وہ بھی خوبصورت۔ اور ہر جگہ گنبد طلائی سر خا سرخ عمارت، جدھر دیکھو اُدھر گلستانِ ارم

ہو رہا ہے۔ بیت

اگر فردوس بر روی زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

بلکہ فردوس بھی رشک لے جاتا ہے۔

حسین آباد کی سیر:

چنانچہ ایک روز یہ عاصی اور میر کرم رسول ترک سوار کو ہمراہ اپنے لے کر، گھوڑے پر سوار دونوں شخص، سمت حسین آباد برائے سیر، وقت ایک باش، شب گزشتہ کے روانہ ہوا۔ سنا تھا کہ تیاری جلوس تو اضع جناب لاٹ صاحب بہادر آج کے روز ہے سو وہاں دیکھا کہ سب تیاری و سامان وغیرہ بطور روشنی کے تھا لیکن روشنی اور جلوس اُس دن غلط تھا۔ بندے نے بطور میلہ دیکھنے کے خرچ بھی ہمراہ بدست بسالت سائیس لے لیا تھا، سو چاکر یہی اثنائے راہ میں ہم سے چھوٹ گیا۔ وہ صرف اسی پاس رہا۔ چند امورات کی تکلیف بھی پائی۔ لاچار ہم اور سید بے چارہ، آہستہ آہستہ سیر کرتے مکان پر چلے۔ جس وقت راج گھاٹ کی سیر کر، گھر پہنچے، اس وقت سائیس بھی کمبخت ملا۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ مطلب ہاتھ سے جاتا رہا۔

گریہم صاحب سے ملاقات:

اور بعد پھرنے حسین آباد سے، ایک دوست مرے، مسمی گریہم صاحب، کپتان ہنوری صاحب کی پلٹن کے افسر، گولہ گنج میں سکونت رکھتے ہیں، وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ صاحب مذکورہ مکان میں سوتے تھے۔ وقت شب کے دیکھ کر بہت گھابڑی ہوئے۔ بندہ نے اپنی طبیعت میں کہا کہ آخر مرے آنے کا بار ہوئے گا۔ یہ سمجھ کر مکان کو پھرا۔ وہ سید بیچارہ آگے چلا گیا۔ کچھ چیز مول لیتا تھا۔ اس عرصہ میں بھی پھرا۔ اس سید نے اسرار [اصرار] کیا کہ کیوں پھرے؟ میں نے جواب دیا کہ مے کا کچھ[۶۱] شیشہ رنگ بدرنگ دریافت ہوا۔ اس سبب سے میں پھر آیا۔ آخرش آہستہ آہستہ خاص بازار کے باہر ہی باہر، کنارے اردلی بازار کے، اندرون چینی بازار پہنچے۔ وہاں سے سڑک سڑک سیر چاندنی کی دیکھی اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے آتے تھے[۶۲] کہ

دھوپ بہتر ہے، شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھ پر چاندنی

بعد ازاں رواروی، اپنے خیمۂ گوشہ تنہائی میں آبیٹھا۔ وقت صبح کے، حسب دستور روزمرہ، غسل کر

کے پھر سیر کرنے چلا گیا۔ اور آج کے روز یقین ہے، کہ فاتحہ سال بادشاہ محمد علی شاہ کا حسین آباد میں واقعی ہوئے گا۔ اس روز بے شک عجب سیر دیکھنے میں آئی، کہ جو امر شعور اور صفائی میاں عظیم اللہ خان کا کسی کام میں ہوتا ہے وہ تیاری زمانے سے نرالی ہوتی ہے کہ اس روز ضرور تماشائے دنیوی نظروں میں گزرے گا۔ وزندگی ہر طور خوشی و راحت سے گذری۔ یہی لذت عیش دنیا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب العزت نے لکھا روپے، اپنی کریمی سے بندے کو عنایت فرمائے، وہ کمبخت اس کو مثل انڈوں مرغی کے، پرستش کرتا ہے۔ جس وقت وہ بچے پیدا ہو کر جوان ہوئے اُسی پر چڑھ بیٹھے۔ اسی طرح آدمی کا حال ہے کہ تمام عمر ایک ایک پیسہ جوڑ جوڑ کے بے شمار روپے جمع کیے۔ نہ آل نہ اولاد، جب مر گیا؛ جس کی قسمت کا تھا، اُس نے لے کر ناچ و رنگ اور راہ خدا میں ہزاران نیک نامی کے کام ادا کیے اور اب بھی خوب عیش و نشاط سے بسر کرتا اور کوئی ہوس نسبت دنیا باقی نہ چھوڑی۔ اور وہ بدنصیب جہنم میں ان روپوں کا شمار کر رہا ہے اور روتا ہے کہ یا معبودا ایک ساعت اگر دنیا میں جاؤں، تو سب جمع تیری راہ خدا میں بخش دوں، کہ عوض اس کا یہاں قبر میں پاؤں۔ بقولیکہ جیسا ہے کرے ویسا ہے پائے۔ بحکم شیخ سعدی شیرازی

سخیان ز اموال بر میخورند
بخیلان غم و [غم] سیم و زر میخورند

سب کا سر بلند، بخیل کا گورنگ۔

اب ارادہ بندہ کا یہ ہے کہ حال جلوس محمد علی شاہ بادشاہ خلد مکان کا، کہ بعد سال کے فاتحہ ہوتا ہے، ضرور دیکھ کر اس کتاب میں مندرج کروں، کہ وہ مکانات بھی لائق تحریر ہیں کہ مقام حسین آباد بھی ملک لکھنؤ میں فردوس بریں ہے۔ چنانچہ اُسی روز بتاریخ سیز دہم ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز دوشنبہ، مطابق بائیسویں عیسوی نومبر، سنہ اللہ عیسوی، یہ عاجز واسطے ہوا کھانے کے، وقت صبح کو، حسب دستور ہمیشہ روزمرہ کے، گھوڑے پر سوار ہو کر طرف چار باغ کے راہی ہوا۔ وہاں سننے میں آیا کہ کپتان صاحب بہادر تدارک و تیاری آمد لاٹ صاحب بہادر تو اضع مدارات اُن کی کی جستجو رکھتے ہیں اور مصروف کاروبار مہمان داری میں مصروف [کذا] ۔ یہ عاصی بھی واسطے ملاقات کپتان صاحب موصوف کے، اشتیاق مند ہوا اور باگ گھوڑے کی اُس طرف پھیری۔ جا کر دیکھا میں نے تو بے شک تمام باغ کو پھرتی سے پاک کروا کر بشکل جناں ترتیب دیا ہے۔ اور جملہ اسباب میز وغیرہ کا

درست وآراستہ ہے، جیسا کہ سامان شاہی ہوتا ہے، اسی طرح مجلوس بسیار سب خیر الصرام کی تھی، مع فرش وخیمہ قنات اور سکانات، رنگ آمیزی سے نیرنگ اور طرح طرح کا سامان اور مظروف وچمچے وکانٹے سونے اور چاندی کے سجے ہوئے اور میم صاحب اُن کی اور ہمشیرہ صاحب گلدستے رنگ برنگ تیار کر رہی تھیں۔ اور یہ حقیر اُن کی ہمشیرہ صاحب کو نہیں پہچانتا لیکن لیاقت وشرافت اُن کی اور غربا پروری اور دوست شناسی انگریز صاحبان عالیشان کی، کوئی طرح اپنی شرافت ونجابت کو نہیں بھولتے ہیں۔ اور اپنی دولت سے ہرگز خاطر کشیدہ نہیں ہوتے۔ اور مذہب عیسائی کو از راہ خاطر داری اور محبت دلی سے محتاج نہیں دیکھ سکتے اور غرور وتکبر سے بیرون۔ کیوں نہ رب العالمین ان کو تاج بخشی فرمائے اور عمل داری پر مستحکم رکھے۔ جملہ امورات سادہ وضعی اور سادہ دلی رکھتے ہیں۔ ایک بار جیسی ملاقات کریں، غریب ہو یا امیر، اُس سے ہر دم، ہمہ وقت، جمع نوع خاطر اور خاطر داری سے کبھی باہر نہیں رہتے۔ ہزار آفرین! چنانچہ کپتان ہاگنٹن صاحب بہادر اور اس عاجز سے ملاقات کا گاہ بگاہ اتفاق ہوتا ہے۔ حسب دستور اول مہربانی وعنایات دوستار سے بدل وجان پیش آتے ہیں اور میں اگرچہ اس پرورشِ محبانہ کا سزاوار نہیں ہوں، کیا باعث، وہ امیر والاشان اور میں بندۂ ناچیز! کسی امر دنیوی میں بادشاہ یا وزیر یا امیر سے طالب ملاقات نہیں۔ اور ہر اک کی طلب سے اس زمانہ بانفاق میں دور رہتا ہوں۔ الا جو مرتبہ ریاست اور دوست شناسی کا کپتان ہاگنٹن صاحب بہادر میں پایا گیا، بے شک یوں ہی رئیسوں وزمانہ سابق کا دستور سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ان کی بہن سے شناسائی نہ تھی، خود کپتان صاحب نے ذکر نالائقی اس عاجز کا زبان مبارک سے فرمایا کہ یوسف کمل یہی شخص ہے۔ وہ از حد مہربانی مربیانہ پیش آئی اور وہ گلبن ریشم ولایتی پٹی کی مجھ کو دکھلائیں اور چاء تیار کروا کر منگوائی کہ بہ تواضع محبانہ پیش آئیں۔ اور بعد ازاں بہت تیاری کھانے پر پینے اور جلوس میز وغیرہ دیکھنے میں آئی۔ عقل میری دنگ تھی کہ جو جو سامان تدارک، کھانے لاٹ بہادر کا دستور شاہانہ چاہیے، وہ سب موجود۔ اور اس باغ کو کپتان صاحب موصوف نے خوب مجلوس تیار کروایا تھا۔ جس طرح مزاج عالی شان صفائی انگریز صاحبان والا مرتبت کو لاحق حال ہے، اس سے زیادہ مرتب دیکھا۔ سبحان اللہ! کیا کیا تدبیرات اور تجویزات خردمندی قوم صاحبان انگریزوں کی ہے کہ جوامر ہے عقل ہندوستان سے افزوں اور جملہ چیز خوب صورت اور وارزاں، حکمت صاحبان سے جمیع جگہ میسر ہوئی۔ چنانچہ اس عرصے میں بڑے صاحب تشریف فرما ہوئے۔ مجرد پہنچنے ان کے، کپتان صاحب ممدوح نے بخوشی اور بتواضع بسیار ہاتھ میں ہاتھ دے کر، اور بعد سلام

علیک، دستور انگریزی سے ان کو لیا۔ اور بہ اشارہ مجھ عاصی کی طرف، بڑے صاحب نے کہا کہ یوسف حلیم کمل پوش کہ جس کی کتاب بہ الفاظ اردو، در باب سیاحی جہاں، اور سیر ملکوں اور ولایت انھوں نے خوب سیر دنیوی دیکھی، وہ یہی ہیں۔ یہ سن کر بڑے صاحب بہادر نے مجھ نالائق سے ملاقات، بحرف دوستانہ اور اشفاقانہ بزبان، فرمائی۔ تا عرصہ چند، اتفاق نشست و برخاست رہا۔ بعد ازاں اس عاجز نے خیال آمد لاٹ بہادر کا کیا۔ اور سمجھ کر موقع وقت کا، بدوں ملاقات ان کے، روانہ مکان اپنے کا ہوا۔ لیکن سننے میں آیا کہ لاٹ صاحب بہادر اس روز رونق افروز نہ ہوئے۔ جو کچھ کہ تیاری اور جلوس اس روز کپتان صاحب نے کیا تھا، وہ سب برباد ہوا تھا۔ مجھ کو یہ سن کر نہایت صدمہ واقع ہوا۔ بسبب کار ضرورت کے لاٹ صاحب بہادر کا تشریف لانا نہ ہوا۔ کچھ معاملہ، چنانچہ ہزار ہا کاروبار از حد ضرورت میں لاٹ بہادر متفکر رہتے ہیں۔ ایام فرصت کے نہ تھے۔ آخرش وقت شام کے، اس روز یہ عاصی اور میر کرم رسول، ہمراہ میرے، واسطے سیر حسین آباد کے، کہ وہ امام باڑہ محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل کہ ثانی بہشت [ہے]، روانہ ہوا۔

تو اس روز عجب تماشائے ملک لکھنؤ دیکھا کہ یہ سیر اتفاقاً نگاہ میں گزرتی ہے۔ کہ جس وقت ہم دونوں مکان پر سے چلے، تو راہ راہ روشنی دکانوں اور سڑکوں کی دیکھتے اور بھالتے، راہ گولہ گنج اور خاص بازار سے، کہ وہ وقت لائق سیر کے ہوتا ہے۔ برآمدوں پر کسبی لوگ، اپنی اوقات کے موافق، کوئی پوشاک زرتار، کوئی پوشاک دوشالوں، کوئی سادہ وضع، کوئی پوشاک رنگین پہنے، برآمدوں پر اور دکانوں میں اور کوٹھڑیوں میں، آراستہ آراستہ، بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور بھنگیریں بھی بشکل پریاں پوشاک قیمتی سے درست و آراستہ بیٹھیں؛ حقہ لوگوں کو پلاتیاں اور اشارے آنکھوں کے بتلاتیاں۔ اسی طور سے سیر و تماشا دیکھتے ہوئے سڑک پختہ پر روشنی فانوس میں رومی دروازہ تک پہنچے کہ وہاں سے برابر سڑک پختہ، مع بایں جلوس فانوس ہائے اور دو طرفہ خوانچہ والے مٹھائی اور نعمتوں کے برابر۔ اور جمیع دکاندار انواع انواع چیزیں بیچ رہے۔ اور اُس وقت رومی دروازہ سے لگا امام باڑہ موصوف تک ایک آگ لگی ہوئی تھی اور انبوہ خلائق کا بے حد و شمار کہ راستہ چلنے نہ دیتا تھا۔ اور گرمی مخلوقات اور روشنی کی اس قدر چشموں کو پھوک رہی تھی کہ بیان سے باہر۔ اور دروازہ مذکور سے سامنے، برابر سڑک دو رنگ، دو سانچہ، تماشا جنت الماوا نظر آئے دیتا تھا کہ ایک نور بے شمار قدرت ایزدی تھا کہ تمام مکانات اور گنبد اور در کلاں و خرد اور دیواریں اور پر کمریں امام باڑہ میں، کہ ہزار ہا جھاڑ اور ہانڈی اور دیوار گیری، زرد از زرد، سرخ از سرخ اور باہر صحن میں سبز از سبز،

زرد از زرد، سفید از سفید، مارے جھاڑوں اور گلاسوں سے صورت بہشت ہو رہا تھا۔ فقط امام باڑہ نہیں، جمیع مکانات اور دروازہ ہر سڑک سب کا سب روشنی شیشوں اور جھاڑوں اور جھاڑوں [کذا] اور فانوسوں، ہانڈیوں اور مردنگیوں، کنولوں، گلاسوں سے۔ چراغوں [کا] کام نہیں۔ ایک پرتو انور روشنیوں سبز رنگ کا ہو رہا تھا اور وہ دیواریں کہ جس میں گلاس بشکل بیل بوٹا برابر دو رنگ چہار طرفہ سڑک کے روشن چلے گئے تھے۔ اور دریچہ بدریچہ دروازوں میں جھاڑ اور سب کی جہات کوئی سرخ تو سب سرخ، کوئی سبز تو سب سبز، کوئی زرد تو سب زرد، کوئی سفید تو سفید۔ اور سب دکانوں میں چو طرفہ ایک ایک ہانڈی برابر، اور دیواروں پر گلاس برابر سب رنگ۔ یہ دیکھتا بھالتا، زیارت کرتا، اُس انبوہ خلائق سے بدن کو چھلتا چھلاتا، اور کپڑوں کو پھاڑتا، اور انبوہ کو چیرتا، ایک بار دروازہ امام باڑہ تک جا پہنچا تو کنارہ دروازہ سے زینہ تک برابر بیچ میں نہر دو رنگ چلی گئی تھی۔ اُس کے برابر دو طرفہ فانوس اور برابر تصویرات سنگ مرمر اور چھوٹے چھوٹے بجرے پڑے ہوئے، اور مچھلیاں سب رنگ تیریں اور چمنوں میں پھولوں اور میووں کی آراستگی اور خوشبو اور سارے روشنی کے واں پر دن ہو رہا تھا۔ کیا کیا تحریر کروں۔ اور اُس کے بعد امام باڑہ۔ ایک قدرت ایزدی نظر میں گزر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اندر اُس کے سونے اور چاندی اور جواہر بیش قیمت کے دوسرا امر نہ تھا۔ ضریحیں سونے اور چاندی کی، اور علم ہزارہا سونے اور چاندی کے، اور سب کے پٹکے پر از زرنگار۔ اور وہاں کے جھاڑوں اور فانوسوں اور مردنگیوں اور ہانڈیوں اور گلاسوں کا کیا شمار اور کیا تعریف۔ اور باہر صحن میں امام باڑہ کے ایک نمگیرہ مثل آسمان دلکشا دیکھتا تھا۔ پٹا پٹی بانات سلطانی نہایت وسیع اور اوپر امام باڑہ کے مارے روشنی شیشہ ہی شیشہ تھا۔ جو امر تھا، جنت الماوا کو سبقت لے جاتا تھا۔ اُس وقت بحسب حال اُس تیاری کے، یہ شعر جامی کے مجھ کو یاد آ گئے:

کوے تو کعبہ است یا خلد برین بوستان
یا گلستان ارم یا جنت الماوا ست این[۶۳]

اور بیچارے شیخ سعدی بھی یاد آئے:

مکن تکیہ بر عمر ناپایدار
مباش ایمن از بازی روزگار
ہم جس کو وطن سمجھے ہیں سو بے وطنی ہے
ہر وقت اجل مستعد راہ رہی ہے

کس کام کی یہ دولتِ دنیا و دنی ہے
محتاج کفن ہر کوئی محتاج و غنی ہے
کیوں کر صد و ہشتاد برس تک کا یقیں ہو
شاید کہ یہی دم نہ دمِ باز پسیں ہو
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسہ نہیں کل کا

اُس وقت یہ سب تماشا دنیا کا اس عاجز کو عالم سکوت معلوم معلوم [کذا] ہوتا تھا کہ افسوس ، ایک روز یہ مردہ جیتا تھا اور تختِ شاہی پر حکمرانی کر رہا تھا ۔ یہ سب تعمیر کروایا ہے ۔ کیا کیا خوشی اور دم حکومت پر بھرتا تھا ۔ اب وہی شخص زمین خاک میں خاک ہو کر مل گیا ۔ معلوم نہیں یہ کہاں ہوں اور کیا ہوں ۔ اپنے اعمالوں پر کیا کیا صدمے پا رہا ہو گا ۔ اب دوسرا شخص اُسی عہدے پر موئے کہ در زندگی ، بھولے ہوئے ، خوشی خوشی کا رعیش ونشاط میں بسر کر رہا ہے یہ نہیں معلوم

پتلا بنا ہوا، کوئی بالائے خاک ہے
جو خاک سے بنا ہے، وہ آخر کو خاک ہے

لعنت اس دنیا ناپائیدار پر! کیا کیا بھلاوا دے رہی ہے ۔ آخرش اس سیر وتماشے میں تھا کہ ایک بار آمد لاٹ صاحب بہادر کی ، واسطے جلوس دیکھنے حسین آباد کے ، ہوئی اور غل وشور مچ گیا کہ لاٹ صاحب بہادر تشریف لاتے ہیں ۔ یہ سن کر یہ عاصی بھی موقع دیکھ کر ایک کنارے کھڑا ہو رہا کہ بخوبی سیر سواری کی دیکھنے میں آوے ۔ اور آخرش سواری لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں اور صاحب خرد ، اور مصاحبان اور صاحبزادہ لاٹ صاحب بہادر مع سواری جلوس کے وارد ہوئے اور کپتان صاحب موصوف ، بعد سب صاحبان والا شان کے رونق دہ اُس جلوس لاثانی کے ہوئے ۔ سب طرف حسین آباد میں بندوبست اور آراستگی جلوس کی ، اور زیادہ تیز ہو گئی ۔ اُس وقت کیا سماں تھا اور کیا سامان اور کیا سامانِ قدرت معبود تھا کہ جس کا بیان نہیں اور انسان کہاں تک تحریر کرے اور بیان کر سکے ۔ اور مجھ کو صفائی اور رودریسی اور لیاقت میاں عظیم اللہ خان پر بسا تعجب آتا ہے کہ اگر چہ یہ صفائی اور خوش وضع اور خوش قطع ملک ہندوستان میں ہونا غیر ممکن ہے ، لیکن یہ شخص قوم حجام از حد دانائی اور صفائی کی کتاب پڑھ گیا ۔ آفرین است خان والا شان پر! کہ نمک حلالی اور خیر خواہی اپنے آقا سے مدارک کرتے تو اس

سے زیادہ کیا کرے کوئی، کہ ابھی تک مجاور اُس قبر کا بنا ہوا، جاروب کشی پر مستعد و سرگرم ہے اور مردے کو زندہ سمجھتا ہے۔ آفرین است تابعداری کی۔

اور اُس وقت ہمراہ لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں بہادر اور چھوٹے صاحب اور شہزادے لاٹ صاحب کے اور جمیع صاحبان لوگ اور انگریزنی صاحب حسن سیرت اور صورت کے جمیع جلوس اور اسباب دکھلاتا ہوا، اور باادب سیر کرواتا ہوا، اُس مکان بہشت ثانی میں ٹھہرتا تھا۔ اور لاٹ صاحب بہادر بھی بخوبی بہ دلجمعی ہمگیں جلوس ملاحظہ فرما رہے تھے۔ بے شک عجب مکان، ثانیِ خلد بریں تھا۔ اب قلم کہاں تک تحریر کرے اور دوڑ مارے۔ تا اینکہ سب تماشا دیکھتے بھالتے، عرصا ایک گھنٹہ تک تشریف فرما امام باڑہ کے رہے، کہ اس عرصہ میں سب اسباب اور جلوس اندر اور باہر کا ملاحظہ فرمایا۔ کہ اتفاقاً سوار ہوئے۔ اسی دھوم دھوم سے پھر سواری آہستہ آہستہ کوٹھی کو رونق افروز ہوئی کہ سب سڑکوں اور تالاب وغیرہ مکانات حسین آباد ملاحظہ کرتے اور دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ سبحان اللہ کیا طبع مبارک، اہل اخلاق اور اہل رئیسی اور صاحب نجابت اور شرافت لاٹ صاحب بہادر رکھتے ہیں۔ یہ کام انھیں لوگوں کا ہے۔ جو امر ہے زمانے سے نرالا ہے۔ اور اپنی لیاقت اور غریب پروری اور رعایا پروری اور سپاہ پروری کو یک ساعت خاطر شریف سے سہو نہیں فرماتے۔ جو امر پایا، زمانے سے باہر ہے۔ ان صاحبان لوگوں کے مرتبہ اور فضائل دیکھ کر حیرت میں آ گیا کہ سبحان اللہ کیوں کر نہ اُن کو خداوند صاحب حکومت اور صاحب تاج فرمائے۔ آفرین! ہزار آفرین!۔۔۔۔[۶۴]

بعدۂ بتاریخ چہاردہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری روز سہ شنبہ مطابق بیسویں نومبر سنہ اللہ عیسوی، وقت صباح کے، چنانچہ لاٹ صاحب بہادر نو بجے روانہ سمت پچھم از راہ کانپور ہوئے کہ اس وقت سے توپوں کی سلامی رخصتی کی ہوئی۔ اور راجا غالب جنگ بہادر اور ایک پلٹن ہمراہی ممتاز خان کپتان بنوری بہادر اور ایک کمپنی ہمراہ کپتان بارلو صاحب بہادر اور دیگر متفرقات فوج کمپنی پلٹن ہندوستانی وغیرہ ہمراہی راجا موصوف[۶۵] لاٹ صاحب بہادر کے واسطے بندوبست اور رسد رسانی اپنے ملک کے پہر میں ہمراہ رکاب جناب لاٹ صاحب بہادر کے ہوئی اور اُسی طرح خیمہ و ڈیرہ، جابجا، مقام بمقام، ایستادہ کیے گئے کہ تکلیف کدام امر کی واقع نہ ہو۔ فقط

تمام

حواشی

* صدر شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۱۔ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا)، صحیح البخاری۔

۲۔ ہم تجھے نہیں سمجھ پائے۔

۳۔ یہ اشعار خواجہ میر دردؔ کے ہیں۔ تیسرے مصرعے میں معمولی سا تغیر ملتا ہے۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے مرتبہ دیوان دردؔ میں یہ مصرع یوں ہے:

جس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے

خواجہ میر درد، دیوان دردؔ (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۸)، ص ۱۱۵۔ تاہم دیگر دواوین میں اس مصرع کی یہ صورت بھی موجود ہے جو کمبل پوش نے اختیار کی ہے۔

۴۔ ایک ضعیف حدیث قدسی کا جزو ہے۔ (لولاک لما خلقت الافلاک لولا علی لما خلقتک و لو لا فاطمہ لما خلقتکما۔ اے محمدؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ پیدا کرتا۔ اور اگر علیؓ نہ ہوتے تو میں آپ کو نہ پیدا کرتا اور اگر فاطمہؓ نہ ہوتیں تو میں آپ دونوں کو پیدا نہ کرتا)۔

۵۔ جنت آپؐ کی قیام گاہ، رضوان آپؐ کا امانت دار ہے۔ فردوس کی پاکیزگی، آپؐ کے گل رخ چہرے کی بدولت ہے۔ آپؐ بادشاہوں کو تاج عطا کرنے والے اور خاتم الانبیا ہیں۔ اے صاحب قرآنؐ! آپؐ دین و دنیا کے بادشاہ ہیں۔ آپؐ کا تخت فلک، تاج قمر، مہر علم اور جھولا قمر ہے۔ فتح و نصرت آپؐ کے ساتھ ہے کامیابی آپؐ کے ہم رکاب۔ آپؐ کی تلوار قدر اور دست مبارک قضا ہے۔ ترجمہ بشکریہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سرفراز ظفر صاحب، سابق صدر شعبۂ فارسی، نمل، اسلام آباد۔

۶۔ مصنف کی پہلی کتاب تاریخ یوسفی کا ذکر ہے جو عجائبات فرنگ کے نام سے زیادہ معروف ہوئی اور اب تک چار بار مرتب کی جا چکی ہے۔

۷۔ یہیں سے اس کتاب کا عنوان سیر ملک اودہ اخذ کیا گیا ہے۔

۸۔ یہ وہی کپتان مکنس صاحب بہادر ہیں جن کا ذکر ان کی پہلی کتاب تاریخ یوسفی میں بار بار ہوا ہے۔

۹۔ بمطابق ۳۰ جولائی، ۱۸۴۷ء۔

۱۰۔ متن میں "دولت ور" لکھا ہے لیکن اس کے اوپر حوالے کی علامت ڈال کر دائیں طرف کے حاشیے میں "صاحب مقدور" لکھ دیا گیا۔ غالباً وہ دولت ور کی جگہ "صاحب مقدور" کا لفظ استعمال کرنا چاہتے تھے یا ممکن ہے محض وضاحت کے لیے مطلب درج کیا گیا ہو۔

۱۱۔ متن میں "زبانی" کے املا میں تبدیلی کی گئی ہے اور حوالے کی علامت دے کر بائیں حاشیے میں یہی لفظ دوبارہ لکھا گیا ہے۔

۱۲۔ متن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قلمی نسخے پر پانی یا کوئی سیال گرنے سے "برہمن کا ایک" کے الفاظ کی روشنائی مدھم ہو گئی ہے لیکن الفاظ صاف پڑھے جاتے ہیں۔ وضاحت کے خیال سے حوالے کا نشان ڈال کر بائیں حاشیے پر یہی الفاظ دوبارہ لکھے گئے ہیں۔

۱۳۔ "جوان" کے لفظ کا حاشیے میں اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۴۔ سہواً لڑکی کو برہمن لکھ دیا گیا ہے۔ جب کہ پہلے مذکور ہے کہ لڑکی راجپوت قوم سے تعلق رکھتی تھی۔

۱۵۔ لفظ "جاتی" روشنائی پھیلنے کے باعث دائیں ہاتھ حاشیے میں مکرر لکھا گیا ہے۔

۱۶۔ متن میں "تھے" لکھا ہے مگر بائیں طرف حاشیے میں تصحیح کرکے "ہیں" لکھ دیا گیا ہے۔

۱۷۔ متن میں سہواً "سابق" لکھ دیا گیا تھا جس کی اصلاح کرکے بائیں حاشیے میں "لائق" لکھ دیا گیا ہے۔ دونوں جگہ علامتِ حاشیہ موجود ہے۔

۱۸۔ "زمانۂ سابقہ" کے الفاظ کا اضافہ بائیں حاشیے میں کیا گیا ہے۔

۱۹۔ اتر پردیش کا ایک قصبہ جو جنگلی پانڈے کی رہائش گاہ کی وجہ سے معروف ہے۔

۲۰۔ "میں" کے لفظ کا اضافہ دائیں حاشیے میں کیا گیا ہے۔

۲۱۔ لفظ "مجھرمار" کسی لغت میں نہ مل سکا لیکن قیاس ہے کہ یہ لفظ ان ہندوستانی سپاہیوں کے لیے استعمال ہوتا ہوگا جو میدانِ جنگ کے بجائے شہروں اور دیہات میں پاسبانی اور نگرانی کا کام کرتے ہوں گے گویا معاصر عہد میں نجی محافظوں جیسے فرائض سرانجام دینے والے۔

۲۲۔ متن میں املائی غلطی کی دائیں حاشیے میں اصلاح کی گئی ہے۔

۲۳۔ متن میں "میرم" کے بجائے "مکھم" لکھا ہے۔ بائیں حاشیے میں علامتِ حوالہ دے کر "میرم" لکھا گیا ہے۔

۲۴۔ عجب دور زمانہ، حیران کن گردشِ آسمان کہ بادشاہِ وقت نادان، وزیر تدبیر کرنے میں پریشان، سپہ سالار قطب (ولی) سردار بے سروسامان، مددگار روپشت پناہ سرگرداں، رعایا پریشان، اس کا تدارک کیسے ہو، کس طرح چین آئے۔ اگر ایک رات قرار آئے تو دوسری رات نہیں آتا۔ جنابِ والا کی نوکری میں ایک راستے کی صعوبت، دوسرا غلے اور گھاس کی مشکل، تیسرا بندۂ درگاہ کی کم قراری، چوتھا ہرگز رتے مہینے کا فقر وفاقہ، وقت بے وقت کی عرض داشت، ہمارے حال سے خدا آگاہ، حیران ہوں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟ دس ماہ کی تنخواہ واجب الادا ہے ایک کی نہیں ملی، اس کی بھی امید ہے کہ کسی دن مل جائے گی۔ کچھ اور نہیں جو تحریر کیا جائے۔ شمشیر رہن رکھ دی، ڈھال بیچ دی، میرا گھوڑا بھوک کے مارے گدھے کی دُم (لاغر) ہو گیا ہے۔ بڑا بارِ لعنت اس اپنی نوکری پر۔ کب تک جور وجفا برداشت کروں کہ آپ کی طرح آرام سے بسر کروں۔ کاسۂ گدائی لے کر دربدر پھروں، ضروری ہوگا، میری گزارش پہنچا دیں۔ (ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سرفراز ظفر، سابق صدر شعبۂ فارسی، نمل، اسلام آباد۔)

۲۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

http://www.gazetteering.com/asia/india/state-of-uttar-pradesh/6993997-raihar-distributary.html

۲۶۔ مولیٰ کی مرضی سب پر مقدم ہے۔

۲۷۔ القرآن، آلِ عمران:۱۸۵۔ اصل آیت مبارکہ یہ ہے: کـل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامة۔ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمھاری قیامت ہی کے روز ملے گی۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)۔

۲۸۔ یہ وہی جوزف جوہانس صاحب ہیں، جن کی تحریک پر منشی نول کشور نے ۱۸۷۳ء میں تاریخ یوسفی کو عجائبات فرنگ کے نئے نام سے چھاپا تھا۔ روزی لویلین جونز (Rosie Llewellyn-Jones) نے ماخذ کا حوالہ دیے بغیر ان کے بارے میں یہ معلومات فراہم کی ہیں کہ وہ آرمینیا سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان کے فرد تھے جو طویل مدت سے لکھنؤ میں رہائش پذیر تھا اور جنھوں نے لکھنؤ کے کئی نوابوں کی نوکری کی تھی۔ وہ ایک مصور تھے لیکن جدید فوٹوگرافی میں بھی مہارت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور انھوں نے لکھنؤ میں اپنا فوٹوگرافی کا سٹوڈیو قائم کر رکھا تھا۔ *Engaging Scoundrels: True Tales of Old Lucknow* (نئی دہلی: آکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۹۸ء)، ص ۹۹۔ عجائبات فرنگ کے نول کشور ایڈیشن کے

اندرونی سرورق پر ان کے اخلاق و مروت کے ساتھ ساتھ "شمپو فوٹو گرافک" کی بھی تعریف کی گئی ہے۔

۲۹۔ یہاں عیسوی اور ہجری تاریخوں میں مناسبت نہیں ہے۔ ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، عیسوی کیلنڈر کے مطابق اکتیس اکتوبر ۱۸۴۷ء ہے اور دو نومبر ۱۸۴۷ء ہجری کیلنڈر کے مطابق ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری ہے۔ اس سے پہلے مصنف نے ۳۰ اکتوبر کے واقعات کا ذکر کیا ہے جو ان کے بیان کے مطابق ۱۹ ذی قعدہ تھی، تاہم برقی کیلنڈر کے مطابق وہ ۲۰ ذی قعدہ قرار پاتی ہے۔ ہجری اور عیسوی تاریخوں میں ایک دو دن کا فرق بھول چوک کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے اور رویت ہلال میں اختلاف کا بھی۔ اس متن میں بھی ایک دو مقامات پر یہ اختلاف نظر آتا ہے۔

۳۰۔ ان کا ملک اور سلطنت قائم رہے۔

۳۱۔ عارضی زندگانی پر بھروسہ نہ کر   روزگار کے کھیل سے غافل نہ ہو

۳۲۔ متن میں "تھے" ہے حاشیے میں "ہیں" لکھ کر تصحیح کی گئی ہے۔

۳۳۔ متن میں "گیا" ہے حاشیے میں تصحیح کر کے "آیا" لکھا گیا ہے۔

۳۴۔ Robert Keith Pringle۔ یہ وہی پرنگل صاحب ہیں جن کا ذکر تاریخ یوسفی میں کئی مقام پر آیا ہے۔ تاہم تمام مطبوعہ متون میں انھیں "پرنگل" لکھا گیا ہے۔ انھی کے توسط سے اس سفرنامے کا مسودہ انڈین انسٹی ٹیوٹ او کسفرڈ کو حاصل ہوا۔ انھوں نے انڈین سول سروس میں اہم خدمات سرانجام دی تھیں۔ ۱۸۴۰ء میں بمبئی میں چیف سیکرٹری رہے۔ ۱۸۴۷ء میں سندھ میں سر چارلس نیپئر (۱۷۸۲ء-۱۸۵۳ء) کے جانشین ہو گئے۔ ۱۸۵۴ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ کمبل پوش نے اپنے سفرنامۂ انگلستان میں یورپ سے واپسی کے سفر کے دوران قلعۂ جبرالٹر کے مقام پر پرنگل صاحب سے اپنی اچانک ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: "ناگاہ پرنگل صاحب میرے دوست نظر آئے۔ ولایت سے ہندوستان آئے تھے۔۔۔ پرنگل صاحب سے اور مجھ سے فقط شناسائی تھی نہ رسمِ اتحاد و فرط دوستی۔ پاس شناسائی سے انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا۔ ہندوستان میں ایسی محبت اپنے ہم جنسوں سے کوئی نہیں کرتا۔ میں جب تک دم میں دم رکھتا ہوں، دم شکر گزاری ان کی کا بھرتا ہوں۔" (تاریخ یوسفی، مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۱۰۸) اس ملاقات کے بعد ان کا ذکر بار بار آتا رہا۔ پرنگل صاحب کمبل پوش کے ہم سفر رہے اور بمبئی میں بھی ان دونوں کے درمیان رفاقت رہی۔ اس لیے یہ بات تعجب خیز نہیں کہ کمبل پوش نے اپنے دوسرے سفرنامے کا مسودہ انھیں پیش کیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کمبل پوش نے یہ سفرنامہ انھی کی تحریک پر لکھا ہو تاہم متن میں اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔

۳۵۔ غالباً یہاں بست و ششم کی بجائے، سہواً صرف ششم لکھا ہے کیوں کہ ۶ نومبر ۱۸۴۷ء کو ذی قعدہ کی ۲۷ تاریخ تھی۔

۳۶۔ "سواری" کا لفظ متن میں حذف شدہ ہے اور بائیں حاشیے میں علامت ڈال کر تحریر کیا گیا ہے۔

۳۷۔ اگر کوئی جنت ارضی ہے تو یہی ہے، یہی ہے یہی ہے۔

۳۸۔ فارسی مصرعے میں "سو" نہیں "صد" ہونا چاہیے مگر کمبل پوش نے ہر جگہ "سو" ہی لکھا ہے۔

۳۹۔ اللہ تمھیں اس کی اچھی جزا دے۔

۴۰۔ متن میں "ہے" کی بجائے "ہیں" لکھا ہے جس پر علامت حاشیہ ڈال کر بائیں حاشیے میں درست لفظ یعنی "ہے" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۱۔ سخی تو اپنے مال کا پھل کھاتے ہیں اور بخیل سونے چاندی کا غم کھاتے ہیں۔ کمبل پوش نے "غم سیم وزر" کے بجائے "غم و سیم وزر" لکھا ہے۔

۴۲۔ اس سے قبل کے تین جملے: "آج کے روز۔۔۔ سپاہ پروری" مکرر تحریر ہیں۔ یہاں سے یعنی ورق ۹۱ ب تا ۹۷ ب کی پہلی متن تک

چھوٹے قط کا قلم استعمال کیا گیا ہے جو باقی متن سے واضح طور پر نمایاں محسوس ہوتا ہے؛ تاہم خط یکساں ہے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مسودہ نقل شدہ ہے۔ البتہ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ نقل کسی کاتب نے کی ہے یا خود مصنف نے۔

۴۳۔ متن میں "تھے" لکھا ہے۔ بائیں حاشیے میں اصلاح کر کے "ہیں" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۴۔ متن میں "گئی" ہے مگر بائیں حاشیے میں اصلاح کر کے "گئیں" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۵۔ لا سیف الا ذوالفقار۔ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔

۴۶۔ خدا کرے تو جہان میں اقبال مند، جواں بخت، جواں دولت اور جواں سال رہے۔

۴۷۔ "اپنی اپنی" کے الفاظ حاشیے میں ایزاد کیے گئے ہیں۔

۴۸۔ "لو بجاتیں" کے آخری حروف پر روشنائی پھیلنے کے آثار ہیں اس لیے اس لفظ کو متن میں نشان زد کر کے حاشیے میں دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔

۴۹۔ اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں غرق ہو گئیں کیونکہ کنارے پر کوئی تختہ نظر نہیں آتا۔

۵۰۔ ہمت چند اپنے نے دھر چلے جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے (خواجہ میر درؔد دیوان دردؔ، اردو، ص ۲۲۲)۔

۵۱۔ افسوس کہ پلک جھپکتے ہی میں دوست کی رفاقت اختتام کو پہنچی۔ ابھی چمن کی سیر بھی نہ کی تھی کہ بہار کا موسم تمام ہو گیا۔

۵۲۔ متن میں سہواً "خلوتخانہ" لکھا گیا ہے جسے حاشیے میں درست کر کے "خلوتانہ" لکھ دیا گیا ہے۔

۵۳۔ متن میں "ہیں" لکھا ہے اور حاشیے میں درست کر کے "ہے" لکھ دیا گیا ہے۔

۵۴۔ اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی۔ سورۃ الصف: ۱۳ ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی۔

۵۵۔ خاک کو (اس) عالم پاک سے کیا نسبت!

۵۶۔ متن میں "ناہی" لکھا ہے اور بائیں حاشیے میں تصحیح کر کے "نہیں" لکھا گیا ہے۔

۵۷۔ متن میں "پہنچے" لکھا ہے۔ حاشیے میں اصلاح کر کے "پہنچائے" لکھا گیا ہے۔

۵۸۔ یہ رخسار ہے، یا چاند، یا لالے کا سرخ پھول؟ یہ سورج کی کوئی کرن ہے یا دلوں کا آئینہ ہے۔

۵۹۔ متن میں "خواصی" لکھا ہے، دائیں حاشیے میں تصحیح کر کے "خلاصی" لکھا گیا ہے۔

۶۰۔ یہاں (۱۴۲ب) سے مخطوطے کے اختتام تک چھوٹے قط کا قلم استعمال کیا گیا ہے۔

۶۱۔ "سے کا کچھ" کے الفاظ حاشیے میں ایزاد کیے گئے ہیں۔

۶۲۔ متن میں "تھیں" لکھا ہے۔ حاشیے میں تصحیح کر کے "تھے" لکھا گیا ہے۔

۶۳۔ تیرا کوچہ کعبہ ہے یا جنت ارضی، یا گلشن! یہ گلستان ارم ہے یا جنت الماوا!

۶۴۔ اس کے بعد دس بارہ الفاظ پر مشتمل ایک فقرہ ہے جو اس قدر تنگ اور ایک دوسرے سے پیوست حروف میں لکھا گیا ہے کہ پڑھنا محال ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ اس جملے کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے اور جگہ کی تنگی کے باعث الفاظ ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے ہیں۔

۶۵۔ "راجا موصوف" کے الفاظ کا اضافہ حاشیے میں کیا گیا ہے۔

فرہنگ

مخففات:

آصفیہ: فرہنگِ آصفیہ

نور: نوراللغات

کشوری: لغاتِ کشوری

اوکسفرڈ: اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت

کلاسیکی: کلاسیکی ادب کی فرہنگ

ابل: عربی ۔اسم مذکر۔اونٹ شتر ۔(کشوری)

اتا رُو: صفت ۔کسی کام کے لیے پر عزم ۔(اوکسفرڈ)

اردلی: انگریزی ۔orderly۔اسم مذکر ۔سواری کے ساتھ چلنے والے سپاہی ۔جلوسِ سواری ۔(آصفیہ)

ارژنگ: فارسی ۔اسم مذکر۔ایک نقاش کا نام جو شہر چین میں رہتا تھا۔وہ کتاب جس میں بہت تصویریں ہوں ۔(کشوری)

ارنا: ہندی ۔اسم مذکر ۔جنگل میں گائے بھینس کا گوبر جو خود بخود اصلی حالت پر سوکھ جاتا ہے،اپلا ۔یا ایک قسم کا جنگلی بھینسا،جسے بن سونڈ کا ہاتھی بھی کہتے ہیں ۔(آصفیہ)

اشراف: عربی ۔اسم مذکر۔امیر زادہ ۔عالی نسب ۔رئیس ۔(آصفیہ)

اشفاق: عربی ۔شفقت کی جمع ۔مہربانیاں ۔عنایتیں ۔(کشوری/نور)

اصیل: عربی ۔صفت ۔اچھی نسل والا،شریف ۲۔عمدہ لوہے کی تلوار ۔(آصفیہ)

الحال: عربی ۔تابع فعل ۔اب،ابھی،بر دست ۔(آصفیہ)

المشرح ہونا:اردو ۔فعل لازم ۔ظاہر ہونا ۔مشہور ہونا ۔(آصفیہ)

الوان: عربی ۔اسم مذکر۔جمع لون بمعنی رنگ ۔۲:اردو ۔پشمینہ ۔اونی چادر جس پر کام بنا کے دوشالے، رومال تیار کرتے ہیں ۔(کشوری/نور)

الّا: عربی ۔حرف استثنا۔لیکن ۔بجز نہیں تو ۔(نور/کشوری)

امروز: فارسی۔آج کا دن۔(کشوری)

انار: فارسی۔اسم مذکر۔ایک قسم کی آتشبازی۔(آصفیہ)

اندارا: ہندی۔اسم مذکر۔بہت چوڑا اور عمیق کنواں۔(آصفیہ)

انصرام: عربی۔اسم مذکر۔بندوبست۔انتظام۔(آصفیہ)

انقضا: عربی۔اسم مذکر۔گزرنا۔پورا ہونا۔(آصفیہ)

انگشتِ حیرت بدہان: فارسی(انگشت دردہان ماندن)۔بمعنی حیرت(یا تاسف)سے دانتوں میں انگلی دبا لینا۔(کشوری)

انگلش/انگلس: انگریزی۔اسم مؤنث۔پنشن،وظیفہ،وہ تنخواہ جو ایام ملازمت کی کارگزاری کے صلے میں گورنمنٹ سے اپاہج یا بوڑھا ہوجانے پر ملتی ہے۔(آصفیہ)

آخرش: فارسی۔تابع فعل۔انجام کار۔آخرکار۔الغرض۔(آصفیہ)

بان بردار: اردو۔اسم مذکر۔وہ شخص جو ہاتھی کی سواری کے وقت ہاتھی کے بگڑ جانے کے اندیشے سے خدنگے، خواہ ہوائیاں،اپنے ہمراہ لے کر ہاتھی کے ساتھ ساتھ چلے۔آصفیہ۔

بانات/باناتی: ہندی۔ایک قسم کا اونی کپڑا جو نہایت دبیز اور گرم ہوتا ہے۔(آصفیہ)

بان: ہندی۔اسم مذکر۔وہ خدنگہ جو فیل بان ہاتھی کے ڈرانے کے واسطے،بان داروں کے پاس بروقت سواری رکھوا دیتے تھے۔ ۲:ایک قسم کی ہوائی جو اگلے زمانے کی لڑائیوں میں دشمن کی طرف چھوڑا کرتے تھے۔(آصفیہ)

بتی دکھانا: ہندی۔فعل متعدی۔توپ یا بندوق چھوڑنا،آگ دینا۔(آصفیہ)

بتی: ہندی۔اسم مؤنث۔توپ یا بندوق سر کرنے کا فتیلہ۔(آصفیہ)

بجرا/بجرہ: انگریزی۔Budgerow۔اسم مذکر۔ایک متوسط درجے کی گول اور خوش نما کشتی جس میں امیر لوگ بیٹھ کر دریا کی سیر کرتے ہیں۔(آصفیہ)

بچالی: ہندی۔اسم مؤنث(پورب)۔ایک قسم کی گھاس جو گھوڑے کے تھان پر بچھائی جاتی ہے۔(آصفیہ)

بخیہ: فارسی۔اسم مذکر۔مضبوط سیون۔دوہرا یا پکا ٹانکا۔(آصفیہ)

بدعت: عربی۔اسم مؤنث۔ظلم۔تشدد۔سختی۔(نور)

بدون: فارسی/عربی۔حرف استثنا۔بغیر۔ماسوا۔بجز۔(آصفیہ)

برج: عربی۔اسم مذکر۔گنبد۔غبارہ۔کسی سیارے کا مقام۔(آصفیہ)

برچھی: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک چھوٹا بھالا، جس کا پھل چھوٹا ہوتا ہے۔نیزہ۔(آصفیہ)

بردہ: اسم صفت۔تباہ شدہ۔برباد شدہ۔(اوکسفرڈ)

بست: فارسی۔بیس کا عدد۔(کشوری)

بسیار: فارسی۔بہت۔(کشوری)

بعدہٗ: عربی۔اس کے بعد۔(کشوری)

بگھی/بگی: انگریزی۔اسم مؤنث۔گھوڑا گاڑی۔دو یا چار پہیوں کی گاڑی۔(نور)

بجرد: فارسی۔فوراً۔جھٹ۔(کشوری)

بنابر: فارسی۔اس لیے۔اسی سبب۔(کشوری)

بوچہ/بوچا: ہوادار، تام جھام، ایک قسم کی امیروں کی سواری، جسے کہار اٹھاتے ہیں۔(آصفیہ)

بہری: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک شکاری پرندے کا نام جو اکثر کبوتروں کا شکار کیا کرتا ہے۔بعض ترکی لغات میں یہ لفظ حائے حطی سے پایا جاتا ہے۔(آصفیہ)

بہل: ہندی۔اسم مؤنث۔بیلوں کی گاڑی جس کو بہلی بھی کہتے ہیں۔(نور)

بہیر: ہندی۔اسم مؤنث۔فوج کے پیچھے پیچھے جو سائیس اور شاگرد پیشہ افراد کی قطار جاتی ہے۔اس میں فوجی آدمیوں کی بیویاں اور ہر قسم کے دکاندار بھی داخل ہیں۔(آصفیہ)

بھالا: ہندی۔اسم مذکر۔برچھا، بلم، نیزہ۔(آصفیہ)

بھٹکیرن: ہندی۔اسم مؤنث۔ساقن، وہ عورت جو نشہ بازوں کو حقہ یا بھنگ وغیرہ پلاتی ہے۔(آصفیہ۔)

بھیرویں اڑانا یا گانا: فعل لازم۔خوشی کے گیت گانا۔(آصفیہ)

بھیرویں: ہندی۔اسم مؤنث۔بھیروں راگ کی پانچ راگنیوں میں سے ایک راگنی کا نام۔(آصفیہ)

بین انگریزی: ہندی ۔اسم مؤنث ۔تنتری ،ستار یا طنبورے کی وضع کا ایک باجا ،جس میں دونوں طرف
تونبے ہوتے ہیں ۔(آصفیہ)

پاجی: فارسی ۔صفت ۔کمینہ ۔فرومایہ ۔رذیل ۔بد ذات ۔(آصفیہ)

پارچہ: فارسی ۔اسم مذکر ۔کپڑا لتہ ۔پوشاک ۔لباس ۔ایک قسم کا ریشمی کپڑا ۔(آصفیہ)

پالکی: ہندی ۔اسم مؤنث ۔ایک قسم کی خم دار ڈنڈوں کی ڈولی ۔(آصفیہ)

پانز دہم: فارسی ۔پندرھواں ۔ (کشوری)

پٹا پٹی: ہندی ۔وہ پردہ یا پوشاک جس میں رنگ برنگ پھول پتے بنے ہوں ۔(آصفیہ)

پچرنگی: ہندی ،صفت ۔پانچ رنگ کی ۔(آصفیہ)

پراگندہ: فارسی ۔صفت ۔منتشر ۔تتر بتر ۔(آصفیہ)

پڑاقا: اردو ۔اسم مذکر ۔لکھنؤ ۔پٹاخا ۔ایک قسم کی آتش بازی ۲: دہلی ۔پٹاخے کی آواز ۔(آصفیہ)

پنس: اردو ۔اسم مؤنث ۔پالکی ایک قسم کی امیرانہ سواری جسے کہار لے کر چلتے ہیں ،انگریزی لفظ
pinnace سے لیا گیا ہے ۔پنیس یا فنس بھی بولتے ہیں ۔(آصفیہ)

پیال: سنسکرت ۔اسم مذکر ۔پورب ،لکھنؤ ۔دھان یا کودوں کا بھس جس کو بچھا کر اکثر غریب لوگ جاڑوں
میں سوتے ہیں ،پرال ۔(نور آصفیہ)

تا عمر ے: تابع فعل ۔تا بہ حیات ۔جیتے جی ۔

تال: ہندی ۔اسم مذکر ۔تالاب ۔(آصفیہ)

تام جان/تام جھام: ہندی ۔اسم مذکر ۔ایک قسم کی پالکی ۔(آصفیہ)

تشنہ و گرسنہ: فارسی ۔پیاسا اور بھوکا ۔ (کشوری)

تغما: اردو ۔اسم مذکر ۔نشانی ۔ مہر ۔ترکی میں صحیح تمغا ۔(آصفیہ)

تقرر: عربی ۔اسم مذکر ۔تعین ۔قیام ۔(آصفیہ)

تقید: اردو ۔اسم مؤنث ۔لغوی ،قید کرنا ۔اصطلاحی ،تاکید و تنبیہ (آصفیہ)

تکفین و تدفین: فارسی ۔کفن دفن ۔ (کشوری)

تلنگا: ہندی۔اسم مذکر۔وہ انگریزی سپاہی جسے انگریزی پوشاک پہنائی جاتی ہے۔(آصفیہ)

توشک خانہ: ترکی رفارسی۔اسم مؤنث۔وہ مکان جہاں اوڑھنے، پہننے یا بچھانے کے کپڑے رکھے جائیں۔ پارچہ خانہ۔(آصفیہ)

ٹاپو: ہندی۔اسم مذکر۔جزیرہ۔۔وہ خشک زمین جو دریا یا سمندر کے بیچ میں ہو۔(آصفیہ)

ٹٹو: ہندی۔اسم مذکر۔چھوٹے قد کا گھوڑا۔(آصفیہ)

ٹکورا: ہندی۔اسم مذکر۔ڈنکا، نوبت کی آواز۔(آصفیہ)

ٹھوکر: ہندی۔اسم مؤنث۔پایہ دار بہل جس میں تابوت وغیرہ رکھتے ہیں۔(نور)

ثمین: عربی۔قیمتی۔گراں بہا۔(کشوری)

جال کرچ: ہندی۔اسم مؤنث۔پیٹی اور تلوار، مع پرتلا۔(نور/آصفیہ)

جڑاؤ: ہندی۔اسم مذکر۔مرصع۔جواہرات سے جڑا ہوا۔(آصفیہ)

جزاکم اللہ خیرا: عربی۔اللہ آپ کو اس کا اچھا بدلہ دے

جلوی: عربی۔صفت۔منسوب بہ جلوس۔سامانِ جلوس۔شاہی جلوس کے ملازم۔(آصفیہ)

جلوس: عربی۔اسم مذکر۔امیروں اور بادشاہوں کی سواری۔شان و شوکت۔کر و فر۔(آصفیہ)

جمع: عربی۔اسم مذکر۔سرمایہ۔پونجی۔دھن دولت۔(آصفیہ)

جنت الماوا: عربی۔اسم مؤنث۔بہشت۔(نور)

جواہر نگار: فارسی۔صفت۔مرصع۔جڑاؤ۔(آصفیہ)

جوت: ہندی۔اسم مؤنث۔روشنی۔اجالا۔چمک۔(آصفیہ)

جہیز: عربی۔اسم مذکر۔اسباب۔سامان۔(آصفیہ)

جھابر رجھابڑ: ہندی (گنوار)۔اسم مؤنث۔وہ زمین جہاں دلدل ہو۔(آصفیہ)

جھاڑ: ہندی۔اسم مذکر۔بلور یا آبگینہ کا فانوس، جو امیروں کے مکانوں میں روشنی اور زیبائش کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔(آصفیہ)

جھبا: ہندی۔اسم مذکر۔پھندنا۔(آصفیہ)

جیغہ: ترکی ۔اسم مذکر ۔ایک مرصع زیور کا نام جو پگڑی پر باندھا جاتا ہے ۔(آصفیہ) یہ دو انچ چوڑی اور چھ انچ لمبی مخمل کی پٹی ہوتی تھی جس پر زری کا کام ہوتا تھا اور سونے کا ایک جڑاؤ پتر اٹنکا ہوا ہوتا تھا ۔(کلاسیکی)

جُھول: ہندی ۔اسم مؤنث ۔ہاتھی کے اوپر ڈالنے کا کپڑا ۔پوشش حیوانات ۔(آصفیہ)

چاہ: فارسی ۔اسم مذکر ۔کنواں ۔(آصفیہ)

چپ: فارسی ۔بایاں ۔بائیں طرف ۔(کشوری)

چپراسی: اردو ۔اسم مذکر ۔ہرکارہ ۔سپاہی ۔قاصد ۔(آصفیہ)

چرخ: فارسی ۔اسم مذکر ۔ایک قسم کا شکرہ ۔ایک درندے جانور کا نام جو کتوں کو کھا جاتا ہے ۔لگڑ بھگا ۔تیندوا ۔(آصفیہ)

چکلے دار: اردو ۔اسم مذکر ۔صوبہ دار ۔ناظم علاقہ ۔جاگیردار ۔داروغہ ۔(آصفیہ)

چوبدار: فارسی ۔اسم مذکر ۔سونٹا بردار ۔نقیب ۔عصابردار ۔وہ نوکر جو سونے چاندی کا خول چڑھا ہوا سونٹا لے کر امیروں کے آگے آگے چلتا ہے ۔(آصفیہ)

چوپڑ کا بازار: اردو ۔اسم مذکر ۔چار راستوں کا بازار، وہ بازار جس کے چاروں طرف دکانیں ہوں ۔(آصفیہ)

چھاتا رچھاتہ رچھتر: ہندی ۔اسم مذکر ۔بڑی چھتری ۔(آصفیہ)

چھکڑا رچھکڑ: ہندی ۔اسم مذکر ۔چھے بیلوں کی گاڑی ۔(آصفیہ)

چھولداری: اردو ۔اسم مؤنث ۔سپاہیوں کے رہنے کا چھوٹا سا ڈیرہ ۔انگریزی لفظ سولجر سے بنایا گیا ہے ۔(آصفیہ)

چُھرا: ہندی ۔اسم مذکر ۔چھوٹی چھوٹی گولیاں، جو بندوق میں رکھ کر چھوڑتے ہیں ۔(آصفیہ)

چُھرا چلنا: ہندی ۔فعل لازم ۔نگریزوں کی بوچھاڑ ہونا ۔(آصفیہ)

حبہ: عربی ۔اسم مذکر ۔قلیل مقدار ۔غلے کا دانہ ۔(آصفیہ)

خاص بردار: فارسی ۔اسم مذکر ۔ایک قسم کے سپاہی جو بادشاہ یا امیروں کی سواری کے آگے کندھوں پر بندوقیں رکھ

کے چلتے ہیں۔ (آصفیہ)

خبرگیران: فارسی۔اسم مذکر۔خبرگیر کی جمع۔نگہبان۔محافظ۔دانہ پانی کا خیال رکھنے والے۔ (آصفیہ)

خرمہرہ: فارسی۔اسم مذکر۔ادنیٰ سکہ۔کوڑی۔(آصفیہ)

خر: فارسی۔اسم مذکر۔گدھا۔ (آصفیہ)

خرابی: فارسی ۔اسم مؤنث ۔تباہی وبربادی۔(آصفیہ)

خرد: فارسی ۔صفت ۔چھوٹا ۔ریزہ۔(کشوری)

خلاصی: اردو۔اسم مذکر۔خیمہ ایستادہ کرنے والے۔(آصفیہ)

خلد اللہ ملکھم و سلطنتھم: اللہ ہمیشہ ان کی مملکت وسلطنت قائم رکھے۔

خلعت: عربی ۔اسم مذکر۔لباس یا جوڑا جو بادشاہوں یا امیروں کے ہاں سے انعام میں دیا جائے۔ (آصفیہ)

خواصی: عربی ۔اسم مؤنث ۔خدمتگاری ۔ملازمت ۔ہودج کے پیچھے کی وہ جگہ جہاں امیروں یا رئیسوں کی سواری کے وقت اعلیٰ درجے کا ملازم بیٹھتا ہے۔عماری کی پچھلی بیٹھک۔ (آصفیہ)

خورش: فارسی ۔طعام ۔خوراک۔(کشوری)

دبدھا: ہندی۔اسم مؤنث ۔تذبذب۔شک وشبہ۔(آصفیہ)

درماہہ: فارسی۔اسم مذکر۔تنخواہ۔مشاہرہ۔(آصفیہ)

درلیس کرنا: اردو (لشکری)۔فعل متعدی۔ہموار کرنا،زمین کو برابر کرنا۔(آصفیہ)

درلیس: اردو (لشکری)۔تابع فعل ۔لیس ۔تیار۔آراستہ۔مرتب۔چوکس۔کیل کانٹے اور وردی سے درست ۔(آصفیہ)

دست گاہ/دستگاہ: فارسی ۔اسم مؤنث ۔قدرت ۔طاقت ۔مقدور۔مال اسباب ۔(آصفیہ)

دغدغہ: اردو۔اسم مذکر۔قمقمہ۔ایک قسم کی چھوٹی قندیل ۔روشن ۔تاباں۔(آصفیہ)

دفتر: فارسی ۔اسم مذکر۔طویل کہانی،قصہ یا رپورٹ ۔(آصفیہ)

دگلا: ہندی ۔اسم مؤنث ۔لبادہ۔روئی دار انگرکھا۔(آصفیہ)۔

دگلہ: فارسی۔قبا سپاہیوں کی۔(کشوری)

دم دینا: اردو۔فعل متعدی۔فریب دینا۔بہکانا۔(آصفیہ)

دی: فارسی۔اسم مؤنث۔چھوٹی سی گزگڑی۔ایک قسم کا چھوٹا حقہ۔(آصفیہ)

دنیوی: عربی۔اسم صفت۔دنیا سے منسوب۔متعلق بہ دنیا۔(آصفیہ)

دوچوب: فارسی۔اسم مذکر۔دوچوب کا خیمہ۔(آصفیہ)

دوڑ کرنا رد وڑ مارنا: ہندی۔فعل لازم۔تاخت و تاراج کرنا۔یکا یک حملہ آور ہونا۔نہایت کوشش کرنا۔ (آصفیہ)

دوڑ: ہندی۔اسم مؤنث۔دھاوا۔چڑھائی۔دشمنوں یا مجرموں کی گرفتاری کے لیے شتاب روی۔ (آصفیہ رنور)

دوشالہ: فارسی۔اسم مذکر۔چادر جوڑا۔الوان کی دوہر پشمینہ کی چادر کا جوڑا۔(آصفیہ)

دہل: اسم مذکر۔طبل۔(اوکسفرڈ)

دھانی: ہندی۔اسم مؤنث۔ہلکا سبز رنگ۔زردی مائل سبز رنگ۔(آصفیہ)

دھایا ردھاوا: ہندی۔اسم مؤنث۔ہلّا۔یورش۔چڑھائی۔(آصفیہ)

دھمادھم: ہندی۔اسم مؤنث۔کودنے اور گرنے کی آواز، دھواں دھوں مارنے کی آواز، متواتر گھونسا ور کے کی آواز۔(آصفیہ)

دیوار گیری: اردو۔اسم مؤنث۔وہ مشجر کپڑا جو دیواروں پر خوش نمائی کے واسطے لگاتے ہیں۔نیز کپڑے کی منڈھی ہوئی دیوار، یا وہ کپڑا جو دکاندار پشت کی حفاظت کے واسطے تھڑے کی دیوار پر لگا دیتے ہیں۔ (آصفیہ)

ڈاک: ہندی۔گھوڑے یا پالکی وغیرہ کی چوکی۔جا بجا انتظام سواری۔(آصفیہ)

ڈالی: ہندی۔اسم مؤنث۔دوشاخوں کی ٹوکری جس میں پھول یا میوہ وغیرہ سجا کر امیروں اور سرداروں کی نذر کرتے ہیں۔(آصفیہ)

ڈنکنی: ہندی۔اسم مؤنث۔ڈائن۔(آصفیہ)

ڈیرا: ہندی۔اسم مذکر۔تنبو۔کپڑے کا گھر۔خرگاہ۔پال۔بے چوبہ۔(آصفیہ)

ڈیوڑھی: ہندی۔اسم مؤنث۔دہلیز۔آستانہ۔دربارداری۔رئیسوں یا امیروں کے ہاں کی آمدورفت۔ (آصفیہ)

راتب: عربی۔اسم مذکر۔روزمرہ کی معمولی خوراک۔روزینہ۔وظیفہ۔گھوڑے کا معمول کے علاوہ دانا۔(آصفیہ)

راس: عربی۔اسم مذکر۔مویشی یا جانور کا سر۔وہ لفظ جو مویشی کی تعداد کے ساتھ آتا ہے۔(آصفیہ)

راست: فارسی۔دایاں۔دائیں طرف۔(کشوری)

رانڈ: ہندی۔اسم مؤنث۔بیوہ عورت۔(آصفیہ)

رتھ: ہندی۔اسم مذکر و مؤنث۔ایک قسم کی دیسی گاڑی جس کے اوپر برجی سی بنی ہوتی ہے۔ایک قسم کی عمدہ سواری۔(آصفیہ)

رسالہ: عربی۔اسم مذکر۔آٹھ سو یا ہزار سواروں کا دستہ۔(آصفیہ)

رنجک: ہندی۔اسم مؤنث۔بارود جو بندوق یا توپ کے پیالے میں آگ دینے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ (آصفیہ)

رند: اردو (لکھنؤ)۔اسم مذکر۔دیوار قلعہ یا شہر پناہ کے وہ موکھے جو غنیم پر اندر سے بندوقیں چلانے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔(آصفیہ)

رنگ آمیزی: فارسی۔اسم مؤنث۔رنگ سازی۔گل کاری۔نقاشی۔عبارت آرائی۔(آصفیہ)

رواروی: اردو۔اسم مؤنث۔جلدی۔بھاگا بھاگ۔گھبراہٹ۔ہڑبڑاہٹ۔ہلچل۔بھاگڑ۔(آصفیہ)

روشن چوکی: اردو۔اسم مؤنث۔چار آدمیوں کا گروہ جو دلہا یا بادشاہ کی سواری کے ساتھ نفیری یا طبلہ بجاتے ہوئے چلتا ہے۔ایک قسم کی باجے والوں کی چوکی۔(آصفیہ)

زرتار: فارسی۔صفت۔وہ چیز جو سونے کے تاروں سے بنائی گئی ہو۔(نور)

زردوزی: فارسی۔اسم مؤنث۔کارچوبی۔کامدانی۔چکن کا کام۔(آصفیہ)

زنبورچی: فارسی۔اسم مؤنث۔بندوقچی۔زنبور چلانے والا۔(آصفیہ)

زنبورک: فارسی۔اسم مؤنث۔چھوٹی توپ۔(آصفیہ)

زین: فارسی۔اسم مذکر۔کاٹھی۔(آصفیہ)

سارنگ: سنسکرت۔اسم مذکر۔دیپک کی ایک راگنی کا نام۔(آصفیہ)

ست کھنڈا: لکھنؤ کی ایک لاجواب عمارت جسے محمد علی شاہ کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔اس کے آثار محمد اکرام چغتائی کے بقول اب بھی موجود ہیں۔عبدالحلیم شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بابل کے مینار یا وہاں کے ہوائی باغ کی طرح محرابوں کے مدور حلقوں پر تعمیر کی جا رہی تھی۔ایک حلقے پر دوسرا حلقہ قائم ہوتا تھا۔ارادہ تھا کہ اسے سات منزلوں تک بلند کر کے ایک ایسا اونچا برج بنایا جائے گا جس کے اوپر سے سارا لکھنؤ اور اس کے اردگرد کی فضا نظر آئے۔اسی لیے اس کا نام ست کھنڈا قرار دیا گیا تھا لیکن ابھی اس کی پانچ منزلیں ہی بنی تھیں کہ محمد علی شاہ ۱۸۴۲ء میں انتقال کر گئے اور یہ عمارت نامکمل رہ گئی۔(مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۹۱)

ستی ہونا: ہندی۔فعل لازم۔مرے ہوئے خاوند کی چتا میں زندہ جل کر مرنا۔(آصفیہ)

سرپیچ: فارسی۔اسم مذکر۔پگڑی۔پگڑی کے اوپر کا چھوٹا سا کپڑا۔ایک قسم کا زیور جو پگڑی میں باندھتے ہیں۔جیغہ۔(آصفیہ)

سررشتہ: فارسی۔اسم مذکر۔دفتر حسابی۔(کشوری)

سکھ پال: ہندی۔اسم مذکر۔ ایک قسم کی زنانہ پالکی۔(آصفیہ)

سلح: عربی۔اسم مذکر۔آلۂ حرب۔ہتھیار۔(آصفیہ)

سیاہ گوش: فارسی۔اسم مذکر۔ایک درندہ جو کتے سے چھوٹا اور بلی سے بڑا ہوتا ہے، دونوں کان سیاہ اور نوک دار ہوتے ہیں۔چھوٹے سے جانور کا نام جسے امیر لوگ شکار کے واسطے رکھتے ہیں۔چیتے کی قسم۔بن بلاؤ۔(کشوری/آصفیہ)

سیزدہم: فارسی۔صفت۔تیرھواں۔(نور)

سے: ہندی۔صفت۔سو۔صد۔(آصفیہ)

شانزدہم: فارسی۔ سولھواں۔

شترسوار: فارسی۔ اسم مذکر۔ سانڈنی سوار۔ وہ اردلی جو اونٹ پر سوار ساتھ ہو۔ قاصد۔ (آصفیہ)

شست: فارسی۔ اسم مؤنث۔ ہڈی یا بالوں کا چھلّہ جو تیز انداز اپنے انگوٹھے میں رکھتے ہیں۔ ہدف۔ نشانہ۔ (آصفیہ)

شناوری: فارسی۔ پانی میں تیرنا۔ (کشوری)

شہدے: عربی۔ اسم مذکر۔ بدنام و ننگ۔ بازاری آدمی۔ اوباش۔ (آصفیہ) ایک فرقہ جو اکثر ننگے سر ننگے پاؤں رہتا اور شادیوں میں عروس کا پلنگ اٹھاتا تھا۔ یہ فرقہ گالی گلوچ میں مشہور تھا۔ (نور)
یہاں مفلس کے معنی میں آیا ہے۔

شہرپناہ: فارسی۔ اسم مؤنث۔ فصیل شہر۔ شہر کی چاردیواری۔ (آصفیہ)

شیدی: فارسی۔ اسم مذکر۔ حبشیوں کا لقب ہے۔ (نور)

صباح: عربی۔ اسم مؤنث۔ صبح کا تڑکا۔ بھور۔ فجر۔ (آصفیہ)

ضربِ توپ: عربی۔ اسم مؤنث۔ توپ کا شمار ظاہر کرنے کا عدد۔ (آصفیہ)

ضریحِ تحسیں: عربی۔ اسم مؤنث۔ وہ چھوٹا سا کارچوبی تعزیہ، جو نہایت مغرق اور ہمیشہ کے واسطے بنا کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ (آصفیہ)

طرح: عربی۔ اسم مؤنث۔ طرز۔ طور۔ طریقہ۔ (آصفیہ)

طعمہ: عربی۔ اسم مذکر۔ رزق۔ لقمہ۔ نوالہ۔ (آصفیہ)

طلائی: عربی۔ صفت۔ زرّیں۔ سنہرا۔ (آصفیہ)

طنبورا: تونبڑا کا معرب۔ ایک قسم کے ستار کا نام جس میں تونبا لگایا جاتا ہے۔ (آصفیہ)

عاصی: عربی۔ اسم مذکر۔ نافرمان۔ گناہ گار۔ مجرم۔ (آصفیہ)

عرق گیر: عربی و فارسی۔ اسم مذکر۔ پالان۔ (آصفیہ)

عشر عشیر: عربی۔ صفت۔ دسویں حصے کا دسواں حصہ۔ قلیل مقدار۔ (آصفیہ)

عماری: عربی۔ اسم مؤنث۔ ہاتھی کا ہودہ، جو اس کی پیٹھ پر بیٹھنے کے لیے رکھتے ہیں۔ (آصفیہ)

عوضی: عربی۔اسم مذکر۔قائم مقام۔عوضِ خدمت۔(آصفیہ)

غایات: غایت کی جمع۔عربی۔صفت۔نہایت۔از حد۔بہت۔(آصفیہ)

غرہ: عربی۔اسم مذکر۔چاند کی پہلی تاریخ۔(کشوری)

غصب: اردو۔فعل متعدی۔زوریا زبردستی سے چھین لینا۔(آصفیہ)

غُلّہ: اردو۔اسم مذکر۔مخفف غلولہ، گولی، بُندُوقہ (آصفیہ)۔

فربہ: فارسی۔صفت۔موٹا۔تنومند۔(آصفیہ)

فرش: عربی۔اسم مذکر۔بساط۔بچھونا۔بستر۔غالیچہ۔قالین۔دری۔(آصفیہ)

فرق: عربی۔اسم مذکر۔فاصلہ۔شناخت۔(آصفیہ)

فروکش ہونا: اردو۔فعل لازم۔بسیرا کرنا۔مقام کرنا۔رات بھر ٹھہرنا۔(آصفیہ)

فوتی: عربی و فارسی۔صفت۔فوت شدہ۔مراہوا۔متوفی۔(آصفیہ)

فوج دار: عربی و فارسی۔اسم مذکر۔فوج کا افسر۔کوتوال۔وہ شخص جو بادشاہ کی سواری میں ہاتھی پر آگے بیٹھے۔ ایسے لوگوں کا خطاب فوج دار خان ہوتا تھا۔(آصفیہ)

قرنا: عربی و فارسی۔اسم مذکر۔سینگ کا بگل۔(آصفیہ) اصل میں قرنا۔(نور)

قلابے: عربی۔حلقے۔(کشوری)

قلعہ: عربی و فارسی۔ایک قسم کی آتش بازی جس میں پٹاخے ہوتے ہیں۔(نور)

قنات: ترکی۔اسم مؤنث۔وہ کپڑے کی دیوار یا پردہ جو خیمے کے چاروں طرف لگاتے ہیں۔(آصفیہ)

کارد: فارسی۔اسم مذکر۔چاقو۔چھری۔چھرا۔(آصفیہ)

کام دار: اردو۔اسم مذکر۔زری یا ریشم کا کام کیا ہوا۔(آصفیہ)

کبڑن: ہندی (لکھنؤ)۔اسم مؤنث۔کاچھن۔ترکاری بیچنے والی عورت۔(آصفیہ)

کبڑیا: ہندی (لکھنؤ)۔اسم مذکر۔کاچھی۔سبزی بیچنے والا۔ترکاری فروش۔(آصفیہ)

کتی: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی تلوار۔سروہی۔نیمچہ۔(آصفیہ) جس کی نوک کسی قدر مڑی ہوئی ہوتی ہے۔(نور)

کنڑا: ہندی ۔اسم مذکر۔چھوٹا سا کوچہ۔زمین کا چھوٹا سا آباد قطعہ۔محلّہ۔باڑا۔احاطہ۔منڈی۔چوک۔ (آصفیہ)

کرچ: مالاباری ۔اسم مؤنث ۔ایک قسم کی لمبی تلوار جو اکثر فوجی افسروں کے پاس ہوتی ہے۔(آصفیہ)

کڑوں کی عمارت: ہندی۔لکھنؤ۔لداؤ کی عمارت۔گول ڈاٹ جو صرف اینٹ، چونے اور پتھر سے بنائیں اور لکڑی استعمال نہ ہو۔(نور)

کڑیاں: کڑی کی جمع۔ہندی۔صفت۔آہنی حلقہ۔(آصفیہ)۔متن میں لکڑی کے بالوں کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو چھت بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

گگر: ہندی ۔اسم مؤنث۔کنارہ۔حاشیہ۔(نور)

کلابتوں: ترکی۔مذکر۔چاندی یا سونے کا تار جو ریشم یا سوت کی ڈوری پر لپیٹتے ہیں۔(نور)

کلاں: فارسی۔صفت۔بڑا۔کبرسن۔لمبا۔وسیع۔فراخ۔(آصفیہ)

کلغی: اردو۔اسم مؤنث۔ایک خاص پرندے کے خوشنما پر جنھیں بادشاہ لوگ اپنے تاج یا ٹوپی اور پگڑی پر رزم و بزم میں لگا لیتے ہیں۔(آصفیہ)

کمربستہ: فارسی۔صفت۔تیار۔لیس۔مستعد، حاضر۔ہتھیار بند۔مسلح۔خادم۔نوکر۔(آصفیہ)

کنول: ہندی ۔اسم مذکر۔قمقمہ۔ایک سرخ کاغذ یا ابرق کا پھول جس میں موم بتی جلا کر بھادوں کے مہینے میں جمعرات کے روز عوام خواجہ خضر کے نام پانی میں بہا دیتے تھے۔شیشے کے ایک طرف کا نام جس میں شمع روشن کرتے ہیں۔ (آصفیہ)

کوس: ہندی ۔اسم مذکر۔فرسنگ۔راستے کی ایک معین حد کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے تین ہزار گز ہے۔یہ گز سولہ گرہ کا ہے۔وہ پتھر یا نشان جو ہر فرسنگ کی مقدار پر بنا دیتے ہیں۔(آصفیہ)

کھاٹ: ہندی ۔اسم مؤنث۔چارپائی۔پلنگ۔پلنگڑی۔ (آصفیہ)

کھاروہ: ہندی ۔اسم مذکر۔ایک قسم کا سرخ موٹا کپڑا جو اکثر پردوں یا پاجاموں یا ستھوں کی لنگیوں کے کام آتا ہے۔(آصفیہ)

گابرا/گھابرا: ہندی۔اسم مذکر۔گھبرایا ہوا۔(نور)

گارد: اردو۔اسم مذکر۔سنتری، پہرے دار، لشکر کے گرد گشت کرنے والا گروہ مع افسر، guard کا بگڑا ہوا تلفظ۔(آصفیہ)

گاڑھا: ہندی۔صفت۔جنگی اور مست ہاتھی۔تانیث گاڑھی۔(آصفیہ)

گڈھی/گڑھی: ہندی۔اسم مؤنث۔چھوٹا قلعہ۔کوٹ۔ (آصفیہ)

گراب/گراپ: اردو۔اسم مذکر۔وہ توپ کا گولہ جس میں بہت سی گولیاں، چھرا وغیرہ بھرا ہوتا ہے۔ انگریزی لفظ Grape بمعنی چھرا سے۔(آصفیہ)

گسائیں: ہندی۔اسم مذکر۔گوسائیں کا مخفف۔گایوں کا مالک۔گھوسی۔۲:سنیاسی۔جوگی۔سائیں۔ مہنت۔۳:ہندو درویشوں کا تعظیمی خطاب۔(آصفیہ)

گگری: ہندی۔اسم مؤنث۔گاگر کا مخفف۔پانی رکھنے کا پیتل یا تانبے کا برتن۔(آصفیہ)

گنڈا: ہندی۔اسم مذکر۔کوڑیوں اور گھنگروؤں وغیرہ کا حلقہ، جو جانور کے گلے میں ڈالتے ہیں۔(آصفیہ)

گنگا جمنی: ہندی۔صفت۔دورنگا۔سونے اور چاندی کا بنا ہوا یا وہ چیز جس پر چاندی اور سونے کا کام ہو۔ایک قسم کا کان کا زیور۔(آصفیہ)

گنوار: ہندی۔اسم مذکر۔گاؤں وال۔دہقان۔گاؤں کا رہنے والا۔(آصفیہ)

گودڑ: ہندی۔اسم مذکر۔پھٹا پرانا کپڑا۔دھجیاں۔چیتھڑے۔(آصفیہ)

گونا: ہندی۔اسم مذکر۔دلہن کو وداع کر کے گھر لانا۔شب عروسی۔(آصفیہ)

گھابرا: ہندی۔صفت۔گھبرایا ہوا۔(اثر)

گھڑی: ہندی۔اسم مؤنث۔رات دن کا ساٹھواں حصہ۔۲۴ منٹ کا وقفہ۔(آصفیہ)

گھوسی: ہندی۔اسم مذکر۔مسلمان گوالا، گائے بھینس رکھنے، چرانے اور ان کا دودھ بیچنے والا۔پنجاب: گھسیارا۔(آصفیہ)

لچکا/لپکا: ہندی۔اسم مذکر۔کشتی، بجرا۔(آصفیہ)

لکھوکھا: ہندی۔کئی لاکھ۔

لین: انگریزی line ۔اسم مؤنث ۔چھاؤنی کیمپ ۔لشکرگاہ ۔فوجی پڑاؤ ۔(آصفیہ)

مات: ہندی ۔اسم مؤنث ۔ماترا کا مخفف ۔(آصفیہ)

ماہی مراتب: فارسی ۔اسم مذکر ۔وہ اعزازی نشان جو بادشاہوں کی سواری کے آگے آگے ہاتھیوں پر چلتے ہیں ۔ (آصفیہ)

ماہیان بے آب: فارسی ۔مچھلیاں جو پانی سے باہر ہوں ۔مجازاً بے قرار ۔بے چین ۔تڑپتے ہوئے ۔

متمرد: عربی ۔صفت ۔سرکش ۔نافرمان ۔باغی ۔(آصفیہ)

محل: اردو ۔اسم مؤنث ۔بیگم ۔رانی ۔ملکہ ۔(آصفیہ)

مخلّع: عربی ۔صفت ۔خلعت دیا گیا ۔(کشوری)

مخمل: عربی ۔اسم مؤنث ۔نہایت نرم وملائم کپڑے کا نام ۔(آصفیہ)

مراۃ: عربی ۔اسم مذکر ۔آئینہ ۔(آصفیہ)

مرخص: عربی ۔صفت ۔رخصت کیا گیا ۔روانہ کیا گیا ۔(آصفیہ)

مردنگی: ہندی ۔مؤنث ۔ایک قسم کا شیشے کا فانوس جس پر شمع کو روشن کرکے رکھ دیتے ہیں ۔(نور)

مردہا/مردھا: اردو ۔اسم مذکر ۔ایک ادنیٰ قوم جیسے بادشاہی مردھے جو پیادوں کا کام کرتے تھے ۔اصل میں میردہ تھا یعنی سردارِ دہ ۔(آصفیہ)

مرسولہ: عربی ۔غلط العام ۔بمعنی بھیجا گیا ۔درست لفظ مرسل یا مرسلہ ہیں ۔(کشوری)

مروارید: فارسی ۔اسم مذکر ۔موتی ۔دُر ۔گوہر ۔(آصفیہ)

مشرّف: عربی ۔صفت ۔شرف دیا گیا ۔عزت دیا گیا ۔(آصفیہ)

مصاحب: عربی ۔اسم مذکر ۔ساتھی ۔جلیس ۔ہم نشین ۔(آصفیہ)

مغرق: عربی ۔صفت ۔جگمگاتا ہوا ۔سونے یا چاندی میں لپاہوا ۔(آصفیہ)

ملتمس: عربی ۔اسم مذکر ۔التماس کرنے والا ۔(آصفیہ)

مندرج: عربی ۔صفت ۔درج کیا ہوا ۔لکھا گیا ۔(آصفیہ)

مندیل: عربی ۔اسم مؤنث ۔رومال ۔کمر کا پٹکا یا پیٹی ۔طلائی پگڑی ۔دستار ۔عمامہ ۔شملہ ۔(آصفیہ) لکھنؤ

میں خاص قسم کی گول ٹوپی کو مندیل کہتے تھے۔شرر نے گزشتہ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ اس کی قطع ڈفلی کی سی ہوتی تھی اور اکثر کارچوب کے کام کی پسند کی جاتی تھی۔یہ ٹوپی اس قدر مقبولیت حاصل کر گئی تھی کہ اسے پہنے بغیر کوئی شخص بادشاہوں اور شہزادوں کے سامنے نہیں جا سکتا تھا۔(مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص۲۳۳)۔

منزل: عربی۔اسم مؤنث۔جائے نزول۔اترنے کی جگہ۔ایک دن کا سفر۔مکان کا درجہ۔جیسے دو منزل کا مکان۔(آصفیہ)

منش: فارسی۔اسم مؤنث۔خو۔طبیعت۔مزاج۔(آصفیہ)

مورچھل: ہندی۔اسم مذکر۔مور کے پروں کا چنور جو اکثر بادشاہوں یا راجاؤں کے سر پر ہلایا جاتا تھا۔ (آصفیہ)

موہوم: عربی۔صفت۔وہمی۔خیالی۔قیاسی۔(آصفیہ)

مہاجن: ہندی۔اسم مذکر۔ساہوکار۔ہنڈی وال۔سوداگر۔خزانچی (آصفیہ)

مہار: فارسی۔اسم مؤنث۔اونٹ کی نکیل۔(آصفیہ)

مہتاب رمہتابی: فارسی۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی آتش بازی جس کی روشنی نیلگوں ہوتی ہے۔ (آصفیہ)

میخ: فارسی۔اسم مؤنث۔کیل۔کھونٹا۔چوب۔(آصفیہ)

نامی: فارسی۔صفت۔مشہور و معروف۔(آصفیہ)

نان پز: فارسی۔اسم مذکر۔روٹی پکانے والا۔بھٹیارا۔(آصفیہ)

نان شبینہ: فارسی۔رات کا کھانا۔

ناہنجار: فارسی۔صفت۔بدذات۔بداصل۔(کشوری)

نجیب: اردو۔اسم مذکر۔ہندوستانی سپاہی جن کی اکثر نیلی وردی ہوتی تھی اور وہ چوکی، پہرے یا دربانی کا کام کیا کرتے تھے۔(آصفیہ)

نشان بردار: فارسی۔اسم مذکر۔جھنڈا لے کر چلنے والا۔(آصفیہ)

نعلین: عربی۔اسم مذکر۔دونوں جوتیاں۔جوتیوں کا جوڑا۔(آصفیہ)

نقارہ: فارسی۔اسم مذکر۔طبل۔دمامہ۔(آصفیہ)

نقرئی: عربی۔صفت۔چاندی کا۔روپہلی۔سفید۔(آصفیہ)

نمگیرہ: فارسی۔اسم مذکر۔وہ کپڑا جو اوس کی نمی سے محفوظ رہنے کے لیے پلنگ پر چھت گیری کی طرح لگایا جاتا تھا۔ترپال۔سائبان۔(آصفیہ)

نونگی: جس میں نو نگینے جڑے ہوں۔

نوبت: فارسی۔اسم مؤنث۔نقارہ۔ڈنکا۔پہلے بادشاہوں کے وقت دستور تھا کہ صبح سویرے اور شام کو نوبت بجا کرتی تھی۔(آصفیہ)

نیوش: فارسی۔صفت۔سننے والا۔(نور)

والا جاہ: فارسی۔صفت۔بلند مرتبہ۔(آصفیہ)

واہیات: عربی۔اسم مؤنث۔واہی کی جمع۔بیہودہ اور لغو باتیں۔خرافات۔(آصفیہ)

وثیقہ دار: عربی۔اسم مذکر۔مالکِ وثیقہ۔وہ شخص جس کا روپیہ گورنمنٹ میں بہ امانت جمع ہو اور اس کا منافع اسے دیا جائے۔(آصفیہ) تنخواہ دار کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

وثیقہ: عربی۔اسم مذکر۔لکھنؤ میں وہ روپیہ جو کسی غیر مذہب سے بطور منافع نقد روپیہ کے لیا جائے؛ جیسے پرومیسری نوٹ کی آمدنی۔(آصفیہ)

وردی بجنا: اردو۔فعل لازم۔صبح یا شام کی نوبت، بادشاہوں کے دروازوں یا لشکروں میں بجنا۔(آصفیہ)

ہانڈی: ہندی۔اسم مؤنث۔ظرف آبگینہ جس میں روشنی کرتے تھے۔(آصفیہ)

ہجدہم: فارسی۔اٹھارواں۔

ہرکارہ: فارسی۔اسم مذکر۔نامہ بر۔قاصد۔(آصفیہ)

ہفدہم: فارسی۔سترھواں۔

ہمگی: فارسی۔صفت۔تمام۔سب کا سب۔(آصفیہ)

ہوائیاں: اردو۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی آتش بازی جسے خدنگ یا تنگا بھی کہتے ہیں۔(آصفیہ)

ہودج: عربی۔اسم مذکر۔عماری۔ہودہ۔اونٹ کا کجاوہ جس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں۔(آصفیہ)

ہولنا: ہندی۔فعل متعدی۔ہاتھی کو چلانا۔(آصفیہ)

ہویدا: فارسی۔صفت۔ظاہر۔روشن۔عیاں۔واضح۔(آصفیہ)

یارا: فارسی۔اسم مذکر۔تاب۔مجال۔طاقت۔(آصفیہ)

یک شنبہ: فارسی۔اسم مذکر۔اتوار۔(آصفیہ)